مختصر حالات زندگی

شیخ طریقت مرشد امت حضرت

مولانا شاہ محمد قمر الزمان صاحب الٰہ آبادی دامت برکاتہم

از: حضرت مولانا قاری محمد احسن صاحب فتح پور بانی جامعہ اسلامیہ سلطانپور

ولادت ووطن مالوف

حضرت اقدس دامت برکاتہم کی ولادت باسعادت شعبان المعظم ۱۳۵۲ھ مطابق دسمبر ۱۹۳۳ء ضلع مئو (سابق اعظم گڈھ) کے موضع کاری ساتھ میں ہوئی۔ والد محترم کا اسم گرامی جناب سلطان احمد خاں ولد نذیر خاں صاحبان ہے۔ والد محترم بھی ذکر وشغل اور تلاوت قرآن کریم سے غیر معمولی دلچسپی رکھتے تھے اور عام طور پر صلحاء میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ اور کیوں نہ ہوتا جبکہ ان کو اپنے دور کے ولی کامل مصلح الامت حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ کے کیمیا اثر صحبت کا شرف حاصل تھا۔ چنانچہ حضرت مصلح الامتؒ کی خدمت میں موضع فتح پور تال نرجا پابندی کے ساتھ تشریف لے جاتے تھے اور کبھی کبھی اپنے ہونہار بیٹے (یعنی صاحب تذکرہ حضرت مرشدی دامت برکاتہم) کو بھی ساتھ لے لے جایا کرتے تھے اور حضرت سے اپنے بیٹے کیلئے دعا کراتے تھے۔ حضرت دامت برکاتہم کی والدہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ماجدہ محترمہ زیب النساء صاحبہ بنت جناب رحمت اللہ خاں صاحب ساکن سکریا کلاں ضلع بلیا جو نہایت نیک خاتون تھیں اس طرح ہمارے حضرت کو ابتدائی تربیت ونشو ونما کیلئے ایک ایسا سادہ خالص دینی ماحول ملا جس سے ان کے سادہ طفلانہ دل ودماغ پر پاکیزہ ومقدس نقوش مرتسم ہوئے۔

تعلیم

دیندار گھرانوں کے رواج کے مطابق ابتداءً گاؤں کے ایک اسلامی مکتب میں زانوئے تلمذ تہہ کیا اور یہی مکتب دور حاضر کے ایک عظیم عالم دین اور شیخ وقت کا ابتدائی مدرسہ قرار پایا۔ درجہ دوم تک یہاں تعلیم حاصل کی پھر مڈل تک یعنی اس زمانہ کے درجہ سات تک قصبہ گھوسی میں تعلیم حاصل کی۔

اس بنیادی اور انتہائی مفید اور ضروری عصری تعلیم کے بعد اصل تعلیمی منزل کی تلاش میں دار العلوم مئو کی راہ پر گامزن ہوئے۔ اور یہاں پہنچ کر خالص دینی تعلیم کا آغاز فارسی سے کیا۔ یہاں کے تقریباً تین سالہ طالب علمانہ دوران قیام میں فارسی کی ابتدائی کتاب آمد نامہ سے گلستاں، بوستاں، اخلاق محسنی، انوار سہیلی وغیرہ اور عربی کی ابتدائی کتاب میزان منشعب سے علم الصیغہ، نور الایضاح، کفایۃ المتحفظ تک پڑھیں۔

نکاح مسنون

حضرت مصلح الامت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ نے اپنی صاحبزادی محترمہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عقیلہ خاتون (جو درحقیقت اسم با مسمیٰ تھیں) کے رشتہ کے متعلق مکرم حضرت مولانا قاری امین اظہر صاحب (جو صاحب تذکرہ کے حقیقی پھوپھا تھے) سے مشورہ کے بعد حضرت مرشدی کے والد محترم سلطان احمد خان صاحب کو اپنے عزم وارادہ کا قاری صاحب (متوفی ۱۳۶۹ھ مطابق ۱۹۴۹ء) کے وساطت سے اس کا اظہار فرمایا، تو والد محترم اس رشتہ مبارکہ کو معلوم کر کے بیحد مسرور ہوئے اور اپنی غایت سعادت سمجھ کر راضی ہو گئے۔ چنانچہ رجب ۱۳۷۰ھ مطابق جون ۱۹۵۰ء میں فتح پور تال نرجا کی مسجد میں حضرت مصلح الامتؒ نے نکاح پڑھایا۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء

جن سے ماشاء اللہ چار صاحبزادے بالترتیب یہ ہیں:

☆......[۱] جناب مولانا حافظ مقبول احمد قاسمی

☆......[۲] مولانا سعید احمد قاسمی ندوی

☆......[۳] مولانا عزیز احمد قاسمی

☆......[۴] مولانا محبوب احمد ندوی...............سلّمھم اللّٰہ تعالیٰ

تقدیر الٰہی کہ یہ نیک طینت خاتون ۱۳۷۹ھ میں اس دنیا سے رحلت فرما ں۔ انا للہ وانا الیہ راجعونؒ۔ اور محلہ اکبر پور الٰہ آباد کے عام قبرستان میں مدفون ہوئیں۔ جہاں ان کی چھوٹی ہمشیرہ محترمہ نبیلہ خاتون ۱۶/۱۷/ رمضان ۱۳۷۹ھ میں مدفون ہو چکی تھیں۔ نوّر اللہ مراقدھما

اس کے بعد پھر حضرت مصلح الامتؒ کے مشورہ سے دوسرا نکاح خاص وطن موضع کاری ساتھ ضلع مئو میں مکرم ماسٹر نور الحسن صاحب مرحوم کی نیک صاحبزادی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

محترمہ تقریب النساء نے ۲۲؍ جمادی الثانی ۱۳۸۱ھ میں ہوا جن سے ماشاء اللہ
چار صاحبزادیاں:

☆......[۱] مسعودہ خاتون ☆......[۲] عائشہ خاتون

☆......[۳] صدیقہ خاتون ☆......[۴] آمنہ خاتون سلّمہنّ اللّٰہ تعالیٰ

اور دو صاحبزادے:

☆......[۱] مولوی محمد عبداللہ قاسمی

☆......[۲] مولوی حافظ محمد عبیداللہ ندوی ہیں۔......سلّمہم اللّٰہ تعالیٰ

تکمیل علوم

بارگاہ مصلح الامتؒ اپنے دور کی منفرد خانقاہ اور تزکیہ نفوس کا مرکز ہونے کے ساتھ درس وتدریس کا ایک عظیم گہوارہ بھی تھا۔ اسلئے حضرت مرشدی تکمیل علوم، اصلاح اخلاق، تزکیۂ نفس اور منازل سلوک جیسے مقاصد عالیہ کیلئے شعبان ۱۳۷۰ھ کو بارگاہ مصلح الامتؒ حاضر ہوئے اور پھر یہیں کے ہو رہے۔ یہاں کے طویل دوران قیام میں ہدایۃ النحو، نور الایضاح، مراقی الفلاح وغیرہ سے لے کر بخاری شریف تک تعلیم حاصل کی، بلکہ اس کے ساتھ تصوف کی کتابیں بھی حضرت مصلح الامتؒ سے پڑھیں۔ مثلاً تفہیمات الٰہیہ، القول الجمیل، ارشاد الطالبین، قصد السبیل، ترصیع الجواہر المکیہ، مثنوی مولانا روم وغیرہ۔

درس وتدریس

یوں حضرت مصلح الامتؒ نے اثنائے تعلم ہی میں دوران قیام گورکھپور باقاعدہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وظیفہ کے ساتھ تدریس کی خدمت سپرد فرمائی۔ ماشاء اللہ یہ سلسلہ پڑھنے پڑھانے کا مسلسل جاری رہا۔ یہاں تک کہ اپنے مدرسہ وصیۃ العلوم الہ آباد کی صدر مدرسی کے منصب سے نوازا۔ توضیح تلویح، مشکوٰۃ، جلالین، ہدایہ وغیرہ جیسی اہم کتابوں کے اسباق آپ کے ذمہ تھے۔

اجازت حدیث

حضرت مصلح الامتؒ نے آپ پر کامل اعتماد کر کے بخاری شریف اور جملہ کتب حدیث کی روایت کی اجازت مرحمت فرمائی۔ چنانچہ شوال ۱۳۸۷ھ تا شعبان ۱۳۸۸ھ میں مدرسہ وصیۃ العلوم میں بخاری شریف پڑھائی۔ مسلم شریف مولانا عبدالرحمٰن صاحب جامیؒ اور ترمذی شریف مولانا محمد حنیف صاحب جونپوری نے پڑھائی۔ فللہ الحمد والمنة

اس سال دورۂ حدیث میں منجملہ خوش نصیب طلبہ کے یہ حضرات تھے:

☆...... مولانا قاری ارشاد احمد صاحب

☆...... مولانا انوار احمد صاحب

☆...... مولانا محمد ارشد بنارسی ...... اور ......

☆...... مولانا قاری ظہیر الدین۔ حال مقیم علی گڈھ یونیورسٹی ...... وغیرہم

ماشاء اللہ ختم بخاری کے موقع پر حضرت مولانا سید ظہور الحسن کسولوی ناظم خانقاہ تھانہ بھون اور حضرت مولانا حکیم محمد مسعود صاحب اجمیری تشریف لائے تھے۔

فللہ الحمد

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

باوجود ہجوم مشاغل و کثرت اسفار کے درس و تدریس کا سلسلہ آج بھی بحمد اللہ جاری ہے۔ اور اس طرح تشنگان علوم دینیہ علمی استفادہ سے بھی محروم نہیں ہیں۔ نیز حضرت مصلح الامتؒ کے حکم سے ہی افتاء کی نازک ترین واہم خدمت بھی انجام دیتے رہے۔ جس کا سلسلہ تاہنوز بحمد اللہ جاری ہے۔

اجازت وخلافت

جیسا کہ سطور بالا میں مذکور ہوا کہ شرف دامادی کے بعد حضرت مصلح الامتؒ کی خدمت میں مستقل قیام کے مقصد کے ساتھ ساتھ اصلاح باطن اور تزکیۂ نفوس کی غرض سے حضرت مصلح الامتؒ سے بیعت ہو گئے اور حضرت مصلح الامتؒ نے بھی آپ کی طرف خاص توجہ فرمائی اور تصوف کی مرقومۃ الصدر کتابیں بھی پڑھائیں اور تعلیم وتذکیر اور تلقین اذکار کی اجازت مرحمت فرمائی۔ **فللّٰہ الحمد والمنۃ**

چونکہ اولیاء اللہ کا یہ مزاج ہوتا ہے کہ وہ درجۂ کمال تک پہنچ جانے کے باوجود اپنے نفس سے کبھی مطمئن ہو کر نہیں بیٹھتے اور آخری لمحات حیات تک نفس کی نگرانی کرتے رہتے ہیں اور حسن خاتمہ کی دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ یہی مزاج صاحب تذکرہ حضرت مرشدی دامت برکاتہم کا بھی ہے۔ چنانچہ اسی فکر وجذبہ کے تحت حضرت مصلح الامتؒ کے وصال کے بعد اس دور کے ایک دوسرے ولی کامل عارف باللہ شیخ فانی فی اللہ حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاپگڈھی نقشبندی مجددیؒ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کی طرف رجوع فرمایا۔ حدیث پاک کے مضمون کے مطابق ''مؤمن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔'' شیخ مذکور کو مسترشد کی کیفیت باطنی اور صلاحیت کے سمجھنے میں دیر نہیں لگی اور کچھ ہی دنوں کے بعد تذکیر و تلقین کی اجازت کے ساتھ ساتھ بیعت کی اجازت اور خلعتِ خلافت سے نواز دیا۔ اور اس طرح ہمارے شیخ بقول قاضی اطہر مبارکپوریؒ:

> '' حضرت مولانا محمد قمر الزمان صاحب زید مجدہ شریعت و طریقت کے جامع عالم ہیں۔ حضرت مصلح الامت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ کے روحانی جذب و جلال اور بقیۃ السلف حضرت مولانا محمد احمد صاحبؒ کے احسانی حسن و جمال کے فیضان و عرفان کے امین ہیں۔''

ان ہر دو اولیاء اللہ کی طرف سے مذکورہ اجازت و خلافت کے بعد حضرت مرشدی دامت برکاتہم چاروں سلاسل (یعنی چشتی، نقشبندی، قادری، اور سہروردی) کے جامع ہیں۔ اور چونکہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے دور سے تمام مشائخ چاروں سلسلوں میں بیعت کرتے ہیں اور مستحق خلافت کو چاروں ہی سلسلوں میں خلافت بھی عطا کرتے ہیں۔ اسلئے حضرت والا کا بھی یہی معمول ہے۔

دیگر مشائخ سے بھی استفادہ

حضرت مصلح الامتؒ کی خدمت میں سترہ سال اور شاہ پرتاپگڈھیؒ کی خدمت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں چوبیس سال کی طویل مدت تک شرف صحبت حاصل رہا۔اور حضرت اقدس ہر دو بارگاہ کے مقرب رہے ہیں۔ دریں اثناء ان دو مشائخ کی خدمت میں تشریف لانے والے ملک کے دیگر اکابر علماء و مشائخ مثلاً محدث کبیر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمیؒ ۔مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ۔محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ۔ حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب باندویؒ۔ اور حضرت مولانا عبدالباری صاحب ندویؒ اور حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب کراچی مدظلہ العالی کی مخصوص خدمات حضرت کے سپرد ہوتی رہیں۔اس طرح ان حضرات کا بھی قرب خاص حاصل ہوا اور استفادہ کے بیش قیمت مواقع حاصل ہوئے۔ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء

مشاغل وخدمات

حضرت کے مشاغل وخدمات کو چار حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

☆......[۱] دعوت وارشاد

☆......[۲] تصنیف وتالیف

☆......[۳] درس وتدریس

☆......[۴] اسفار ملک وبیرون ملک

☆......[۱] دعوت وارشاد

مسترشدین ومریدین کے تزکیۂ نفوس، تلقین اذکار اور اصلاح باطن کے علاوہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہر صادر و وارد کے ساتھ خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آنا اور مناسب پند و نصیحت سے نوازنا آپ کا طرۂ امتیاز ہے۔ مقامی طور پر یہ سلسلہ دوران قیام الہ آباد جاری ہی رہتا ہے۔ غیر مقامی طور پر تقریباً پندرہ سال سے مسلسل صوبہ گجرات کے دار العلوم کنتھاریہ بھروچ کی وسیع مسجد میں نظام خانقاہ اور اعتکاف کیلئے اخیر شعبان میں تشریف لے جاتے ہیں اور پورا رمضان وہاں ہی قیام رہتا ہے۔ اس موقع پر ملکی و غیر ملکی منسلکین و مسترشدین علماء و مشائخ اور عوام کا عظیم اجتماع ہوتا ہے اور کئی سو حضرات پورے مہینہ معتکف رہتے ہیں اور حضرت والا کے مسلسل بیانات ہوتے رہتے ہیں۔ جس میں کتاب و سنت اور اتباع ست، خشیت و محبت الٰہی اور تزکیۂ نفوس کے مضامین بیان فرماتے ہیں۔ ماشاء اللہ رمضان کے بعد بھی اطراف کے دیہاتوں میں وعظ و نصیحت کیلئے ہفتہ عشرہ قیام رہتا ہے۔

☆......[۲] تصنیف و تالیف

حضرت اقدس کا قلم رواں دواں ہے۔ کئی ہزار صفحات پر مشتمل چند وقیع تصانیف منصۂ شہود پر آچکی ہیں۔

☆......[۱] اقوال سلفؒ کی چھ ضخیم جلدیں

☆......[۲] تربیت اولاد کا اسلامی نظام

☆......[۳] ریاض السالکین من احادیث سید المرسلین ملقب بہ گلدستہ اذکار

☆......[۴] تذکرۂ مصلح الامتؒ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

☆......[۵] فیضان محبت

☆......[۶] وصیۃ الآداب

☆......[۷] معارف صوفیہ

☆......[۸] نقوش آثار مفکر اسلامؒ

☆......[۹] تذکرۂ مصلح الامتؒ

☆......[۱۰] نکاح کی شرعی حیثیت

☆......[۱۱] حقیقی حج

☆......[۱۲] درس قرآن

☆......[۱۳] تطہیر القلوب ملقب بہ طہارت قلب

☆......[۱۴] گناہوں کا وبال اور اس کا علاج

خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان کتابوں کے دیکھنے کے بعد صاحب تصنیف کے عظیم ذوق مطالعہ کا پتہ چلتا ہے۔ یقیناً کتابوں کے مضامین گنجینۂ رشد وہدایت ہیں۔ حق تعالیٰ جل مجدہ توفیق عطا فرمائے تو ان کتابوں کا مطالعہ بڑی سعادت اور فلاح دارین کا سبب بن سکتا ہے۔

☆......[۳] درس وتدریس

حضرت والا دامت برکاتہم کا ہی قائم کردہ مدرسہ عربیہ بیت المعارف بخشی بازار الٰہ آباد ہے جس کی بنیاد ۲۸/ذوالحجہ ۱۳۹۵ھ مطابق یکم جنوری ۱۹۷۶ء کو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

رکھی گئی۔ یہاں علاوہ حفظ وقرأت کے مشکوٰۃ شریف تک باقاعدہ تعلیم ہوتی ہے۔ اسی مدرسہ میں حضرت کی خانقاہ ہے اور درسگاہ بھی۔ مشکوٰۃ شریف وغیرہ حسب ضرورت آپ کے زیر درس رہتی ہے۔ حال ہی میں ایک مدرسہ دارالمعارف الاسلامیہ مع خوشنما مسجد کے تعمیر کرایا ہے، اس میں فی الحال ناظرہ وحفظ اور ابتدائی فارسی وعربی کے درجات ہیں۔ اللہ تعالیٰ مزید ترقی سے نوازے۔ آمین

☆......[۴] اسفار

متعلقین ومعتقدین اور مریدین ومسترشدین کی دعوت واصرار پر اندرون ملک کے مختلف مقامات کیلئے تو اسفار ہوتے رہتے ہیں۔ بیرون کے اسفار کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ حضرت والا دامت برکاتہم کے مواعظ سے گجرات، مہاراشٹر، کرناٹک، آندھرا پردیش (بنگلور، حیدرآباد) مدھیہ پردیش، بہار اور بنگال کے متعلقین بھی مستفید ہوتے رہتے ہیں۔

بیرون ملک میں برطانیہ، بارباڈوز، ٹرینی ڈاڈ، گرینیڈا، پناما، کناڈا، ساؤتھ افریقہ، زامبیا، زمبابوے، ری یونین، موریشش، ملاوی، نیپال اور خلیجی ممالک میں سعودی عرب، کویت، بحرین، قطر، وغیرہ قابل ذکر ہیں جہاں آمد ورفت رہتی ہے۔ مریدین کے علاوہ مجازین صحبت وبیعت کی تعداد سو سے متجاوز ہے جن میں علماء زیادہ ہیں۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء

یہ چند سطور تذکرہ تذکرہ کی شکل میں حوالۂ قلم ہوئیں لیکن اس موقع پر ناچیز کا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قلم قطعاً آزاد نہیں رہا اور قدم قدم پر اس کا احساس رہا کہ اگر یہ اکارہ واقعتہً اپنے مشاہدات و جذبات کی ہلکی سی بھی تصویر کشی کرے تو کہیں پورا مضمون ہی نا قابل اشاعت قرار نہ دیا جائے۔ جیسا کہ پہلے لکھے ہوئے تذکرہ کا حشر ہو چکا ہے۔ اسلئے صرف عالم آخرت کی ایک عظیم دولت، مومن کامل کی پاکیزہ زندگی کا حاصل ایک قابل اعتماد وعدہ کی شکل کا ذکر کر کے مضمون کو ختم کرتا ہوں:

حضرت بقیۃ السلف عارف باللہ فانی فی اللہ مولانا شاہ محمد احمد صاحب قدس سرہ کو حضرت مرشدی مدظلہ العالی سے غایت درجہ محبت اور تعلق خاطر تھا جس کا اظہار حضرت اکثر فرمایا کرتے تھے، متعدد مرتبہ فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے بادشاہ جہانگیر سے جس طرح فرمایا تھا کہ جہانگیر! بغیر تمہارے جنت میں نہ جاؤں گا۔ مولانا! میں بھی جنت میں بغیر آپ کے نہ جاؤں گا۔

اللھم اجعلنا منھم ، ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء
واللہ ذوالفضل العظیم

ناکارہ خادم
محمد احسن قاسمی فتح پوری

[ماخوذ از تذکرہ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ]

مؤلفہ: مولانا محبوب احمد صاحب ندوی

ابن صاحب مواعظ شیخ طریقت دامت برکاتہم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

”مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَاناً وَّ اِحْتِسَاباً غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ“

(بخاری ومسلم)

مغفرت

سب سے بڑی نعمت

۳؍رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ

مسجد دارالعلوم عربیہ اسلامیہ کنتھاریہ محمود نگر ضلع بھروچ، گجرات

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

خلاصۂ وعظ

مغفرت ہی کیلئے تو سارے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں، اسی مغفرت کیلئے تو حضرت آدم وحوا علیہما السلام روتے تھے، اور ہمارے جتنے بھی بڑے گذرے ہیں سب اسی مغفرت کے لئے روتے اور گڑگڑاتے تھے، یہ لوگ بہت ہوشیار ہیں، کوئی بے وقوف نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کی قدر ہے، انہوں نے سمجھ رکھا ہے کہ ہم اللہ کے آگے جتنا روئیں گے، گڑگڑائیں گے اللہ تعالیٰ کو یہ ادا اتنی ہی پسند آئیگی اور اللہ تعالیٰ مغفرت فرمادے گا، جو دنیا کی سب نعمتوں سے بالاتر ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ کے دین کے مطابق چلیں، ان کے احکام کی پیروی کریں، اللہ تعالیٰ سے اس کے باوجود معافی مانگتے رہیں، مغفرت طلب کرتے رہیں، یہ رمضان کا روزہ اسی لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے، جب مغفرت فرمائیگا تو اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں، یہ مت سمجھئے کہ اس سے بڑھ کر بھی کوئی نعمت ہے، جب اللہ تعالیٰ مغفرت فرمادیں گے اور اس کی طرف سے اطمینان ہوجائیگا کہ ہمارا معاملہ ٹھیک ہے تو اپنے ساتھیوں سے کہیں گے: ﴿ هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ ﴾ (سورۃ الحاقہ: ۱۹) میری کتاب کو پڑھو، اس بنا پر اللہ تعالیٰ سے اپنی مغفرت کیلئے دعا کرنا چاہئے۔

☆☆☆☆☆☆☆

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نُؤْمِنُ بِهٖ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ ، وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِيَ لَهٗ، وَ نَشْهَدُ أَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ ، وَ نَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ ، صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ عَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَ اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّاتِهٖ وَ سَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا، أَمَّابَعْدُ!

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ : " مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَاناً وَّ اِحْتِسَاباً غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ " (بخاری ومسلم)

دوستو بزرگو بھائیو! ظاہر ہے کہ یہ رمضان کا مہینہ ہے اور ہم سبھی لوگ الحمدللہ روزہ کے فریضہ کو ادا کر رہے ہیں، اس بنا پر روزہ ہی کے سلسلہ میں بیان کرنے کو جی چاہتا ہے، ہر چیز کا ایک موسم ہوتا ہے، حج کے لئے جب لوگ جاتے ہیں تو عام طور پر بیانات حج کے موضوع پر ہی ہوتے ہیں، جہاز پر بھی، مسافر خانہ میں بھی، حج ہی کے سلسلہ میں علماء بیان کرتے رہتے ہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اہل عافیت کو اہل بلاء پر رحم کرنا چاہئے

اسی طرح یہ رمضان کا فریضہ ہے، ہم لوگ الحمدللہ علیٰ احسانہ روزہ ادا کررہے ہیں، اطمینان سے ادا کررہے ہیں، یکسوئی کے ساتھ ادا کررہے ہیں، یہ بھی اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل وکرم ہے ورنہ بہت سے ہمارے بھائی ایسے ہیں کہ روزہ رکھنے کے لئے سحری کا بھی انتظام نہیں، افطار کا بھی انتظام نہیں، بہت سے لوگ بیماریوں میں مبتلا ہوں گے، معلوم نہیں کن کن پریشانیوں میں ہمارے بہت سے بھائی ہوں گے، اس بنا پر ان کے لئے تو دعا کرنا چاہئے، حدیث میں ہے" اِرْحَمُوْا عَلٰی اَھْلِ الْبَلَاءِ " کہ تم اہل بلاء پر رحم کرو اور عافیت پر اللہ کا شکر ادا کرو، بس اہل عافیت کو چاہئے کہ اہل بلا پر رحم کرے، یہ حدیث ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

قلوب کو سخت کرنے والی چیز

حضرت مولانا سعید احمد صاحب اکبرآبادیؒ بہت مشہور عالم تھے، حضرت مصلح الامت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس انہوں نے نصیحت کی درخواست کی تو حضرت نے ان کو یہی حدیث مجھ سے لکھوا کر بھیجا، حدیث یہ ہے: "لَا تُکْثِرُوا الْکَلَامَ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ فَتَقْسُو قُلُوْبُکُمْ فَاِنَّ الْقَلْبَ الْقَاسِیَ بَعِیْدٌ مِّنَ اللّٰہِ وَلٰکِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ وَ لَا تَنْظُرُوْا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فِیْ ذُنُوْبِ النَّاسِ کَأَنَّکُمْ اَرْبَابٌ وَ انْظُرُوْا فِیْ ذُنُوْبِکُمْ کَأَنَّکُمْ عَبِیْدٌ فَاِنَّمَا النَّاسُ مُبْتَلیً وَ مُعَافیً فَارْحَمُوْا عَلٰی اَهْلِ الْبَلَاءِ وَ احْمَدُوا اللّٰهَ عَلَی الْعَافِیَةِ ''(مؤطا مالک، کتاب الجامع)

ترجمہ: یعنی غیر اللہ کا ذکر کثرت سے نہ کرو اس لئے کہ یہ قلوب کو قاسی بنا دیتا ہے، اور سخت دل اللہ کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے لیکن تم لوگ جانتے نہیں ہو، اور تم لوگوں کے گناہوں کو اس طرح مت دیکھو گویا کہ تم ہی رب ہو۔ اور اپنے گناہوں کو دیکھو گویا کہ تم بندے ہو اسلئے کہ تم میں سے بہت سے لوگ عافیت سے محروم ہیں، اور بہت سے لوگ صاحب عافیت ہیں اسلئے اہل بلا پر رحم کرو اور اپنی عافیت پر اللہ کا شکر ادا کرو۔

یعنی غیر اللہ کا ذکر کثرت سے کرنے سے قلب میں قساوت پیدا ہوتی ہے، قلب کے اندر سختی پیدا ہوتی ہے، علماء نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ ہر وقت بہت زیادہ اچھی باتیں بھی نہ کرو اس سے بھی قلب میں جمود پیدا ہو جاتا ہے، ذرا اپنے قلب کو خالی رکھو، تھوڑا فارغ رکھو، تا کہ قلب کے اندر حکمت کے چشمے جاری ہوں۔

دل ز پر گفتن بمیرد در بدن
گرچہ باشد گفتنش دُرّ عدن

بہت زیادہ بولنے سے دل بدن کے اندر مر جاتا ہے گرچہ اس کا بولنا عدن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کے موتی ہی کیوں نہ ہو۔

ہاں! تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ غیر اللہ کو زیادہ یاد کرنے سے دلوں میں سختی آجاتی ہے، پھر آگے اس کے نتیجہ کے بارے میں ارشاد ہے'' فَاِنَّ الْقَلْبَ الْقَاسِیَ بَعِیْدٌ مِّنَ اللّٰهِ '' قلب قاسی اللہ کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے، نرم دل اللہ سے قریب ہوتا ہے، سخت دل وہ لوگ ہیں جن پر کسی کی مصیبت کا کوئی اثر نہ ہو، کسی کی پریشانی کا اثر نہ ہو، بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے سامنے کتنی ہی مصیبتیں بیان کی جائیں کوئی توجہ نہیں کرتے، مصیبت زدہ کی مصیبت کا سننا بھی گوارہ نہیں کرتے، حدیث بتلاتی ہے کہ ایسے لوگ اللہ کی رحمت سے دور ہیں، ہاں ان پر ہی اگر کوئی مصیبت پڑ جائے تو سمجھ میں آجاتا ہے۔

قساوت قلب کو دور کرنے کا علاج

میرے دوستو! قلب قاسی یہ بہت ہی برا قلب ہے، دل کی قساوت اور سختی بہت ہی بری چیز ہے، اس سختی کو دور کرنے کے لئے ذکر اللہ کرایا جاتا ہے، قلب قاسی اگر ہے تو ذکر اللہ ہی سے اس کے اندر نرمی آئے گی، اور اگر کوئی ہر وقت بکواس ہی کرتا رہے گا تو اس کے دل میں قساوت کا پیدا ہو جانا لازمی ہے، اس لئے فضول باتوں سے اپنی زبان کو محفوظ رکھنا چاہئے، اس لئے کہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فرصت کا وقت ہمیشہ نہیں ملے گا۔

وقت کی قدر کرو

ایک منٹ کا بھی جو وقت گذر گیا ہے بڑی سے بڑی طاقت اس ایک منٹ کو واپس نہیں لا سکتی، جتنی ہی ایجادات میں ترقی ہو جائے، لیکن گذرے ہوئے وقت کو دوبارہ نہیں لوٹا سکتے، جو گذر گیا وہ گذر گیا، صرف انبیاء سے تو معجزات کے طور پر یہ ثابت ہے کہ انہوں نے سورج کو روک دیا، لیکن کسی بادشاہ سے یہ ثابت نہیں کہ سورج کو روک دیا ہو، کہیں بھی ثابت نہیں، اس بنا پر وقت بہت بڑی نعمت ہے اس کی قدر کرو، بیکار ضائع مت کرو، علماء نے وقت کو شمشیر بران یعنی کاٹنے والی تلوار لکھا ہے، جس کی کوئی روک نہیں ہے، وقت جو گذر رہا ہے گذر رہا ہے، کوئی روکنے والا نہیں، گھڑی دیکھتے جایئے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی دس بجا ہے پھر دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ گیارہ بج گئے، پھر دیکھئے تو پتہ چلے گا کہ بیٹھے بیٹھے بارہ بھی بج گئے، اللہ غنی! کہاں گیا وقت؟ گذرتے دیر نہیں لگتی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نصیحت

حضرت علی کرم اللہ وجہہ وعظ فرماتے تھے ''اِرتَحَلَتِ الدُّنیَا مُدبِرَةً وَ ارتَحَلَتِ الْاٰخِرَةُ مُقبِلَةً وَ لِكُلٍّ وَاحِدَةٍ مِنهُمَا بَنُونَ فَكُونُوا مِنْ اَبنَاءِ الْاٰخِرَةِ وَ لَاتَكُونُوا مِنْ اَبنَاءِ الدُّنیَا'' (مشکوۃ شریف: ۴۴۴) دنیا پیٹھ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پھیر کر پیچھے جارہی ہے اور آخرت سامنے سے آرہی ہے، اور ان دونوں میں سے ہر ایک کیلئے ابناء ہیں اسلئے تم ابنائے آخرت میں سے ہو جاؤ اور ابنائے دنیا میں سے نہ بنو۔ ایک ایک لحہ جو ہمارا گذر رہا ہے وہ پھر آنے والا نہیں ہے، ہم دنیا سے دور ہوتے جارہے ہیں، دنیا ہم سے دور ہوتی جارہی ہے، اور آخرت قریب ہوتی جارہی ہے، ادھر سے گاڑی آتی رہتی ہے اور ادھر سے جاتی رہتی ہے، مگر کتنی تیزی سے آجاتی ہے جس کا آدمی کو اندازہ بھی نہیں ہوتا، بعض دفعہ جو ایکسیڈنٹ ہو جاتا ہے وہ عموماً ایسے ہی ہوتا ہے کہ تیز گاڑی آرہی ہے اور مسافر کو اندازہ نہیں ہوتا کہ گاڑی آکر اس کو ٹکر ماردیگی اور ختم کردیگی۔

پہلی مرتبہ جب میں حج کے لئے سعودی گیا تھا تو وہاں پر ہمارا لڑکا عزیزم مولوی سعید احمد جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں پڑھ رہا تھا، سڑک پر موٹریں تیزی سے آتیں تو وہ میرا ہاتھ پکڑ لیتا تھا، تو میں نے کہا کہ یہ کیا بات ہے؟ کہا ابا آپ کو اندازہ نہیں ہے کہ یہاں گاڑی کتنی تیزی سے چلتی ہے۔

بہرحال میں کہہ رہا تھا کہ ’’ اِرتَحَلَتِ الدُّنیَا مُدْبِرَۃً وَ اِرتَحَلَتِ الْاٰخِرَۃُ مُقْبِلَۃً ‘‘ دنیا پیٹھ پھیر کر پیچھے جارہی ہے اور آخرت قریب آتی جارہی ہے، آگے حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں ’’ کُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ الْاٰخِرَۃِ ‘‘ اس لئے تم ابنائے آخرت میں سے ہو جاؤ، ’’ وَ لَا تَکُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ الدُّنْیَا ‘‘ اور ابنائے دنیا میں سے مت بنو، یعنی آخرت کے طالبین میں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سے بنو نہ کہ دنیا کے۔

صحابہ کا ایک معمول

میرے دوستو! وقت بہت ہی قیمتی چیز ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قسم بھی کھائی ہے ﴿ وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾ یعنی قسم ہے زمانہ کی تمام لوگ گھاٹے میں ہیں مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل صالح کیا اور تواصی بالحق کیا اور تواصی بالصبر کیا، یہ کوئی معمولی سورۃ نہیں ہے بہت ہی اہم سورۃ ہے، روایتوں میں آتا ہے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے سے ملتے تھے تو آپس میں ایک دوسرے کو یہ سورت سناتے تھے۔ (طبرانی) اس لئے وقت کی بہت قدر کرنی چاہئے۔

اطمینان کے انتظار میں نہ رہو

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اِنَّ الْقَلْبَ الْقَاسِیَ بَعِیْدٌ مِّنَ اللّٰہِ'' قلبِ قاسی اللہ کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے، جب ذکر سے غفلت ہوگی تو قلب میں قساوت پیدا ہوگی، آپ چند دن ذکر چھوڑ کر دیکھ لیجئے قلب میں قساوت پیدا ہو جائیگی، چنانچہ جو لوگ اللہ کے ذکر کو چھوڑتے ہیں اس کی وجہ سے ان کے قلوب میں سختی پیدا ہو جاتی ہے، حضرت مولانا رشید احمد

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید نے حضرتؒ کو خط لکھا کہ حضرت! اطمینان کے انتظار میں ہوں کہ اطمینان کا وقت ملے تو میں ذکر کروں، حضرتؒ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ چلتے پھرتے اپنے وِرد کو پورا کرو اطمینان کے انتظار میں نہ رہو، بلکہ چلتے پھرتے دوڑتے بھاگتے اپنا وظیفہ پورا کرلیا کرو۔

چنانچہ اگر کوئی چلتے پھرتے بھی اپنا وظیفہ پورا کرے گا تو اس کے فیوض و برکات سے ضرور مالا مال ہوگا، جیسے حج کی سعی میں دوڑا بھی جاتا ہے اور دعا بھی پڑھی جاتی ہے، طواف میں چکر لگائے جاتے ہیں اور دعا بھی پڑھی جاتی ہے، ذکر بھی کیا جاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ دوڑنا مانعِ ذکر نہیں ہے، اور چکر لگانا بھی مانعِ ذکر نہیں ہے، ہر حال میں آدمی ذکر کرسکتا ہے، دکان پر رہ کر بھی کرسکتا ہے اور اسپتال میں رہ کر اور بازاروں میں چلتے ہوئے بھی ذکر کرسکتا ہے، پس ذکر ایسی چیز ہے کہ ہر حال میں آدمی کرسکتا ہے، اس کے لئے وضو کی بھی قید نہیں ہے، اس کیلئے مکان کی بھی قید نہیں ہے، اس کے لئے کوئی شرط نہیں ہے، اس بنا پر آدمی جب اللہ کا ذکر کرے گا، اللہ اللہ کہے گا، لا الٰہ الا اللہ پڑھے گا، درود شریف پڑھے گا تو ضرور اس کے قلب میں رقت پیدا ہوگی، لطافت پیدا ہوگی، کثافت دور ہوگی، نرمی پیدا ہوگی، سختی دور ہوگی، اس بنا پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''لَاتُکْثِرُوا الْکَلَامَ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ فَتَقْسُو قُلُوْبُکُمْ فَاِنَّ الْقَلْبَ الْقَاسِیَ بَعِیْدٌ مِّنَ اللّٰہِ'' کہ اللہ کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سوا کسی کا ذکر بکثرت نہ کرو ورنہ تمہارے دل سخت ہو جائیں گے اور سخت دل اللہ کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے۔

بندے ہو کر بندوں کے گناہوں کو مت دیکھو

اس کے بعد روایت میں اس طرح آیا ہے کہ ”وَ لَا تَنْظُرُوْا فِيْ ذُنُوْبِ النَّاسِ كَأَنَّكُمْ اَرْبَابٌ وَ انْظُرُوْا فِيْ ذُنُوْبِكُمْ كَأَنَّكُمْ عَبِيْدٌ“ لوگوں کے گناہوں کو اس طرح مت دیکھو گویا کہ تم ہی رب ہو، جیسے رب اپنے بندوں کے گناہوں کو دیکھتا ہے، تم بندے ہو کر اپنے جیسے بندوں کے گناہوں کو مت دیکھو بلکہ اپنے گناہوں کو دیکھو۔

اہل معاصی قابل رحم ہیں

اس کے بعد حدیث کا وہ ٹکڑا ہے جس کو میں نے شروع میں ذکر کیا تھا:

”فَاِنَّمَا النَّاسُ مُبْتَلىً وَ مُعَافىً فَارْحَمُوْا عَلٰى اَهْلِ الْبَلَاءِ وَاحْمَدُوا اللّٰهَ عَلَى الْعَافِيَةِ“

اسلئے کہ تم میں بہت سے لوگ عافیت سے محروم ہیں اور بہت سے لوگ صاحب عافیت بھی ہیں، اس لئے اہل بلاء پر رحم کرو اور اپنی عافیت پر اللہ کا شکر ادا کرو، گنہگار بھی بہت سے ہیں یہ لوگ بلاء میں مبتلاء ہیں اور بہت سے صاحب عافیت ہیں یعنی طاعت بجالاتے ہیں یعنی نماز روزہ ادا کرتے ہیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لہٰذا ایسے لوگوں کو اجازت نہیں ہے کہ گنہگاروں کو ذلیل سمجھیں بلکہ ان کیلئے دعا کی ضرورت ہے کہ یہ لوگ بلاء میں مبتلاء ہیں۔ ظاہری بلاء میں نہیں بلکہ باطنی بلاء میں مبتلاء ہیں جیسا کہ اگر کوئی کینسر میں مبتلاء ہوتا ہے تو لوگ اس پر رحم کرتے ہیں اسی طرح کے دیگر مہلک بیماریوں میں مبتلاء لوگوں کے ساتھ رحم کا معاملہ کیا جاتا ہے، پس اگر کوئی شخص قساوت قلبی میں مبتلاء ہے، کوئی حسد کی بیماری میں مبتلاء ہے، کوئی کبر کے مرض میں مبتلاء ہے تو ایسا آدمی بھی قابل رحم ہے، پس اگر چہ وہ لوگ صاحب مال وثروت، صاحب منصب و وجاہت ہوں، لیکن یقیناً یہ لوگ قابل رحم ہیں، اسلئے ان کیلئے دعا کرنی چاہئے، چونکہ ان کا مال ان کو جہنم کی طرف کھینچے لے جارہا ہے ان کا منصب ان کو دوزخ کی طرف لے جارہا ہے اس لئے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے، بہت سے بڑے لوگ جب بہت پریشان ہوجاتے ہیں، فیکٹری وغیرہ بکنے لگتی ہے تو دعا کرانے آتے ہیں، میں کہا کرتا ہوں کہ یہ لوگ نہ ہم کو اپنے پاس آنے دیتے ہیں اور نہ خود ہمارے پاس آتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان پر اس طرح رحم کیا کہ ان پر دنیوی مصیبت ڈال دی تاکہ وہ ہمارے پاس دعا کیلئے آئیں اس طرح انہوں نے دعا کا اعتراف کیا اور اللہ تعالیٰ کی ذات کو مانا کہ وہ ذات ہماری مصیبت کو دور کرسکتی ہے، یہ بھی بہت بڑی بات ہے، اللہ تعالیٰ کے تکوینی امور چلتے رہتے ہیں جس چیز کو ہم سمجھتے ہیں کہ وہ کسی کو تباہی کی طرف لے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جارہی ہے مگر درحقیقت وہی اس کو نجات کی طرف لے جارہی ہے اس لئے کہ بہت سے اللہ کے بندے ایسے ہیں جن کو زنجیروں میں باندھ کر جنت کی طرف لے جایا جائیگا ،اس کی صورت یہی ہوگی کہ مصیبتوں میں مبتلا کئے جائیں گے، وہ مصیبتوں کو کب چاہیں گے،لیکن وہی مصیبتیں جنت میں لے جانے کا سبب بن جائیں گی، اس بنا پر میرے دوستو بزرگو! اللہ تعالیٰ کا ذکر، اللہ تعالیٰ کی عبادت ،کلام اللہ کی تلاوت ، یہ بڑی نعمت اور بہت بڑی دولت ہے،اس کو اختیار کرو تا کہ اللہ کے فضل سے جنت میں جانا میسر ہو۔

پس میں یہ کہہ رہا تھا کہ یہ رمضان کا مہینہ ہے، روزہ ہم لوگ رکھ ہی رہے ہیں اسلئے روزہ ہی کے متعلق بیان کرنے کو جی چاہتا ہے کہ جوضروری باتیں اس کے متعلق ہیں اسے بیان کی جائے ،شاید اللہ تعالیٰ کسی کو توفیق دے حقیقی روزہ رکھنے کی اوران کے شرائط کو ادا کرنے کی، اللہ تعالیٰ ہم سب لوگوں کو اس کی توفیق دے۔آمین

بہرحال جس حدیث کی میں نے تلاوت کیا بہت ہی مشہور حدیث ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا " مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَاناً وَّ اِحْتِسَاباً غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ " جس نے رمضان کا روزہ رکھا ایمان کے ساتھ اور ثواب کی امید کرتے ہوئے تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ثواب کا مدار ایمان پر ہے

صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَاناً ’’ کا مطلب یہ ہے کہ جس نے اس بات کی تصدیق کیا کہ واقعی روزہ فرض ہے، روزہ کی فرضیت اس آیت سے ثابت ہے

﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ (البقرة :۱۸۳)

اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا اس توقع پر کہ تم متقی بن جاؤ۔

پس جو روزہ کی فرضیت کو تسلیم کرتا ہے، اس کی فرضیت کی تصدیق کر کے روزہ رکھتا ہے، تو اس کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے، پس اگر کوئی شخص بھوکا پیاسا رہتا ہے اور روزہ کی فرضیت پر اس کو یقین نہیں تو وہ کتنا ہی بھوکا پیاسا رہے اس کو کوئی ثواب نہیں ملے گا، ثواب کا مدار ایمان پر ہے، مشہور شاعر اکبر حسین الہ آبادی کا یہ شعر سنا ہوگا ؎

صوم ہے ایمان سے ایمان رخصت صوم گم
قوم ہے قرآن سے قرآن رخصت قوم گم

روزہ ایمان سے ہے ایمان نہیں تو روزہ بھی نہیں، اور قوم قرآن سے ہے قرآن نہیں تو قوم بھی نہیں۔ قوم من حیث القوم تب رہے گی جب کہ قرآن اس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کے پاس ہوگا یعنی قرآن پر عمل ہوگا، قرآن کو ہم نے چھوڑ دیا ہے، طاق نسیاں پر رکھ دیا ہے، اس کے بعد کیا قرآن سے ہم کو توقع ہے کہ وہ ہماری سفارش کرے گا؟

اسلئے روزہ رکھنے کے ساتھ ساتھ روزہ کی فرضیت کا قائل ہونا چاہئے، روزہ کے متعلق یہ سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو من جملہ ارکانِ اسلام کے بنایا ہے، یہ زبردستی کی کوئی چیز نہیں ہے، عادت والی کوئی چیز نہیں ہے، طبیعت والی کوئی چیز نہیں ہے بلکہ شریعت کی چیز ہے، اس بناپر پہلی چیز یہی ہے کہ روزہ کی فرضیت کا یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ نے روزہ کو فرض قرار دیا ہے، اور من جملہ ارکان اسلام کے بنایا ہے۔

اللہ سے محبت کی کمی کی دلیل

دلوں کے تمام حالات کو اللہ جانتا ہے، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ تنہائی میں تعدیل ارکان کا خیال نہ کرنا یہ اللہ سے محبت کی کمی کی دلیل ہے، اللہ کی محبت جب ہوگی تو جیسے سامنے ویسے پیچھے، اللہ کے نزدیک تو سب برابر ہے، وہاں تو ماضی اور مضارع بھی نہیں ہے حال اور استقبال بھی نہیں ہے، وہاں تو سب برابر ہے، رات اور دن سب برابر، ان کا علم محیط ہے، اللہ کے علم کے اعتبار سے نہ کوئی ماضی ہے نہ مستقبل

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے، ہمارے اعتبار سے جو چیز گذر گئی وہ ماضی ہے، اب اس کو لانا مشکل اور محال ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے یہاں سب آسان ہے، بہر حال آدمی روزہ رکھتا ہے، میرا خیال ہے کہ کوئی مسلمان کتنا ہی بددین کیوں نہ ہو لیکن وہ روزہ رکھ کر پس پشت نہیں کھاتا، چھپ کر نہیں کھاتا، اس لئے کہ اس کو اللہ کے علم کا یقین ہوتا ہے۔

بہر حال یہ یقین ہونا چاہئے کہ روزہ اللہ تعالیٰ کا فریضہ ہے، منجملہ ارکان اسلام کے ایک رکن ہے، اور اس کے رکھنے سے اللہ تعالیٰ ثواب دے گا، اسلئے دو چیز فرمائی ایک تو ایمان ویقین کے ساتھ روزہ رکھنا دوسرے ثواب کی نیت سے روزہ رکھنا، زبان سے کہنا ضروری نہیں، اور ذہن میں یہ ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ضرور اس بھوکے پیاسے رہنے کا اجر وثواب مرحمت فرمائیگا۔

اللہ تعالیٰ کو پسند ہے........

ہمارے ہونٹوں کی خشکی اور چہروں کی زردی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ خود یہ آثار پیدا فرماتے ہیں، جس طرح عاشق کے چہرہ سے لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ یہ کسی کے عشق میں مبتلا ہے، چہرہ پر زردی ہوتی ہے، ہوائیاں اڑتی رہتی ہیں، لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ یہ کسی کے عشق میں پھنسا ہوا ہے، تو اللہ تعالیٰ خود روزہ دار میں یہ چیز پیدا فرماتے ہیں تا کہ اللہ سے عشق ومحبت کا کچھ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ظہور ہوجائے....ع

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد

یعنی وہ عاشق ہی کون ہے کہ معشوق اس کی طرف نظر نہ کرے، یہ ہمارے ہونٹوں کی خشکی اور رخساروں کی زردی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے بلکہ ہمارے معدہ سے ایک بو جو نکلتی ہے وہ بھی حق تعالیٰ کو پسند ہے۔

رمضان میں عصر بعد مسواک کرنا کیسا ہے

میرے دوستو بزرگو! یہ ہمارے پیٹ سے خلوئے معدہ کی وجہ سے جو بو اٹھتی ہے چونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ بو پسند ہے اس لئے اس کے متعلق امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کو مسواک کے ذریعہ زائل نہ کرو، اس لئے اِن حضرات کے یہاں روزہ کی حالت میں عصر کے بعد مسواک نہ کرنا چاہئے، اور احناف کے یہاں مسواک کر سکتے ہیں، دونوں کے پاس اپنے اپنے دلائل ہیں جو فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

امام شافعیؒ کا بھی ایک بلند مقام ہے

امام شافعیؒ وہ بھی ہمارے امام ہیں، ان کا بھی ایک مقام ہے، تمام ائمہ کا مسلک سب اپنی اپنی جگہ پر درست ہے، اسلئے سب کی عظمت، سب کی عزت، سب کا احترام اپنی جگہ پر مسلم ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہم سے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہیں بڑھ کر ہیں، ان کی بات کی بھی ایک وقعت ہے ایک عظمت ہے، ان پر ہم نکیر نہیں کر سکتے، صرف اپنی دلیل پیش کر سکتے ہیں، اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتے نہ کہہ سکتے۔

حضرت گنگوہیؒ کا اعتراف

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ یہاں پر آجائیں تو کیا ہم لوگ ان کے سامنے بیان کر سکیں گے؟ مجال نہیں کہ ہم ان کے سامنے بول سکیں، وہ کوئی معمولی لوگوں میں سے نہیں تھے، بہت بڑے اہل اللہ تھے، قطب الاقطاب تھے، اتنے بڑے تھے کہ جس کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا، امامت کا جو درجہ اللہ تعالیٰ نے مرحمت فرمایا تھا وہ یوں ہی نہیں دے دیا تھا، بہت زبردست اللہ والے اور صاحب نسبت تھے۔

امام شافعیؒ کا ارشاد گرامی

فرماتے تھے کہ دنیا میں مزہ تو دو ہی چیزوں میں ہے یا تو دوستوں سے ملاقات میں ہے یا سحر کی مناجات میں۔ اللہ والوں سے ملاقات میں جو مزہ ہے اس کا کیا پوچھنا ہے، یہ دنیا داروں کی دوستی کیا ہے؟ کچھ نہیں، ہاہا کر کے چلے گئے، ایک ادھر گیا ایک اُدھر، ان کی دوستی کا بھی کچھ اعتبار نہیں، ان کی ہنسی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں بھی خوشی کی جھلک نہیں ہوتی، کھوکھلی ہنسی ہوتی ہے، مصنوعی ہنسی ہوتی ہے، دل کی مسرت کا کوئی اثر چہرہ پر نہیں ہوتا، یہ سب آدمی نہیں ہیں بلکہ جانور ہو چکے ہیں، انسانیت شریعت کی اتباع میں ہے اور اسلام پر عمل میں ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر چلنے میں ہے، سنت کی متابعت میں ہے۔

تہجد کی نماز دل کو نشیط بناتی ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: " **فان صلی انحلت عقدۃ فاصبح نشیطاً طیب النفس**" [مشکوٰۃ:۱۰۸] جو شخص تہجد کی نماز پڑھتا ہے (تو شیطان کی لگائی ہوئی) گرہ کھل جاتی ہے تو وہ نشیط القلب اور پاک نفس والا ہو کر اٹھتا ہے۔ نشاط تو تہجد کی نماز میں ہے، تہجد پڑھ کر دیکھئے کہ آپ کو نشاط حاصل ہوتا ہے کہ نہیں، ذکر کر کے دیکھئے آپ کو سرور حاصل ہوتا ہے کہ نہیں، اطمینان حاصل ہوتا ہے کہ نہیں، حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ وضو سے پہلے اور وضو کے بعد کی حالت کا موازنہ کر کے دیکھ لو، دونوں میں بیّن فرق محسوس کرو گے، وضو سے پہلے والی حالت میں بے کیفی، بے اطمینانی محسوس ہوگی، وضو کے بعد سرور محسوس ہوگا، اطمینان محسوس ہوگا، سکون محسوس ہوگا۔

بہرحال امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں کہ لذت تو دو ہی چیزوں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں ہے، دوستوں کی ملاقات میں یا سحر کی مناجات میں، دوستوں سے ملاقات جو ہوتی ہے اس میں جو لطف ہے وہ کسی چیز میں نہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَادْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ وَ ادْخُلِيْ جَنَّتِيْ﴾ [سورۂ والفجر] کہ میرے بندوں میں داخل ہو جاؤ اور میری جنت میں داخل ہو جاؤ، پہلے اللہ نے بندوں میں داخلہ کو فرمایا اس کے بعد جنت میں داخلہ کا امر فرمایا اس تقدیم سے بندوں میں داخلہ کی اہمیت معلوم ہوئی۔

صاحب مروت ہمیشہ مشقت میں ہوتا ہے

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بھی ایک ارشاد ہے کہ صاحب مروت ہمیشہ مشقت و جہد میں رہتا ہے، مروت میں کوئی بات کہہ دیا، کوئی معاملہ کر دیا اور معلوم ہوا کہ پریشانی آ گئی، اس لئے کہتے ہیں صاحب مروت ہمیشہ جہد میں رہتا ہے، اور اس کے بعد خود فرماتے ہیں کہ اگر کوئی ٹھنڈے پانی کے بدلہ میں میری مروت لینا چاہے تو میں اس پر راضی نہ ہوں گا، زندگی بھر کیلئے ٹھنڈے پانی سے محروم رہنا گوارا ہے لیکن اس کے عوض مروت نہیں دوں گا، جب کہ خود فرما رہے ہیں کہ مروت والا ہمیشہ جہد اور مشقت میں رہتا ہے، یعنی جہد و مشقت گوارا مگر مروت کو نہ چھوڑوں گا، یہ ان کا بہت بڑا اشرف اور فضل ہے، بڑے آدمی تھے، ان کا جو مقام ہے کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حقیقی روزہ

بہر حال میں یہ کہہ رہا تھا کہ حق تعالیٰ کو روزہ دار کے منہ کی بو جو خلوئے معدہ کی وجہ سے اٹھتی ہے وہ بھی پسند ہے، اس سے روزہ کی کتنی فضیلت ثابت ہوئی، تو پھر روزہ کا بہت خاص لحاظ رکھنا چاہئے، حتی الوسع اس کو معاصی سے بچایا جائے، گناہوں سے بچایا جائے، میرے دوستو! ظاہری روزہ یہ ہے کہ کھانا چھوڑ دو، پانی چھوڑ دو، بیوی کو چند گھنٹوں کے لئے چھوڑ دو لیکن حقیقی روزہ یہ ہے کہ غیر اللہ کو دل سے اس طرح نکال دو کہ اس کی طرف توجہ ہی باقی نہ رہے، صرف ترک اکل اور ترک شرب نہیں ہونا چاہئے بلکہ ساتھ ہی ساتھ ترک غیر اللہ بھی ہونا چاہئے ؎

آسکے غیر مرے خانۂ دل میں کیسے
خیالِ رخِ دلدار ہے درباں اپنا

اصلی ترک یہ ہے کہ غیر اللہ کو ترک کرو، کھانا پینا کا ترک یہ سب ظاہری روزے کی علامات ہیں، لیکن باطنی روزہ یہی ہے کہ دل کے حریم میں غیر اللہ گھسنے نہ پائے، غیر اللہ آنے نہ پائے، یہ ہے روزۂ حقیقی، میرے دوستو! صرف ترک اکل اور ترک شرب پر ہی اکتفاء نہ کیا جائے بلکہ ظاہری طور پر جس کی طرف توجہ ہوسکتی ہے اس کو ترک کرو مثلاً نظر بد آنکھوں سے ہوسکتی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے، خراب خیالات دل میں آسکتے ہیں، ان سب سے اپنے قلب کو محفوظ رکھو، صحیح معنی میں روزہ تو یہی ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے، پس ایک روزہ تو ظاہری ہے، اور ایک باطنی، دونوں ہی کی رعایت ضروری ہے، جیسے ایک ظاہری حج ہے اور ایک باطنی ؎

حج زیارتِ خانۂ کعبہ بود
حج رب البیت مردانہ بود

حج کیا ہے؟ بیت اللہ کی زیارت، ظاہری حج تو اتنا ہی ہے اور باطنی حج یہ ہے کہ رب البیت سے ملاقات کر کے آؤ، اسی بنا پر حاجی بیت اللہ کا طواف کرتا ہے کہ ابھی ہم بیت تک پہنچے ہیں، رب البیت تک نہیں پہنچے، بیت والے کے پاس نہیں پہنچے، حقیقی حج یہی ہے کہ دل سے غیر اللہ کی محبت اور اس سے تعلق کو ختم کرے، صرف زیارت مقصود نہیں، زیارت تو ہوگی ہی، فریضہ بھی ادا ہو جائے گا، لیکن حقیقی حج اُسی صورت میں حاصل ہوگا جب کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہو جائے، قلب میں اللہ کی محبت آجائے، اللہ سے قوی نسبت پیدا ہو جائے، ورنہ تو اس شعر کا مصداق ہوگا ؎

کعبہ بھی گئے پر نہ گیا عشق بتوں کا
زمزم بھی پیا پر نہ بجھی آگ جگر کی

اس شعر کو حضرت مصلح الامت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اکثر پڑھا کرتے تھے۔

پسندیدگی کا معاملہ ذوق پر ہے

میں جب کینیڈا گیا تھا تو اپنی کتاب ''حقیقی حج'' ساتھ لے گیا تھا، وہاں پر مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی دامت برکاتہم سے ملاقات ہوئی، بہت خوش ہوئے اور اپنے ایک جاننے والے کے کتب خانے میں آنے کی دعوت دی، تو یہ حقیر وہاں حاضر ہوا، منیجر کتب خانہ کو اپنی کتابیں دیں تو انہوں نے ''حقیقی حج'' کے متعلق کہا کہ مولانا! آپ کی سب کتابیں ایک طرف اور یہ ایک کتاب ایک طرف، حالانکہ یہ کتاب چند صفحات کی ہے، اصل بات یہ ہے کہ یہ بھی ایک ذوقی بات ہے، پسندیدگی کا معاملہ ذوق پر ہے، پھر کہا کہ اس کا انگریزی ترجمہ کراؤں گا اور تقسیم کرواؤں گا۔(الحمدللہ گجراتی اور انگریزی میں اس کا ترجمہ منظر عام پر آچکا ہے) اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ حجاج کرام اپنے ساتھ لے جاتے ہیں اور بہت پسند کرتے ہیں اور فائدے کا اظہار کرتے ہیں۔

بات یہ ہے کہ حج کے موقع پر آدمی حج کی باتیں سنتا ہے، اس وقت حج کے مسائل وفضائل سنایئے تو ہرگز نہیں سنے گا، لیکن حج کے موقع پر آدمی چاہتا ہے کہ ذرا مدینہ منورہ کے حالات بھی معلوم ہوجائیں اور مکہ مکرمہ کے حالات بھی معلوم ہوجائیں، نیز چاہتا ہے کہ حج کے مسائل معلوم ہوجائیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

چنانچہ نکاح کے موقع پر نکاح کی باتیں سننا چاہتا ہے، اسی وجہ سے میں نے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے'' نکاح کی شرعی حیثیت'' اس کی صورت یہی ہوئی کہ ایک صاحب آئے انہوں نے کہا کہ ہمارے یہاں نکاح ہونے والا ہے تم کچھ لکھ دو، چنانچہ میں نے لکھ دیا، اس کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئے اس لئے کہ ضروری معلومات جمع کردی ہیں، فضائل ومسائل مختصراً اس کے اندر درج کر دیئے ہیں بلکہ اگر ہو سکے تو کچھ نسخے حاصل کر کے نکاح کے موقع پر تقسیم کردینا چاہئے، اس لئے کہ یہ رسالہ الحمدللہ بہت مفید وبصیرت افروز ہے، علماء بھی پسند کررہے ہیں، (اس کا بھی الحمدللہ انگریزی اور گجراتی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے) بہت سے لوگوں کو سب سے زیادہ یہی رسالہ پسند ہے۔ بہرحال یہ ذوق کی بات ہے۔

روزہ دار کیلئے سب سے بڑی بشارت

بہرحال حدیث میں ہے'' مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیُمَاناً وَّ اِحۡتِسَاباً '' جو شخص روزہ کی فرضیت کی تصدیق کرے گا اور روزہ کو اجر وثواب کے لئے اللہ کی خوشنودی کے لئے رکھے گا تو اس کیلئے ایسی بشارت ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی بشارت ہو ہی نہیں سکتی، وہ یہ ہے '' غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنۡبِهٖ '' اس کے جتنے بھی پہلے گناہ رہے ہوں گے ان سب کو اللہ تعالیٰ معاف فرمادیگا، یہ کوئی معمولی بشارت ہے!؟

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ع...... نیم جان بستاند وصد جان بدہد

ہمارے بزرگوں کا یہ قول ہے کہ آدھی جان لیتا ہے، سینکڑوں جان دے دیتا ہے، یعنی معمولی محنت کے عوض مغفرت جیسی دولت سے نوازتا ہے، چند گھنٹوں کے لئے آپ کو بھوکا پیاسا رکھا، اس کے بعد گناہوں کی مغفرت کا ہو جانا معمولی بات نہیں ہے، اور پھر افطار کے وقت کھلاتا پلاتا بھی ہے، اور اچھے سے اچھا کھانے کا انتظام فرماتا ہے، میرے دوستو! اللہ تعالیٰ کی یہ کتنی بڑی بشارت ہے اور کتنی بڑی ان لوگوں کی سعادت ہے جو کہ روزہ رکھتے ہیں اور رکھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی بشارت سے وہ مشرف ہوتے ہیں، والحمد للہ رب العالمین۔

عاجزی اور انکساری اللہ کو پسند ہے

اسی مغفرت ہی کیلئے تو سارے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں، اسی مغفرت کیلئے تو حضرت آدم وحوا علیہما السلام روتے تھے، اور ہمارے جتنے بھی بڑے گذرے ہیں سب اسی مغفرت کے لئے روتے اور گڑگڑاتے تھے، یہ لوگ بہت ہوشیار ہیں، کوئی بے وقوف نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کی قدر ہے، انہوں نے سمجھ رکھا ہے کہ ہم اللہ کے آگے جتنا روئیں گے، گڑگڑائیں گے اللہ تعالیٰ کو یہ ادا اتنی ہی پسند آئیگی اور اللہ تعالیٰ مغفرت فرمادے گا، جو دنیا کی سب نعمتوں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سے بالاتر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا کو چند دنوں کیلئے بنایا ہے، چندروز یہ چمک دمک ہے، وہ بھی آئے دن چلی جاتی ہے، آئے دن زلزلے آتے ہیں، طوفان آتے ہیں، سیلاب آتے ہیں، یہ نہ سمجھئے کہ امریکہ میں نہیں آتا، برطانیہ میں نہیں آتا، خوب آتا ہے مگر یہ متکبر لوگ اس کا اظہار نہیں کرتے۔

تمام دنیا کی خبر، اپنے آپ سے بے خبر

ایک مرتبہ میں لندن میں تھا، ایک دن صبح کو ایک صاحب آئے اور انہوں نے کہا کہ آج سب ریل بند ہیں، کیونکہ ریل کی پٹریوں پر پانی آگیا ہے، وہیں پر ایک اور صاحب بھی موجود تھے انہوں نے کہا کہ میں اسی ریلوے کمپنی میں ملازم ہوں، یہ لوگ ایران توران کی اور سارے جہاں کی فکر رکھتے ہیں لیکن ان کو یہی پتہ نہ چلا کہ رات میں سیلاب آنے والا ہے، تمام دنیا کی خبر ہے مگر ان کو اپنے گھر کی خبر ہی نہیں کہ ابھی ہمارے گھر میں طوفان آئے گا اور کتنے لوگ مرجائیں گے! ریل کی پٹریاں اکھڑ جائیں گی، کچھ پتہ نہیں، یہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت میں رکھا ہے، تشریعی امور میں تو اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اختیار دیا ہے کہ کریں یا نہ کریں لیکن تکوینی امور میں بالکل اختیار نہیں ہے، جو امر ہوگا اس کو کرنا ہوگا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

امریکہ و یوروپ میں تکبر و نخوت

ڈیڑھ سو کلو میٹر کی رفتار سے ہوا چلتی ہے اور وہ مشینوں کو بیکار کر دیتی ہیں، ویسٹ انڈیز کے جزیرۂ بار باڈوز میں بھی جانا ہوتا ہے تو وہاں یہ سب چیزیں معلوم ہوتی ہیں، کیونکہ وہاں ایسی ہوائیں چلتی رہتی ہیں، طوفان آتا رہتا ہے، ہمارے جانے سے کچھ ہی دن پہلے طوفان آیا تھا، جب میں گیا تو پھر طوفان کے آنے کا اندیشہ تھا، اس لئے وہاں کے لوگوں نے کہا کہ مولانا دعا کیجئے آج بہت خطرہ ہے، اگر طوفان آیا تو سب کچھ الٹ پلٹ دیگا، کوئی بچے گا نہیں، اس لئے کہ وہ ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے، ایک طوفان آجائے تو پورے جزیرہ ہی کا پتہ نہ چلے گا کہ کہاں گیا، خیر دعا کی گئی تو صبح کو معلوم ہوا کہ وہ طوفان امریکہ کی طرف چلا گیا، اور امریکہ کے کسی حصہ کو بالکل تباہ و برباد کر کے رکھ دیا، یہاں ٹی وی پر انہوں نے اسکی خبر تک نہیں دی، وہاں ان کے جنگلوں میں آگ لگی ہوئی ہے لیکن خبر نہیں دیتے، کتنے تکبر کی بات ہے، انانیت اور نخوت ان کے اندر بھری پڑی ہے، اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو ان باتوں بلکہ بیماریوں سے محفوظ رکھے۔

سالک کا درجہ مجذوب سے بڑھا ہوا ہے

میرے دوستو بزرگو! اللہ کے تکوینی امور میں کسی کا کوئی دخل نہیں ہوتا،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مجذوب لوگوں کے اختیار میں بھی کچھ نہیں ہے، نہ یہ جہاز روک سکتے ہیں نہ یہ طوفان روک سکتے ہیں، نہ یہ سیلاب روک سکتے ہیں، نہ سمندر کے اندر جو جوار بھاٹا اٹھتا ہے اس کو روک سکتے ہیں، بہر حال میرے دوستو! حکومت اللہ تعالیٰ کی ہے ﴿قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ﴾ (آل عمران:۱۵۴) امر سب اللہ ہی کیلئے ہے، جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے، ﴿يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ﴾ (ابراھیم:۲۷) جو کچھ بھی چاہتا ہے کرتا ہے، کوئی زلزلہ روک پا رہا ہے؟ کبھی ترکی میں زلزلہ آتا ہے، کبھی امریکہ میں زلزلہ آتا ہے، کبھی گجرات میں آتا ہے، اس بنا پر اللہ تعالیٰ سے تعلق اور نسبت یہی بڑی چیز ہے، اگر کچھ اقتدار حاصل بھی ہو جائے تو اس کا کوئی درجہ نہیں ہے۔

اسی بنا پر علماء نے لکھا ہے کہ سالکین کا درجہ مجذوبین سے بڑھا ہوا ہے، اس لئے کہ مجذوبین کو زیادہ سے زیادہ کسی آفت یا بلاء کی اطلاع ہو جاتی ہے، مگر وہ کچھ نہیں کر سکتے، کسی آفت کو روک نہیں سکتے تو پھر کیا فائدہ؟ اور سالکین کو اس کی اطلاع تو نہیں ہوتی مگر وہ ہر آفت و بلاء سے پناہ مانگا کرتے ہیں، یہی شان عبدیت ہے، اس سے ثابت ہوا کہ سلوک کا درجہ جذب سے بڑھا ہوا ہے۔ اللہ کی تقدیر پر راضی ہونا، اللہ تعالیٰ کی قضاء کو تسلیم کرنا یہی عبدیت ہے، اللہ تعالیٰ جزاء دے ہمارے بزرگان دین کو کہ وہ عبد ہی رہنے کو ترجیح دیتے تھے کہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ ہم کو آئندہ کی باتیں معلوم ہوں، تاکہ ہم اللہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تعالیٰ سے ہر آفت و بلاء سے پناہ مانگا کریں اور دعا کیا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائیں۔

مغفرت سب سے بڑی نعمت

بہر حال میرے بزرگو دوستو! اللہ تعالیٰ کا یہ دین ہے سب سے بڑی چیز یہی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے دین کے مطابق چلیں، ان کے احکام کی پیروی کریں، اللہ تعالیٰ سے اس کے باوجود معافی مانگتے رہیں، مغفرت طلب کرتے رہیں، یہ رمضان کا روزہ اسی لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے، جب مغفرت فرمائے گا تو اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں، یہ مت سمجھئے کہ اس سے بڑھ کر بھی کوئی نعمت ہے، جب اللہ تعالیٰ مغفرت فرمادیں گے اور اس کی طرف سے اطمینان ہوجائیگا کہ ہمارا معاملہ ٹھیک ہے تو اپنے ساتھیوں سے کہیں گے ﴿ هَاۤؤُمُ اقۡرَءُوۡا كِتٰبِيَهۡ ﴾ (سورة الحاقه: ۱۹) میری کتاب کو پڑھو، اس بناپر اللہ تعالیٰ سے اپنی مغفرت کیلئے دعا کرنا چاہئے، اللہ تعالیٰ ہم سب لوگوں کو ان فرائض کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے اور ایمان کے ساتھ خاتمہ فرمائے، اللہ تعالیٰ ہم سب لوگوں میں باہم مودّت و محبت پیدا فرمائے اور سارے عالم میں امن وامان عطا فرمائے۔ آمین۔

دعا کیجئے:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الحمدللہ رب العالمین ، والصلاۃ و السلام علیٰ سید الاولین والآخرین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین ،

یا اللہ ! اپنے فضل وکرم سے ہمارے روزوں کو قبول فرمایئے اور ان کے حق کے ساتھ اس کی ادائیگی کی توفیق مرحمت فرمایئے، یا اللہ !ایمان و احتساب سے اس کو ادا کرنے کی توفیق مرحمت فرمایئے، یا اللہ !اپنی مغفرت سے ہم سب لوگوں کو مشرف فرمایئے، یا اللہ ! اس رمضان میں اپنی محبت اور معرفت کی دولت سے ہم سب لوگوں کو نواز دیجئے، یا اللہ !اپنی نسبت سے ہم کو نوازیئے، یا اللہ ! ہمارے قلوب کو نرم فرمایئے، یا اللہ !اس کی قساوت کو دور فرمایئے، اپنے ذکر وفکر سے معمور ومنور فرمایئے، یا اللہ! ہمارے ہر قول وفعل کو شریعت کے مطابق فرمادیجئے، یا اللہ ! ہمارے اہل وعیال کو نسلاً بعد نسلٍ اس دین پر ثابت قدم رکھئے اور تمام مسلمانوں کو دین پر قائم ودائم رکھئے، ان کے بچے بھی ، جوان بھی ، بوڑھے اور عورتیں بھی ، سب دین پر قائم و دائم رہیں، یا اللہ ! اپنے فضل وکرم سے ہر قسم کی عافیت عطا فرما، ہمارے علماء کی حفاظت فرما، ہمارے مکاتب کی حفاظت فرما، یا اللہ ! ہم سب لوگوں کو دین پر قائم ودائم فرما۔

ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم وتب علینا انك انت التواب الرحیم ، سبحان ربك رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمدللہ رب العالمین .

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

”مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَاناً وَّ اِحْتِسَاباً غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ“

[بخاری ومسلم]

تلاوت قرآن

ذریعہ قرب رحمٰن

۴؍رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ مسجد دار العلوم کنتھاریہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

خلاصۂ وعظ

علامہ بیضاویؒ نے ﴿ اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتَابِ ﴾ کے تحت لکھا ہے کہ ”تَقَرُّباً اِلَی اللّٰهِ بِتِلَاوَتِهٖ“ یعنی تلاوت اس لئے کی جائے تاکہ اس کے ذریعہ اللہ کا تقرب حاصل ہو، خود نبی کو صریح حکم لفظ ”اُتْلُ“ کے ذریعہ ہو رہا ہے کہ آپ تلاوت کیجئے، اس سے معلوم ہوا کہ قرآن پاک کی تلاوت سے تقرب حاصل ہوتا ہے۔

”قال النبی صلی الله علیه وسلم ما من شفیع افضل منزلة عندالله تعالیٰ من القرآن لا نبی و لا ملک ولا غیره“ [احیاء العلوم ۱/۲۹۰] یعنی اللہ تعالیٰ کے دربار میں قرآن سے بڑھ کر کوئی شفاعت کرنے والا نہ ہوگا نہ تو کوئی رسول مرسل اور نہ کوئی ملک مقرب اور نہ کوئی ان کے علاوہ۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنی بھی معرفت کرائی، بندوں کی بھی معرفت کروائی، نبی کی معرفت کروائی، یہ سب چیزیں قرآن میں ہیں، علم کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ صرف زبان سے کہہ دیا جائے بلکہ ان علوم کا استحضار بھی ہونا چاہئے۔

☆☆☆☆☆☆☆

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نُؤْمِنُ بِهٖ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ ، وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِيَ لَهٗ، وَ نَشْهَدُ أَنْ لَّاۤاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ ، وَ نَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ ، صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ عَلٰى آلِهٖ وَاَ صْحَابِهٖ وَ اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّاتِهٖ وَ سَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ، أَمَّابَعْدُ! قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنَ﴾ [سورۂ بقرہ:۸۵]

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ : ” مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَاناً وَّ اِحْتِسَاباً غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ “ [بخاری ومسلم]

دوستو بزرگو! کل بھی اسی حدیث کی تلاوت کی تھی اور ابھی خطبہ پڑھنے کے درمیان یہ بات ذہن میں آئی کہ اسی حدیث کی پھر تلاوت کروں، کیونکہ ان حدیثوں پر جتنا بھی بیان ہو، جتنا بھی وعظ ہو کم ہے، جب تک حقیقت ذہن میں نہ آئے اس وقت تک آدمی کو سننا ہی چاہئے اور بیان کرتے ہی رہنا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

چاہئے، حقیقت جب سامنے آجائے اور سمجھ میں آجائے اس کے بعد اس کو نہ بیان کیا جائے تو اور بات ہے اسلئے کہ ان حقائق کو ہم لوگ کہاں سمجھتے ہیں اور کہاں تک ان حقائق پر عمل ہو رہا ہے یہ تو ظاہر ہے، اس بنا پر جتنا بھی بیان ہو کم ہی ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب لوگوں کو سننے، سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق دے، ظاہر بات ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طرح طرح سے رمضان کے روزے کی ترغیب دی ہے، اس کی اہمیت بیان فرمائی ہے، اور بہت سی احادیث رمضان کی فضیلت میں وارد ہیں، فضائل اعمال میں ''فضائل رمضان'' کے تحت حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ نے اور حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے ''حیوۃ المسلمین'' میں بہت سی حدیثیں درج فرمائی ہیں، ان کا مطالعہ کیا جائے۔

رمضان کا استقبال

چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قولی طور پر تو رمضان کی فضیلت بیان فرمائی ہی ہے عملی طور پر اس کی فضیلت یوں ظاہر فرمائی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ '' ما رأیته فی شهر اکثر منه صیاماً فی شعبان ''[مشکوٰۃ:۱۷۸] یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شعبان کے مہینہ میں بکثرت روزہ رکھتے ہوئے میں نے دیکھا ہے۔ اس لئے کہ رمضان کا روزہ اتنا مہتم بالشان ہے کہ اس کے اکرام واستقبال میں اس سے پہلے ہی سے روزہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

شروع فرماتے تھے، یہ اس کی اہمیت کی خاطر تھا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خود رمضان کو بہت شرف عطا فرمایا ہے، اس ماہ مبارک میں اپنی مقدس کتاب کو نازل فرمایا ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ (سورۂ بقرہ : ۸۵) ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے، قرآن کا نزول یہ خود مستقل شرف کی چیز ہے، جس پر نازل ہوا وہ بھی مشرف، جس مہینہ میں نازل ہوا وہ بھی مشرف، جو لے کر آیا وہ بھی مشرف، قرآن کے سلسلہ میں جو بھی واسطہ ہوا وہ سب مشرف ہی مشرف ہو گئے، سب کو اللہ تعالیٰ نے شرف کی دولت سے نوازا، حضرت جبرئیل علیہ السلام کو جو اتنی بڑی فضیلت حاصل ہے وہ اسی بنا پر کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی لے کر آتے تھے، قرآن پاک لے کر آتے تھے، اسی وجہ سے فرشتوں میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کو خاص اہمیت حاصل ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر چونکہ قرآن کریم نازل ہوا اس بنا پر آپ کو خاص شرف حاصل ہوا۔

علم الاولین والآخرین

دوپہر میں میں نے سنایا تھا کہ علم الاولین والآخرین سب کے سب چار کتابوں میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیئے ہیں، حالانکہ سینکڑوں کتابیں نازل ہوئیں مگر تمام علوم کو اللہ تعالیٰ نے توریت زبور اور انجیل میں درج فرما دیئے اور ان کے اندر جتنے علوم تھے ان سب کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں درج

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فرمادیئے، اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم دے کر گویا علم الاولین والآخرین سب عطا فرمادیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قرآن پاک میں علم الاولین والآخرین درج ہے۔

کوئی دعویٰ نہیں کرسکتا......

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں سبھی علوم بیان فرمادیئے ہیں، ہدایت کے سلسلہ میں جتنی باتیں ہوسکتی ہیں وہ سب بیان فرمادیا ہے، چنانچہ علامہ شاطبیؒ کا بہت مشہور شعر ہے۔

جَمِیْعُ الْعِلْمِ فِی الْقُرْاٰنِ لٰکِنْ
تَقَاصَرَتْ عَنْہُ اَفْھَامُ الرِّجَالِ

یعنی تمام علوم قرآن کے اندر ہیں لیکن لوگوں کی عقل اور دانش سمجھنے سے قاصر ہیں، کیا کوئی دعویٰ کرسکتا ہے کہ ہم نے قرآن کو پورا سمجھ لیا، کوئی دعویٰ نہیں کرسکتا۔

بیان القرآن طلبہ کے لئے

ہم نے اپنے استاذ و شیخ حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے سنا فرماتے تھے کہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جب ”بیان القرآن“ لکھا تو فرمایا کہ میں نے سب علوم بیان القرآن میں نہیں لکھ دیئے ہیں، بلکہ یہ تو صرف طلبہ کیلئے لکھ دیا ہے، کتنی اہم تفسیر ہے، مولانا ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی تفسیر ”معارف القرآن“ کے مقدمہ میں اس کی بڑی تعریف لکھی ہے، اب غور فرمایئے کہ جب حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ خود فرمارہے ہیں کہ میں نے یہ تفسیر طلبہ کے لئے لکھی ہے، یعنی اپنے تمام علوم جو قرآن پاک کے سلسلہ میں مجھے حاصل ہیں ان سب کو نہیں لکھا تو بتلایئے کتنا علم مولانا تھانویؒ کو حاصل تھا؛ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

خود ہمارے شیخ حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ قرآن کا بہت علم رکھتے تھے، قرآن سے خاص شغف تھا، قرآن سے خاص تعلق تھا، ظاہر بات ہے کہ جس کو قرآن سے شغف ہوگا، قرآن سے تعلق ہوگا تو اللہ تعالیٰ قرآن کا علم بھی اس کو عطا فرمائیں گے، ﴿لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ﴾ (سورۂ واقعہ ۷۹) کے دو مطلب بیان کئے گئے ہیں ایک تو یہ کہ بلا طہارت ظاہری کے قرآن کریم کو کوئی نہ چھوئے، دوسرے یہ کہ جو لوگ طہارت باطنی رکھتے ہیں، قرآن سے ربط رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو علوم و معارف سے نوازتے ہیں۔

تلاوت قرآن قرب رحمٰن کا ذریعہ

علامہ بیضاویؒ نے ﴿اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ﴾ کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تحت لکھا ہے کہ ''تَقَرُّباً اِلَی اللّٰہِ بِتِلَاوَتِہٖ'' یعنی تلاوت اس لئے کی جائے تاکہ اس کے ذریعہ اللہ کا تقرب حاصل ہو، خود نبی کو صریح حکم لفظ ''اُتْلُ'' کے ذریعہ ہو رہا ہے کہ آپ تلاوت کیجئے، اس سے معلوم ہوا کہ قرآن پاک کی تلاوت سے تقرب حاصل ہوتا ہے، چنانچہ روایتوں میں آتا ہے:

مَا تَقَرَّبَ الْعِبَادُ اِلَی اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ بِمِثْلِ مَا خَرَجَ مِنْهُ قَالَ اَبُوْ النَّضِیر یعنی القرآن، [ترمذی ۲/۱۱۹]

یعنی سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا تقرب قرآن پاک کی تلاوت سے ہی حاصل ہوتا ہے۔

تلاوت سمجھ کر اور بلا سمجھے، دونوں قرب کا ذریعہ ہے

اور یہ واقعہ تو میں نے بہت دفعہ بیان کیا ہے کہ امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں اللہ رب العزت کو دیکھا، اب یہ دوسری بات ہے کہ آدمی دیکھ سکتا ہے یا نہیں؟ اس سے بحث نہیں، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے اور بزرگوں نے بھی اس واقعہ کو نقل کیا ہے، ملا علی قاریؒ صاحب مرقاۃ نے بھی نقل کیا ہے، بہرحال واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے اللہ رب العزت کو خواب میں دیکھا اور سوال کیا کہ اے اللہ! کس چیز سے ہم آپ کا تقرب حاصل کریں؟ وہاں سے جواب ملا کہ ''بِتِلَاوَۃِ کَلَامِیْ''

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میرے کلام کی تلاوت سے، امام احمد ابن حنبلؒ نے عرض کیا "بِفَهْمٍ اَوْ بِلَا فَهْمٍ؟" سمجھ کر یا بلا سمجھے، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا "بِفَهْمٍ اَوْ بِلَا فَهْمٍ" سمجھ کر یا بلا سمجھے، دونوں صورت میں تلاوت سے قرب حاصل ہوتا ہے۔

اگر سمجھ کر ہو تو ظاہر ہے جیسا میں نے بیان کیا تھا کہ اس کے قرب کی کوئی انتہا نہیں ہے، لیکن بغیر سمجھے پڑھنے سے بھی قرب حاصل ہوتا ہے، مگر اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ سمجھنے کا کوئی درجہ نہیں ہے، ہمارے حضرت اس پر اکثر بیان کرتے تھے، چنانچہ حدیث میں آتا ہے "وَالَّذِىْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَ يَتَتَعْتَعُ فِيْهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهٗ اَجْرَانِ" (مشکوۃ:۱۸۴) یعنی جو اٹک اٹک کر قرآن پڑھتا ہے اس کو دوہرا ثواب ملتا ہے، تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو عمدہ قاری ہے، ترتیل سے عمدہ پڑھتا ہے اس کو ثواب کم ملتا ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اٹک اٹک کر پڑھ رہا ہے اور اس میں جو محنت و مشقت اٹھا رہا ہے اس کا الگ سے ثواب مل رہا ہے، حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو روانی اور ترتیل سے پڑھ رہا ہے اس کو ثواب کم ملے گا، بلکہ یہ تو ترغیب ہے کہ ایک تو پڑھنے کا ثواب ملے گا اور ایک اٹک اٹک کر پڑھنے میں جو مشقت ہو رہی ہے اس کا ثواب ملے گا، اسی طریقہ سے بغیر سمجھے ہوئے تلاوت کرنا بھی مفید ہے جیسے کہ سمجھ کر پڑھنے والے کو فائدہ ہوگا، چونکہ ایک جماعت ایسی ہے جو یہ کہتی ہے کہ طوطے کی طرح رٹنے سے کیا فائدہ ہے، تو اس کے جواب میں کہا جاتا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے کہ نہیں بلا سمجھے بھی تلاوت کرنے سے ثواب ملے گا۔

میں تکیہ دائرہ شاہ علم اللہؒ رائے بریلی میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی صاحبؒ کے یہاں بیٹھا ہوا تھا تو ایک آدمی آئے اور کہا کہ حضرت ہم یہ چاہتے ہیں کہ شروع سے قاعدہ کو بھی معنی مطلب کے ساتھ پڑھائیں، فرمایا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جو پہلے سے پڑھ رہے ہیں وہ بھی ختم ہو جائے، مطلب یہ تھا کہ جس طرح پڑھائی چل رہی ہے چلنے دیں، یوں سمجھ کر پڑھنا ٹھیک تو ہے ہی لیکن بغیر سمجھے پڑھنا بھی بیکار نہیں ہے، کل میں نے بیان کیا تھا کہ ہمارے شیخ حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ بیان فرماتے تھے کہ دیکھو ایک آیت کریمہ ہے ﴿لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضاً﴾ (سورۂ حجرات: ۱۲) ایک تو اس کو پڑھ لینا ہے، اور ایک یہ کہ اس کا معنی و مطلب بھی سمجھ لے تو ظاہر ہے کہ اس کا ثواب بھی زیادہ ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سمجھ کر پڑھو یا بغیر سمجھے پڑھو تقرب حاصل ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ کا قرب تلاوت سے نصیب ہوگا، مگر جو سمجھ کر پڑھتا ہے اس کا شرف و فضل یقیناً زیادہ ہے اس میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا۔

صاحب مرقاۃ کی تقسیم

صاحبؒ مرقاۃ ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں کہ ''یفقہم'' میں تو علماء داخل ہیں،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یعنی فہم سے پڑھنے والے وہ لوگ ہیں جو علماء ہیں، اور ''بِلا فَھْمٍ'' میں عوام اور عارفین دونوں ہیں، عارفین بھی بغیر سمجھے پڑھتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ عارفین بھی ''بِلا فَھْمٍ'' یعنی بغیر سمجھے پڑھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ان پر اپنی جانب سے علوم ومعارف کا القاء فرماتے ہیں، تو ''بِلا فَھْمٍ'' میں دو جماعت ہیں عوام کی اور عارفین کی، اور ''بِفَھْمٍ'' میں علماء کی جماعت ہے۔

قرأت قرآن حفاظت قرآن کا ذریعہ

بہرحال میرے دوستو! صاحب بیضاوی نے ﴿ اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتَابِ﴾ کے تحت ایک بات تو یہ لکھی ہے ''تَقَرُّباً اِلَی اللّٰہِ بِقِرَأتِہٖ'' کہ اس کی تلاوت سے تم اللہ کا تقرب حاصل کرو، اور دوسری بات یہ تحریر فرمائی ''وَ تَحَفُّظاً لِاَلْفَاظِہٖ'' اس کی قرأت سے الفاظ کی حفاظت ہوتی ہے، وہاں ''تَقَرُّباً'' ہے اور یہاں ''تَحَفُّظاً'' ہے، ظاہر ہے کہ جب آدمی پڑھے گا تب ہی تو تحفظ ہوگا۔

اس کے بعد تیسری بات لکھتے ہیں ''وَاسْتِکْشَافاً لِمَعَانِیْہٖ'' یعنی قرآن پاک کے معانی ومطالب کو حاصل کرو۔ مرشدی مصلح الامت حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ اس پر اضافہ فرماتے تھے ''وَتَلَذُّذاً بِتِلَاوَتِہٖ'' یعنی قرآن کی تلاوت لذت لے لے کر کیا کرو، چونکہ محبوب کا کلام

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے اور اس پر میں اپنی طرف سے یہ اضافہ کرتا ہوں کہ " وَ تَسَنُّنًا بِسُنَّةِ النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ " یعنی تلاوت قرآن کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سمجھ کر کیا کرو۔ اگر ان سب پر کوئی عمل کرے تو سبحان اللہ فائدہ ہی فائدہ ہے۔

اب دیکھئے ! لڑکے پڑھتے ہیں، اور خوب مشق کرتے ہیں، ایک ایک حرف کو دس دس دفعہ نہیں سو سو مرتبہ صحیح ادا کرنے کیلئے مشق کرتے ہیں تب کہیں جا کر اتنی سلاست وروانی سے تلاوت کرتے ہیں، اور جن لوگوں نے مشق ہی نہیں کی وہ اتنی سلاست وروانی کے ساتھ تلاوت نہیں کر سکتے، پس جو لوگ ترتیل سے جس قدر پڑھتے ہیں اتنی ہی اس کی حفاظت کرتے ہیں، مخارج کی حفاظت کرتے ہیں، صحیح لہجوں کی حفاظت کرتے ہیں، کہاں وقف کرنا ہے اور کہاں نہیں، غرض ان سب پر ان زیادہ اور صحیح پڑھنے والوں ہی کی نظر ہوتی ہے، اٹک اٹک کر پڑھنے والوں کی نہیں۔

تفسیر اور چیز ہے اور امامت اور چیز ہے

کوئی کتنا ہی بڑا قابل مفسر ہو جائے لیکن اگر مشق نہ کریگا، تلاوت برابر کرتا نہ رہے گا تو کبھی مغرب کی نماز نہیں پڑھا سکتا، چنانچہ بڑے سے بڑے مفسر آتے ہیں لیکن مغرب کی نماز نہیں پڑھا سکتے، سورۂ فاتحہ میں ہی بھول

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہو جاتی ہے، ایک بہت بڑے مفسر تھے، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں انہوں نے خط لکھا کہ حضرت میں فجر کی نماز پڑھا نہیں پاتا، جواب میں لکھا کہ تفسیر اور چیز ہے اور امامت اور چیز ہے، جب بکثرت کوئی پڑھے گا تب زبان پر آیتیں آئیں گی اور اگر پڑھتے پڑھتے آیات کے مضامین کو سوچنے لگا تو کیا وہ آگے پڑھ سکتا ہے؟ کبھی نہیں پڑھ سکتا، اس کو فوراً رکوع کرنا پڑے گا، بار بار آدمی جب پڑھے گا، جتنا مشق کرے گا اتنی ہی روانی پیدا ہوگی، پس الفاظ کی حفاظت قرأت ہی سے متعلق ہے، پورے قرآن کریم کی حفاظت قرأت ہی سے ہے، سب لوگ معانی و مطالب ہی سمجھنے لگیں اور قرأت نہ کریں تو قرآن کریم کی حفاظت ظاہری درجہ میں کس طرح ہوگی؟ یہ مکاتب و مدارس سب ختم ہو جائیں گے، اس بنا پر صاحب بیضاوی نے فرمایا ''وَ تَحَفُّظاً لِاَلْفَاظِہٖ'' اس کی قرأت سے الفاظ کا تحفظ ہوتا ہے، ہم لوگ بیس پچیس سال پہلے جانتے ہی نہیں تھے کہ قرأت سبعہ و قرأت عشرہ کیا ہے، پہلے کہیں کہیں کوئی قاری ہوتا تھا، اب چونکہ اس کی تعلیم عام ہوئی تو لوگوں کو معلوم ہوا کہ قرآن پاک کو اس اس طریقہ سے بھی پڑھا جا سکتا ہے، پس ان تمام قرأتوں کی جو حفاظت ہو رہی ہے وہ پڑھنے پڑھانے ہی کی وجہ سے ہو رہی ہے، یہ مکاتب و مدارس معمولی نہیں ہیں، ان کے ذریعہ اور ان پڑھنے پڑھانے والوں کے ذریعہ قرآن پاک کی حفاظت ہو رہی ہے، جو کتنی بڑی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دینی خدمت ہے جس کی لوگوں کو قدر نہیں بلکہ عبرت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے، العیاذ باللہ تعالیٰ

مولوی لوگ یونہی نہیں بیٹھے رہتے ہیں!

ایک بہت بڑے عالم نے حدیث کی کوئی کتاب لکھی، دوسرے عالم نے سینکڑوں غلطیاں اس میں نکال دیں جب کہ لکھنے والے خود بہت بڑے عالم ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ علم کا کیا درجہ ہے، بڑے سے بڑے عالم سے چوک ہوجاتی ہے، میں کہتا ہوں کہ یہ مولوی لوگ جو بیٹھے رہتے ہیں یوں ہی نہیں بیٹھے رہتے بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی حفاظت کررہے ہیں، دین کے ایک ایک لفظ وحرف کی حفاظت کررہے ہیں، ایک ایک حدیث کی حفاظت کررہے ہیں، اذان کے بعد کی جو دعا ہے اچھے لوگوں کو معلوم نہیں کہ حدیث میں کن الفاظ سے ثابت ہے، ان کی علماء نے تحقیق کیا، کیونکہ یہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں اس بنا پر جو الفاظ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں ان کی حفاظت کی ذمہ داری بھی انہیں علماء کے سر ہے، اس بنا پر علماء کو سب سے یکسو ہوکر اس کی حفاظت میں لگ جانا چاہئے، ہمارے حضرت مصلح الامت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب فرماتے تھے کہ اس وقت دین کی حفاظت کرنے کا اللہ کے نزدیک بہت بڑا مقام ہے اللہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بہت اجر وثواب سے نوازیں گے۔

علماء ظاہر نے کچھ کم کام نہیں کیا!

دوستو بزرگو! حضرت مصلح الامت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ یہی بیان فرمارہے تھے کہ دیکھو علماء باطن نے ،صوفیاء کرام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جو باطنی احوال تھے ان کی حفاظت کی ،اور علماء ظاہر نے بھی کم کام نہیں کیا ہے، ان حضرات نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ہر نقل وحرکت کی حفاظت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیسے بیٹھے، کیسے کھایا، کیسے پیا، کیسے چلے ،فرمایا کہ یہ کام کم نہیں ہے، اگر علماء باطن نے حال کی حفاظت کی ہے تو علماء ظاہر نے قال کی حفاظت کی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل وحرکت کی حفاظت کی ،اور پھر حضرت کی آواز اتنی بڑھی ،اتنی بڑھی کہ فالج کا اثر ہو گیا، بہر حال علماء ظاہر نے کچھ بیکار کام نہیں کیا ہے اور نہ کر رہے ہیں، ایک ایک عالم راتوں کو جاگتا ہے، ہم لوگوں کو خود کوئی حدیث تلاش کرنی ہوتی ہے تو گھنٹوں تلاش میں نکل جاتے ہیں ،لوگ کہتے ہیں کہ یہ سب بیکار ہے، ہمت ہو تو ہمارے پاس آؤ....چلو.....رہو.....تب جانیں ،اور جبھی تم کو معلوم ہوگا کہ علماء کتنا کام کرتے ہیں اور کتنی محنت و مشقت برداشت کرتے ہیں، ایک صاحب تھے میرے یہاں بارہ بجے آئے اور ایک مسئلہ لکھ کر دیا، میں نے کہا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہ اس کے جواب کیلئے بعد میں آؤ، چنانچہ وہ گھوم گھام کر چار بجے آئے، میں نے کہا آپ جب سے گئے اس وقت سے مسلسل اسی جگہ بیٹھا ہوں تب جا کر یہ مسئلہ حل ہوا، سنئے ۔

خون دل پینے کو لخت جگر کھانے کو
یہ غذا ملتی ہے جاناں تیرے دیوانے کو

یہ ظاہری تعلیم وتدریس جو ہے یہ معمولی چیز نہیں ہے، میرے دوستو! خون پسینہ ایک کرنا پڑتا ہے تب کہیں جا کر آدمی محدث بنتا ہے، مفسر بنتا ہے، فقیہ بنتا ہے، حافظ مولوی قاری بنتے ہیں، بہت محنت کرنی پڑتی ہے تب کہیں جا کر کامیابی ملتی ہے۔

اگر علماء دیوبند نہ ہوتے تو....!

میرے دوستو! ایک مرتبہ گجرات ہی میں کہیں جانا ہوا وہاں پوری بستی کے لوگ بدعتی تھے لیکن جب قرآن وحدیث کی باتیں سنیں تو اکثر مجھ ہی سے مرید ہو گئے، اسی بستی کے ایک آدمی مجھ سے تنہائی میں ملے اور کہا مولانا! میں بہت کتابیں دیکھتا ہوں، ان کتابوں کے دیکھنے سے مجھے اندازہ ہوا کہ اگر علماء دیوبند نہ ہوتے تو اب تک ہندوستان سے دین کبھی کا ختم ہو چکا ہوتا، بہت ہی صحیح بات کہی، اللہ تعالیٰ ان کو مزید فہم وفراست عطا فرمائے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میرے دوستو! خوب سمجھ لو کہ علماء امت ہی دین کے محافظ ہیں، ایک ایک لفظ کی حفاظت کرر ہے ہیں، ایک ایک لفظ کی تحقیق کرر ہے ہیں اور اس کی بقاء کے لئے بہت محنت کرر ہے ہیں۔ فجزاهم الله أحسن الجزاء

دین کی حفاظت کیلئے کھپنا پڑتا ہے

آپ لوگوں نے ہمارے برادر مکرم قاری محمد مبین صاحب کا نام سنا ہوگا، ان کے والد ہمارے حقیقی پھوپھا تھے، ہم لوگوں کو تجوید پڑھاتے تھے، خود مشق میں اتنی محنت فرمائی تھی کہ ان کے کانوں سے پانی آنے لگا تھا، لیکن پڑھانے کا کام کرتے رہے، ایسے ہی دین کی حفاظت کے لئے کھپنا پڑتا ہے تب جا کر دین کی حفاظت ہوتی ہے، یہ درحقیقت اللہ کی حفاظت ہے کہ کچھ لوگوں کو اس لائن پر لگا دیا ہے ورنہ کوئی اس زمانہ میں اس میں لگنے والا ہے؟ جب کہ دنیا کی طرف عام توجہ ہے، چونکہ اللہ کو اس سلسلہ کو باقی رکھنا ہے اس بنا پر لوگوں کے دلوں کو اس کی طرف متوجہ فرما دیا ہے، تنگی، ترشی ہی نہیں بلکہ طعن و تشنیع سب برداشت کرر ہے ہیں، کیسی کیسی مصیبتیں آتی ہیں سب برداشت کرر ہے ہیں لیکن دین کی حفاظت میں لگے ہوئے ہیں،، ان کا اس کام میں لگا رہنا ہی یہ بہت بڑے اخلاص کی دلیل ہے، مبارک ہو۔

بہرحال میں کہہ رہا تھا کہ علامہ بیضاوی نے لکھا ہے ''وَ تَحَفُّظاً

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لِاَلْفَاظِہٖ'' اس کی قرأت سے تلفظ اور الفاظ کا تحفظ ہے، اگر آپ نہ پڑھے تو آپ کی زبان قرأت میں پھر چلے گی ہی نہیں، چاہے جو بھی سورت ہو، اگر نماز پڑھانا پڑجائے تو نہیں پڑھا سکتے ، اچھے اچھے حافظ کو میں دیکھتا ہوں ، جو نماز پڑھاتے رہتے ہیں وہ تو نماز پڑھادیتے ہیں لیکن جو لوگ پڑھنے پڑھانے کا معمول نہیں رکھتے وہ نماز نہیں پڑھا پاتے ،تو معلوم ہوا کہ پڑھنے کی وجہ سے قرآن کی اور اس کے الفاظ کی حفاظت ہوتی ہے، اس بنا پر یہ بہت بڑا کام ہے۔ میرے دوستو! یہ مدارس، یہ مکاتب اگر نہ ہوں تو علم دین ختم ہوجائے گا،محو ہوجائے گا۔

قرب قیامت کی ایک علامت

ایک روایت میں آتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **"ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعه من العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالما اتخذ الناس رؤسا جهالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا و اضلوا "**[مشکوۃ:۳۳] یعنی اللہ تعالیٰ دین کا علم اس طرح نہیں اٹھائیگا کہ لوگوں کے اندر سے کھینچ لے گا بلکہ علماء کو اٹھالینے کی شکل میں دین کا علم اٹھایا جائیگا اس بنا پر جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو عوام اس کے بعد جہلاء قوم کو رئیس بنالیں گے جن سے دینی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مسئلے پوچھے جائیں گے تو وہ علم سے خالی ہونے کی صورت میں فتویٰ دیں گے تو خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

آج کوئی بڑا عالم دنیا سے چلا جاتا ہے تو کون اس کی جگہ پُر کرتا ہے؟ اسی طرح مشائخ حقانی چلے جاتے ہیں کون ان کی جگہ پر صحیح نیابت کرتا ہے!؟

بغیر محنت ومشقت کے کوئی کچھ نہیں بنتا

حدیثوں میں آتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "انما الناس کالابل المائة لاتکاد تجد فیها راحلة" [مشکوٰۃ:۴۵۸] یعنی آدمی اختلاف حالات اور تغیر صفات کے اعتبار سے ان سو اونٹوں کے مانند ہے جس میں سواری کے لائق کوئی نہیں ہوگا، ہمارے حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ بہت فرماتے تھے کہ اس زمانہ میں جیسے کمہار ہانڈی وغیرہ بناتا ہے اسی طرح ہمارے مدرسہ سے بہت سے طلبہ ہر سال فارغ ہوتے ہیں مگر کام کے بہت کم نکلتے ہیں، سنو! کام جب کرو گے تب کام کے بنو گے، بغیر محنت و مشقت کے کوئی کچھ نہیں بنتا، نہ انجینئرنگ کا کورس پاس کرتا ہے نہ ڈاکٹری کا، ابھی میں نے کل ایک مضمون دیکھا کہ آدمی روزانہ سترہ گھنٹے جب پڑھتا ہے تب کہیں انجینئر اور ڈاکٹر بنتا ہے، اس لئے علم دین کی طلب میں جس سے جو بھی محنت ہو رہی ہے اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے، اسی وجہ سے دین باقی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے، علم دین باقی ہے، ورنہ تو مسئلہ بتلانے والے بھی باقی نہیں رہیں گے، نماز روزے کے مسائل بھی بتلانے والے نہیں رہیں گے۔

تکرار تلاوت سے معانی منکشف ہوتے ہیں

میرے دوستو! علامہ بیضاویؒ نے ایک بات یہ تحریر فرمائی ''وَ اسۡتِکۡشَافاً لِمَعَانِیۡہِ بِتِلَاوَتِہٖ'' کہ جب اس کی تلاوت کروگے اور تلاوت میں جب تکرار کروگے تو معانی کا استکشاف ہوگا، لکھا ہے کہ جب تک آدمی تکرار نہیں کرتا اس وقت تک معانی کا استکشاف نہیں ہوتا، معانی منکشف نہیں ہوتے، معلوم ہوا کہ معانی کے استکشاف کے لئے بھی تکرار اور قرأت کی ضرورت ہے، علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے متعلق آتا ہے کہ جب کوئی معنی و مطلب ان کو سمجھ میں نہیں آتا تھا تو مسجد میں جا کر سجدے میں اپنی پیشانی اللہ کے حضور رگڑتے تھے، اور دعا مانگتے تھے کہ اے اللہ! جیسے فلاں فلاں پر قرآن کے معانی کو منکشف فرمایا ہے اسی طرح میرے اوپر بھی منکشف فرمایئے۔

میرے دوستو بزرگو! جب آدمی قرآن سے تعلق رکھتا ہے، جب قرآن کی تلاوت کرتا ہے تو قرآن بھی اسے کچھ دیتا ہے اور اللہ بھی اسے کچھ دیتا ہے، علامہ اقبال کا یہ شعر بہت اہم سمجھا گیا ہے ؎

تیرے ضمیر پر جب تک نہ ہو نزولِ کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحب کشاف

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قرآن کریم کے عجائب ختم نہیں ہوں گے

پس جب تک تم براہ راست اللہ سے تعلق نہیں جوڑو گے اس وقت تک تم کلام اللہ سے فیضیاب نہیں ہو سکتے، صرف امام رازی و امام غزالی کی کتاب دیکھ لینے سے سب کچھ نہیں ہو گے بلکہ اگر اللہ سے تعلق قائم کرو گے اور قرآن سے تعلق قائم کرو گے تو اللہ نے جو علوم ان اکابر امت پر منکشف کیا ہے تم پر بھی منکشف فرمائیں گے، چنانچہ آج دیکھئے کتنی تفسیریں اب بھی لکھی جارہی ہیں، اللہ تعالیٰ معانی منکشف فرماتے رہتے ہیں، چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "لَایَنْقَضِیْ عَجَائِبُہٗ" [مشکوٰۃ:۱۸۶] اس کے عجائب منقطع نہیں ہوں گے، اس لئے قرآن پاک سے تعلق اور ربط اور اس میں تدبر و تفکر بہت بڑی بات ہے، اللہ تعالیٰ نے جو قرآن نازل فرمایا اور ہم کو رمضان تک باقی رکھا، روزہ کی توفیق دیا تو اللہ تعالیٰ روزے کے فیوض و برکات سے بھی مالا مال فرمائے اور قرآن کریم کے فیوض و برکات سے بھی مالا مال فرمائے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحت جسمانی اور صفائی قلبی دے کہ اس کے حق کو ادا کرسکیں یعنی الفاظ و معانی سب کی خدمت کرسکیں۔

صحت ہدایت کا ایک ذریعہ

اصل میں میری طبیعت ذرا خراب ہے، طبیعت میں اضمحلال ہے، آپ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کو بھی معلوم ہوگا، اس بنا پر مجھے آج بہت زیادہ نقاہت و سستی محسوس ہو رہی ہے اور مجھے بہت افسوس بھی ہے کہ دیکھئے طبیعت خراب ہوگئی اب وہ لطف جو آرہا تھا طبیعت کی خرابی کی وجہ سے کیا آئے گا، بہرحال دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمائے، طبیعت صحیح رہتی ہے تو انشراح زیادہ رہتا ہے، یہ صحت بھی بڑی نعمت ہے، شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ صحت منجملہ اسباب ہدایت کے اول سبب ہے، صحت بہت بڑی نعمت ہے۔

صحت سے کام میں انشراح رہتا ہے

حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ مجھ سے خود فرمایا: قمر الزمان! دعا کرو اللہ تعالیٰ مجھ کو صحت دے، تو میں نے کہہ دیا کہ حضرت! الحمدللہ حضرت والا سے خوب کام ہو رہا ہے، تو فرمایا کہ بھائی! صحت جب رہتی ہے تو کام میں انشراح رہتا ہے، سبحان اللہ! کتنی عمدہ بات فرمائی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صحت کی دعا مانگی ہے

اسی بنا پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی "اَللّٰھُمَّ اِنِّیۤ اَسْئَلُكَ الصِّحَةَ وَ الْعِفَّةَ وَ الْاَمَانَةَ وَ حُسْنَ الْخُلُقِ وَ رِضَا بِالْقَدَرِ" [مشکوٰۃ:۲۲۰] کتنی عمدہ دعا ہے، "اَللّٰھُمَّ اِنِّیۤ اَسْئَلُكَ الصِّحَةَ" اے اللہ! میں تجھ سے صحت کا اور عفت پاکدامنی اور امانت اور حسن اخلاق اور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تقدیر پر راضی رہنے کا سوال کرتا ہوں، یہ نہیں کہ جوانمردی میں آ کر کہے کہ ہم کو صحت کی ضرورت نہیں، ہم سب کچھ کرلیں گے، نہیں، میرے دوستو! اللہ تعالیٰ سے صحت مانگنا چاہیئے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی صحت کا سوال کررہے ہیں تو پھر ہماشما کی کیا حیثیت!

حضرت حکیم الامتؒ کی حکمت بھری بات

حکیم الامت حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت عمدہ بات لکھی ہے، عام طور پر علماء کہتے ہیں اور آپ لوگ بھی یہی سنتے ہوں گے کہ کھانا کھانا تقوّی للعبادت یعنی عبادت کیلئے قوت حاصل کرنے کیلئے ہونا چاہیئے، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی لکھا ہے، مگر حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے نکتہ کی بات تحریر فرمائی، بڑی باریک بات فرمائی، چنانچہ فرماتے ہیں کہ بھائی! میں تو اپنی بھوک مٹانے کے لئے کھانا کھاتا ہوں، اے اللہ! میں عاجز ہوں جب تک آپ کھانا نہیں دیں گے میری عاجزی دور نہیں ہوگی۔

چنانچہ معلوم ہونا چاہیئے کہ کھانے کے بعد دعا میں بھی یہی پڑھا جاتا ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے: " الحمدلله حمداً كثيراً طيباً مباركاً فيه غير مكفي و لا مودع ولامستغنى عنه ربنا " [بخاری] تمام تعریف اللہ ہی کیلئے ہے اور پاکیزہ و بابرکت شکر ہے نہ اس کھانے سے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کفایت کی جاسکتی ہے اور نہ خیر باد کیا جاسکتا ہے، اے ہمارے پروردگار! اس کھانے سے مستغنی نہیں ہوا جاسکتا ہے، یعنی پھر ضرورت پڑے گی تو پھر مانگوں گا، یہ عبدیت کی بات ہے۔

میرے دوستو! عبدیت یہی ہے کہ بھوک لگی ہے تو اللہ سے مانگو کہ اے اللہ! ہمیں بھوک لگی ہے، ہم کھانے کے محتاج ہیں، ہمیں کھانا عطا فرمایئے، پانی کے محتاج ہیں ہمیں پانی مرحمت فرمایئے، پس مؤمن کا کھانا جو تقویٰ للعبادت کیلئے ہے وہ تو حاصل ہے ہی، لیکن اس کے ساتھ اپنی عاجزی بھی دکھلانا چاہئے۔

ہمارے عارضی کمالات بھی اللہ ہی کے کمالات کے پرتو ہیں

جس کے پاس جتنا علم ہوگا اتنا ہی وہ عبادت کی طرف راغب ہوگا، جتنا تقویٰ ہوگا اتنا ہی اللہ سے ڈرے گا اور معصیت سے دور رہے گا، اللہ تعالیٰ کے یہاں تو اپنے نقصانات کے خیال و استحضار میں بھی فائدہ ہے، اللہ باکمال ہے، اللہ سے بڑھ کر کوئی باکمال نہیں، تمام صفاتِ کمالیہ اللہ کے اندر ہیں، جتنی صفات سلبیہ ہیں سب اللہ سے دور ہیں، اللہ تعالیٰ مقدس ہے، اور ہمارے اندر تو نقصان ہی نقصان ہے، اگر کچھ کمال ہے تو اسی اللہ کے کمال کا پرتو ہے، سورج کی روشنی ہو، اور دیوار کہے کہ میں بھی مستقل روشنی والی ہوں، مجھے کسی روشنی کی ضرورت نہیں، تو سورج کہے گا کہ اچھی بات ہے ابھی غروب ہوجاتا ہوں، ڈوب جاتا ہوں تب تمہاری روشنی کو دیکھیں گے کہ کہاں ہے، عجب نہیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہ لوگ اندھیرے کی وجہ سے دیوار ہی سے ٹکرا جائیں۔اسی بناپر کہا گیا ہے۔

چوں بدانستی کہ ظل کیستی

فارغی گر مردئی در زیستی

کہتے ہیں کہ اگر تم نے یہ جان لیا کہ تم کس کے سایہ ہو تو چاہے مرو یا جیو تمہارا کام پورا ہو گیا۔

یہ ہیں مولانا رومؒ جو علم و حال کا سمندر اپنے قلب میں لئے ہوئے تھے، تب کہیں جا کر یہ بول رہے ہیں، وہ یوں ہی نہیں بولتے تھے، اس کیلئے کچھ دل کی دولت، علم و معرفت چاہئے، تب کہیں آدمی بولتا ہے، اور یہ اپنے لئے نہیں بلکہ حضرت عارف رومیؒ کے متعلق کہہ رہا ہوں، سمندر کا سمندر پیئے ہوئے تھے اس لئے فرمارہے ہیں کہ جب تم نے جان لیا کہ کس ذات پاک کے تم سایہ ہو اب اس کے بعد جیو یا مرو تمہارا کام پورا ہو گیا، مقصد حیات حاصل ہو گیا، ہم کو اور آپ کو اللہ نے اسی لئے بھیجا ہے ﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴾ [سورۂ ذاریات] ہم نے انسان اور جنات کو اپنی عبادت یعنی معرفت کیلئے پیدا کیا ہے۔

حضرت مصلح الامتؒ کی باریک بینی

ہمارے حضرت بہت فرمایا کرتے تھے کہ تمام صوفیاء ''نسیان ما سوی اللہ'' لکھتے ہیں، اللہ کے سوا تمام کو بھول جانا، یہ اعلیٰ مقام ہے، پھر فرماتے تھے کہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں اتنا بڑھا تاہوں کہ نسیان ماسوی اللہ میں نفس کا نسیان داخل نہیں ہے، نفس کو پہچانو، نفس کو نہیں پہچانو گے تو نفس تم کو کہیں لے جا کر ڈھکیل دیگا، نفس کو پہچانو کہ یہ تمہارا دشمن ہے، جب تک ہوائے نفسانی رہے گی اس وقت تک تم کو اللہ کی طرف سے کچھ نہیں ملے گا، دونوں کے اندر تضاد ہے، چنانچہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ﴿ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَ نَعْلَمُ مَاتُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ﴾ (سورۂ ق:١٦) (ترجمہ: اور ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اس کے جی میں جو خیالات آتے ہیں ہم ان کو جانتے ہیں اور ہم انسان سے اس کی رگِ گردن سے بھی زیادہ قریب ہیں) اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے ﴿اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴾ (سورۂ یٰسٓ : ٧٧) (ترجمہ: کیا آدمی کو یہ معلوم نہیں کہ ہم نے اس کو نطفہ سے پیدا کیا سو وہ علانیہ اعتراض کرنے لگا) لہٰذا نفس کو بھی پہچاننا ضروری ہے کہ کس چیز سے تم پیدا ہوئے ہو یعنی ناپاک نطفہ سے پیدا ہوئے ہو۔ یہ معرفت ضروری ہے ''مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ عَرَفَ رَبَّهٗ''[1] یعنی جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا، اسے کسی عالم نے خوب لکھا ہے کہ جو اپنے نفس کو پہچانے گا ذلت کے ساتھ تو اللہ کو پہچانے گا

(١) قال ابوالمظفر ابن السمعانی فی الکلام علی التحسین والتقبیح العقلی من القواطع انه لایعرف مرفوعاً وانما یحکی عن یحییٰ بن معاذ الرازی یعنی من قوله وکذا قال النووی انه لیس بثابت ، [المقاصد الحسنة للسخاوی]

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عزت کے ساتھ، جو اپنے نفس کو پہچانے گا جہل کے ساتھ تو اللہ کو پہچانے گا علم کے ساتھ، جو اپنے نفس کو پہچانے گا عاجزی کے ساتھ تو وہ اللہ کو پہچانے گا قدرت کے ساتھ، پس نفس کا پہچاننا بھی ضروری ہے، اگر اس کو بھلا دو گے تو اللہ تعالیٰ کی پہچان بھی تم کو نہیں ہوگی، اس بنا پر اس کی ضرورت ہے کہ ہم اس میں بھی غور کریں کہ ہم کیا تھے؟ ہم کیسے پیدا ہوئے اور کس مقصد کے تحت پیدا ہوئے؟ جب یہ معرفت حاصل ہوگی تو اللہ سے نسبت و تعلق پیدا کرنے کا داعیہ وجذبہ پیدا ہوگا یہی آدمی کی دراصل کامیابی ہے۔

گمراہی کیوں آرہی ہے؟

حضرت مولانا علی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ﴿ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ﴾ [سورۂ علق: ۱-۲] پر بہت اچھی تقریر فرماتے تھے، لندن کی یونیورسٹی میں بھی بیان کیا، فرماتے تھے کہ اللہ نے ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ﴾ فرمایا، یعنی آپ اللہ کے نام سے قرأت کیجئے، مگر افسوس کہ تمام کالجوں یونیورسٹیوں میں قرأت تو ہورہی ہے مگر اللہ کے نام سے نہیں ہورہی ہے حالانکہ اللہ نے ''اِقْرَأْ'' سے صرف قرأت کا امر نہیں فرمایا بلکہ اللہ کے نام سے قرأت کا حکم فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد پاک ہے ﴿ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ﴾ یعنی آپ اپنے رب کے نام سے پڑھئے جس نے پیدا فرمایا، مگر آج ہم نے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

''اِقْرَأْ'' کو ''بِاسْمِ رَبِّکَ'' سے جدا کر دیا ہے اس لئے گمراہی آرہی ہے، چنانچہ آج یورپ وامریکہ ''اِقْرَأْ'' یعنی پڑھنے میں ہم سے آگے ہیں لیکن انہوں نے گمراہی کے سبب اللہ کو بھلا دیا، اس لئے خونخوار، ظالم اور درندے ہو چکے ہیں، ان کو کچھ تمیز نہیں ہے کہ انسان کے ساتھ انسان کو کیا کرنا چاہئے، کیسے رہنا چاہئے، یہ لوگ قلب کی صلاحیتیں ختم کر چکے ہیں اور درندوں سے بھی دو قدم آگے بڑھ گئے ہیں اور بقول مولانا محمد احمد صاحبؒ شیاطین کو بھی ماند کر چکے ہیں۔

بقول حضرت مولانا علی میاں صاحب کے کہ ''درندے درندوں کو وہ نقصان نہیں پہنچاتے جو نقصان انسان انسان کو پہنچا رہا ہے'' جنگل میں شیر شیر میں لڑائی ہوئی ہو کبھی کسی نے سنا!؟ ہرگز نہیں، ہرنوں میں باہم لڑائی ہوئی ہو اور تمام ہرن ایک دوسرے کے مخالف ہو گئے ہوں اور ان کو پولیس کی ضرورت پیش آئی ہو اس کو آپ نے کبھی سنا نہ ہوگا، لیکن انسانوں نے اپنے رب کے نام سے پڑھنا چھوڑ دیا اس لئے درندہ بن گیا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر قرآن کریم کی زبان میں ﴿ أُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ﴾ کے مصداق ہیں یعنی اس سے بھی بڑھ کر گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں، جب تم اللہ کے نام کو چھوڑ و گے تو ''اضل'' ہو جاؤ گے، ''اظلم'' ہو جاؤ گے، جو کچھ بھی کہا جائے کم ہے، اسی واسطہ اللہ کہتا ہے آپ پڑھئے اللہ کے نام سے، سنو! اللہ کے نام سے پڑھو گے تو تمہاری قرأت موجبِ سعادت ہوگی، موجبِ امن و

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

امان ہوگی، موجبِ راحت وطمانینت ہوگی، اور اگر ''اِقْرَأْ '' کو'' بِاسْمِ رَبِّکَ'' سے الگ کردوگے تو ظلم وستم کا سبب یہی ''اِقْرَأْ '' بنے گا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

انسانیت کو پھیلانے کیلئے علم نبوت کی ضرورت ہے

یہ تمام ایٹمی قوتیں اسی ''اِقْرَأْ ''ہی کا نتیجہ ہیں جو اللہ کے نام سے کٹ کر بنائی گئی ہیں، جتنی ایٹمی طاقتیں ہیں وہ صرف دس منٹ میں پورے عالم کو تباہ کرسکتی ہیں لیکن ہزاروں سال ہوگئے یہ لوگ ذرا بھی انسانیت نہیں پھیلا سکے، اسلئے کہ انسانیت کو پھیلانے کے لئے انبیاء کی ضرورت ہے، نبوت کی ضرورت ہے، علم نبوت کی ضرورت ہے بلکہ نور نبوت کی ضرورت ہے، ان ایجادات والوں کی مثال لوہار، بڑھئی جیسی ہے، ان کا کام صرف یہ ہے کہ اس مادہ کو ملایا اس کو ملایا ایک چیز تیار ہوگئی، یہ کوئی علم ہے جس سے مہلک چیزیں تیار ہوں! علم تو نبی کا ہوتا ہے جو موجبِ سعادت وموجبِ راحت ہوتا ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''واللہ لیتمن اللہ ھذا الامر حتی یسیر الراکب من صنعاء الیٰ حضرموت لایخاف الا اللہ '' [ریاض الصالحین: ۳۲] بخدا اللہ تعالیٰ اس دین کو کامل کریگا یہاں تک صنعاء (یمن کے شہر) سے حضرموت تک کوئی سوار جائے تو اس کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

خطرہ نہیں ہوگا۔اب بھی اس کے اثرات مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں موجود ہیں، سعودیہ میں جا کر دیکھ لیجئے، جو حج کرنے جاتے ہیں ان کو معلوم ہے کہ بڑی بڑی دکانوں کو کپڑا اڑھایا اور چلے جاتے ہیں، جنہوں نے نبوت کا اثر نہیں لیا، نبی کی تعلیمات کو نہیں لیا وہاں اب بھی گمراہی اور تباہی و بربادی موجود ہے، بلکہ یوں کہیئے کہ سب سے بڑے گمراہی کے اڈے یہی مغربی ممالک برطانیہ وامریکہ بنے ہوئے ہیں۔العیاذ باللہ تعالیٰ

اپنے نفس کی معرفت بھی ضروری ہے

بہرحال میں یہ کہہ رہا تھا کہ ﴿ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ ﴾ سے حضرت مولانا علی میاں صاحب نے صرف اتنا ہی بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی معرفت کرائی ہے، آگے حق تعالیٰ کیا بتلارہے ہیں وہ بھی سمجھ لیجئے، اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ﴾ تم کو اللہ نے نطفہ علقہ سے پیدا کیا ہے، یہ بھی ایک قسم کی معرفت ہی ہے، یعنی جس طریقہ سے اللہ نے اپنی معرفت کرائی کہ بغیر ہمارا نام لئے تمہاری قرأت بیکار ہے اسی طریقہ سے انسان کے نفس کی معرفت بھی کرائی ہے، چنانچہ سمجھ لو کہ تم خون بستہ سے پیدا ہوئے تھے، اس کا استحضار رہے کہ ہم کیا ہیں، اس سے آدمی اعتدال پر رہیگا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تم جانتے بھی ہو میں کون ہوں؟

حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتا بگڈھیؒ اکثر یہ واقعہ بیان فرماتے تھے کہ ایک بادشاہ کا لڑکا کچھ اکڑتا ہوا جا رہا تھا، ایک بزرگ نے کہا بھائی! یہ چال اللہ کو پسند نہیں ہے، اس نے کہا تم جانتے بھی ہو میں کون ہوں؟ وہ اپنی شہزادگی کے زعم میں کہہ رہا تھا، بزرگ نے کہا کہ ہاں میں جانتا ہوں کہ تم کون ہو، نطفۂ ناپاک سے پیدا ہوئے، تمہارے پیٹ میں اتنا پاخانہ ہے اور مر کر مردار ہو جاؤ گے، یہ ہے بزرگوں کی بات۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنی بھی معرفت کرائی، بندوں کی بھی معرفت کروائی، نبی کی معرفت کروائی، یہ سب چیزیں قرآن میں ہیں، علم کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ صرف زبان سے کہہ دیا جائے بلکہ ان علوم کا استحضار بھی ہونا چاہئے، سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ میں اپنی معرفت کرائی ہے کہ اس کے کیا صفات ہیں، سب سے پہلے فرمایا کہ اللہ ایک ہے، ''لَا جُزْءَ لِيْ وَلَا جُزْئِيَّةَ ''یعنی اللہ کیلئے نہ جزء ہے نہ جزئیت، یہ نہیں کہ اللہ ایک کلی ہے جس کے بہت سے انواع ہیں، جیسے حیوانات ہیں ان کی بہت سی انواع ہیں، ہرن بھی ہے، شیر بھی، اس کلی میں جملہ انواع داخل ہیں، اور ایک جسم ہوتا ہے جیسے اینٹ پتھر اس کے اندر بہت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سے اجزاء ہوتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ ہم جسم نہیں اسلئے ہمارے اندر کسی قسم کے اجزاء نہیں ہیں، ہم بالذات ہیں، ہم ذاتی اعتبار سے ایک ہیں، نہ ہمارے اندر جزئیات ہیں نہ اجزاء، اگر ''احد'' کی جگہ واحد کہہ دیتے تو اللہ تعالیٰ کی اتنی زبردست توحید نہ ہوتی جتنا ''احد'' میں ہورہی ہے۔ پھر فرمایا ﴿اَللّٰـهُ الصَّمَدُ﴾ اللہ بے نیاز ہے، ہم مخلوق کی عبادت سے بھی بے نیاز ہے، ہم کو سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہماری عبادت سے بھی بے نیاز ہے اس کو اس کی ضرورت ہی نہیں، کیا خوب فرمایا ہے ؎

من نہ کردم خلق تا سودے کنم
بلکہ کردم خلق تا جودے کنم

میں نے مخلوق کو اسلئے پیدا کیا ہے تاکہ اس کو بخشش کروں اسلئے نہیں پیدا کیا کہ کچھ فائدہ حاصل کروں۔

خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ (سورۂ ذاریات: ۵۶) یعنی ہم نے انسان اور جنات کو اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔

تو سورۂ اخلاص کی ابتدائی دو آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے دو صفات کی معرفت کروائی اور گویا کہ ان دو صفات کے ذریعہ اپنی تعریف فرمائی اور یہ دونوں صفات اثباتی ہیں، اس کے بعد آئندہ تین صفات سے اپنی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تعریف کرر ہے ہیں اور وہ تینوں صفات سلبی ہیں، آپ نے دیکھا ہوگا کہ لوگ اثباتی صفات سے تو اپنی تعریف کر لیتے ہیں لیکن سلبی صفات سے تعریف نہیں کرتے ، یہ اللہ تعالیٰ ہی کی شان ہے کہ وہ سلبی صفات سے اپنی تعریف فرمارہے ہیں، چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں ﴿ لَمْ يَلِدْ ﴾ اس کے اولاد نہیں، ﴿وَلَمْ يُوْلَدْ﴾ اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے، ﴿وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُواً اَحَدٌ ﴾ اور اس کا کوئی ہمسر نہیں، یہ اللہ ہی کی شان ہے کہ اپنی سلبی صفات کو اس طرح بیان کرر ہا ہے، اور اپنی معرفت ان صفات سلبیہ سے فرمار ہا ہے۔

نفاق سے برأت

یہ ایسی سورت ہے کہ اگر اس کو پڑھے تو اخلاص پیدا ہو جائے ، اسی بنا پر لکھا ہے کہ جو فجر کی سنتوں میں ﴿قُلْ يَـاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰـهُ اَحَدٌ ﴾ پڑھے تو نفاق سے اس کو برأت حاصل ہو جائے گی، اس بنا پر ان دونوں سورتوں کا اہتمام ہونا چاہئے ، التزام تو نہ ہو، کبھی کبھی چھوڑ بھی دینا چاہئے، لیکن اہتمام تو ہونا ہی چاہئے۔

بہرحال میرے دوستو بزرگو! اللہ تعالیٰ نے جو علوم قرآن میں بیان کئے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان سے مناسبت کی توفیق دے، اس سے ہم کو تعلق ہو، اس کی قرأت کی توفیق ہو، اس کی تعلیم وتعلم کی توفیق ہو، اسکے مطابق ہماری

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

زندگی ہو، اللہ تعالیٰ اپنے کلام کی بدولت ہم سے راضی ہو جائے، حدیث میں ہے:"قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما من شفیع افضل منزلة عنداللہ تعالیٰ من القرآن لا نبی و لا ملک ولا غیره " [احیاء العلوم ۱/۲۹۰] یعنی اللہ تعالیٰ کے دربار میں قرآن سے بڑھ کر کوئی شفاعت کرنے والا نہ ہوگا نہ تو کوئی رسول مرسل اور نہ کوئی ملک مقرب اور نہ کوئی انکے علاوہ۔

میرے دوستو بزرگو! دعا کیجئے اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان دولتوں سے بھی مالا مال فرمائے، اللہ تعالیٰ اپنے کو پہچاننے کی توفیق دے، دین واسلام کو پہچاننے کی توفیق دے اور اس کے پہنچانے اور تبلیغ کی بھی توفیق دے، دو چیزیں ہیں ایک ہے پہچاننا اور ایک ہے پہونچانا، ان علوم کو پہچاننا، ان احوال کو پہچاننا، ان مقامات کو پہچاننا، اس کا بھی خاص درجہ ہے، آدمی جب جانے گا پہچانے گا تب ہی تو کچھ حاصل کرے گا، ایک سے ایک بڑھ کر علم ہے، ایک سے ایک بڑھ کر حال ومقام ہے، جب اس کو جانو گے پہچانو گے جبھی تو اس کے حاصل کرنے کی فکر ہوگی، مگر افسوس کہ دنیا کے متعلق آدمی جانتا ہے کہ ایک ہزار کے بعد ایک لاکھ ہے اور ایک لاکھ کے بعد ایک کروڑ ہے، اسی طرح آگے بھی سب لوگ جانتے ہیں، بڑے بوڑھے بچے عورت مرد سب جانتے ہیں مگر دین کے بارے میں جو جتنا جانتا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ بس اتنا ہی ہے اور آگے کچھ نہیں ہے، دین کے جس حال ومقام پر ہے سمجھتا ہے کہ بس یہی سب کچھ ہے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

آگے بڑھنے اور حاصل کرنے کی بہت کم لوگوں کو فکر ہے، اس کیلئے کتابیں دیکھو کہ بزرگوں کی کتابوں میں کیا لکھا ہوا ہے، تب آنکھ کھلے گی ورنہ اپنے ہی کو سب کچھ سمجھتے رہو گے اور ہو گے کچھ نہیں۔

ہم لوگوں کو پیری مریدی کی ہوا بھی نہیں لگی

میں تین چار دنوں سے جو کتاب دیکھ رہا ہوں تو اس کے بعد دل ہی بدل گیا، ابھی مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مقامات دیکھے، میں نے کہا یا اللہ! ابھی ہم لوگوں کو پیری مریدی کی ہوا بھی نہیں لگی، یہ حضرات وہ مقامات عالیہ رکھتے تھے کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ کن مقامات سے وہ بول رہے ہیں، بہر حال اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ جب اس طریق میں ہم آئے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں اس طریق سے نا آشنا نہ رکھے بلکہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی برکت سے ہم کو بھی ان کے احوال و مقامات سے مشرف فرمائے، اللہ سے اسی کی امید رکھو، وماذلك على الله بعزيز

مستی کے لئے بوئے مے تند ہے کافی
مے خانہ کا محروم بھی محروم نہیں ہے

اللہ تعالیٰ ہم سب لوگوں کو اپنی محبت اور نسبت سے سرشار فرمادے۔

الٰہی مقصود من توئی و رضائے تو، محبت و معرفت خود بدہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دعا کیجئے:

الحمدلله رب العالمین ، والصلاة و السلام علیٰ سید الاولین والاٰخرین وعلیٰ اٰله واصحابه اجمعین ،

یا اللہ! اپنے فضل وکرم سے ان مقامات عالیہ سے ہم سب لوگوں کو مشرف فرمایئے، ان احوال رفیعہ سے ہم سب لوگوں کے قلوب کو بہرہ ور فرمایئے، یا اللہ! اپنی خاص نسبت ومحبت سے مالا مال فرمایئے، یا اللہ! ہم تو جانتے بھی نہیں، سمجھتے بھی نہیں، آپ اپنے فضل سے راستہ کھول دیجئے، مفتوح فرمادیجئے، چلنے کی توفیق دیجئے، یا اللہ! جو رکاوٹیں نفس وشیطان کی طرف سے ہیں ان کو دور فرمایئے، یا اللہ! اپنے قرب سے اور اپنے قبول سے ہم سب لوگوں کو مشرف فرمایئے، یا اللہ! اپنے فضل وکرم سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو راستہ آپ نے کھولا ہے، حضرت ابوبکر صدیق پر کھولا ہے، صحابۂ کرام پر کھولا ہے، اپنے اولیاء پر جو کھولا ہے، یا اللہ! اس راستہ پر ہم کو چلایئے اور چلنے کی توفیق دیجئے، ہمارے قلوب کی اصلاح فرمایئے، ہمارے نفوس کی اصلاح فرمایئے، ہمارے اخلاق ومعاملات کی اصلاح فرمایئے۔ آمین

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم ، سبحان ربک رب العزة عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمدلله رب العالمین .

☆☆☆☆

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

محبت خود سکھا دیتی ہے آداب محبت کو
ذرا آہستہ آہستہ اِدھر رجحان پیدا کر

آدابِ محبت

حضرت خواجہ معصومؒ فرماتے ہیں: مجھے تعجب ہے ان لوگوں پر جن کے دلوں میں اللہ کی محبت نہیں ہے وہ کیسے زندہ ہیں۔

۵؍رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ مسجد دار العلوم کنتھاریہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

خلاصۂ وعظ

ہم سب کو اپنی اصلاح کی ضرورت ہے، ہم کو اپنے حالات میں غور کرنا چاہئے، جو جہاں پر ہے اس سے ترقی کرنا چاہئے، جس حال پر ہم سولہ سال کی عمر میں رہیں اسی حال پر ہم ساٹھ سال کی عمر میں رہیں، کیا یہ افسوس کی بات نہیں ہے؟ باطنی ترقی ہونی چاہئے، ظاہری سے زیادہ باطنی ترقی کی ضرورت ہے، اللہ کا قرب وقبول یہ بہت بڑی نعمت ہے، حضرت خواجہ معصومؒ فرماتے ہیں مجھے تعجب ہے ان لوگوں پر جن کے دلوں میں اللہ کی محبت نہیں ہے وہ کیسے زندہ ہیں، جہاں رہ رہے ہو جس کا کھاپی رہے ہو اسی سے محبت نہیں۔ افسوس کی بات ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ مجھ سے بھی محبت کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرتا ہے، یہ نہیں فرمایا کہ میں قیامت میں تمہاری شفاعت کروں گا یا میں نے معراج میں تم کو یاد کیا تھا اس لئے تم مجھ سے محبت کرو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بھی کوئی احسان کی بات بیان کر سکتے تھے لیکن آپ کے تواضع، عبدیت وبندگی کی بات ہے کہ آپ نے اپنے کسی بھی احسان کا تذکرہ نہیں فرمایا بلکہ اللہ کے احسان کو بتلایا۔ اسی کو حب عقلی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے احسان کو سوچ کر اللہ تعالیٰ سے محبت کی جائے، گویا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر حب طبعی حاصل نہیں ہے تو حب عقلی اس طرح ضرور حاصل کرو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ سے حب عقلی ہر شخص پر فرض عین ہے۔

محبت خود سکھا دیتی ہے آداب محبت کو
ذرا آہستہ آہستہ اِدھر رجحان پیدا کر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نُؤْمِنُ بِهٖ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ ، وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِيَ لَهٗ، وَ نَشْهَدُ أَنْ لَّاإِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ ، وَ نَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ ، صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَ عَلىٰ آلِهٖ وَاَ صَحَابِهٖ وَ اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّاتِهٖ وَ سَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا، أَمَّابَعْدُ!

فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ [سورۂ بقرہ، ۱۸۳]

دوستو بزرگو اور عزیزو! جمعہ کے خطبہ سے پہلے اسی آیت کی تلاوت کی تھی اور اسکے متعلق پچیس منٹ بیان بھی کیا تھا، اسے پہلے میں کہہ چکا ہوں کہ کسی آیت کو بار بار پڑھنا، کسی حدیث کو بار بار پڑھنا موجب اکتاہٹ یا موجب

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

گھبراہٹ نہیں ہونا چاہئے، اسلئے کہ کسی آیت یا حدیث کے متعلق جتنا بھی بیان مختلف طریقے سے اور مختلف عنوان سے ہو یہ اچھا ہی ہے، تاکہ مضمون دل میں بیٹھ جائے، یہ مقولہ مشہور ہے کہ: "إذَا تَکَرَّرَ تَقَرَّرَ" جب کوئی چیز مکرر ہوتی ہے تو مقرر یعنی خوب دل میں ثابت ہو جاتی ہے، قرار پکڑ لیتی ہے، اسی لئے اس آیت کی تلاوت میں نے کی تاکہ اسکے متعلق مزید بیان کروں لہٰذا اس کا ترجمہ پھر کر دیتا ہوں، اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان بیانات پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور آپ حضرات کو بھی۔

اللہ تعالیٰ مؤمنین سے خطاب فرما رہے ہیں: اے ایمان والو! قرآن کریم میں متعدد جگہوں پر اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو انہیں کلمات سے خطاب فرمایا ہے، یہ نہایت ہی محبت و پیار کا خطاب ہے بلکہ اس سے بڑھ کر معزز خطاب اور کیا ہو سکتا ہے۔ علامہ ابو بکر جزائری مدظلہ بہت بڑے عالم ہیں ان کی کتاب ہے "نداءات الرحمٰن" جس کا ترجمہ ہمارے الہ آباد کے ایک عالم نے کیا ہے۔

کیف کان قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اس کے مؤلف علامہ ابو بکر جزائری مدظلہ کو میں نے جب کہ پہلی مرتبہ حج کیلئے ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۹۷۸ء میں گیا تھا تو دیکھا تھا اور الحمدللہ مدینہ منورہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں مسجد نبوی کے اندر بعد نماز مغرب ان کا وعظ بھی سنا تھا، دیکھنے ہی سے بزرگ شخصیت معلوم ہوتی تھی، انہی سے میں نے ایک حدیث سنی تھی وہ وعظ میں بیان کر رہے تھے کہ دیکھو حدیث میں آیا ہے " انما القبر روضة من رياض الجنة او حفرة من حفر من النار" [ترمذی] یعنی قبر جنت کی کیاری ہے یا دوزخ کا گڑھا، یعنی کفر وشرک کی وجہ سے قبر دوزخ کا گڑھا بنے گی اور اچھے اعمال کی وجہ سے جنت کی کیاری بنے گی، مؤمن صالح کی قبر روضة من رياض الجنة یعنی جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہوگی اس کے بعد انہوں نے بڑے انداز سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارکہ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ: "فكيف كان قبر رسول الله صلى الله عليه وسلم" جب ایک امتی کی قبر روضة من رياض الجنة ہوسکتی ہے تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کا تو پوچھنا ہی کیا ہے، کتنی اس کے اندر نورانیت ہے، کتنی اسکے اندر شادابی ہے، کیا کچھ اس کے اندر ہے کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا۔

جیسا کہ جنت کی نعمتوں کے بارے میں آیا ہے "مالا عين رأت ولا أذن سمعت ولا خطر على قلب بشر" کہ آنکھوں نے دیکھا نہیں کانوں نے سنا نہیں اور قلب بشر پر اس کا خیال بھی نہیں گذرا ہے، پھر قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو جنت کی کیاری ہے اس کے متعلق یہی کہا جا سکتا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے۔ بزرگوں نے لکھا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر سے جو زمین ملتبس اور متصل ہے وہ عرش سے بھی برتر و بالاتر ہے۔ سبحان اللہ! کیسی کچھ عظمت ورفعت آپ کو حاصل ہے جو وہم وگمان میں نہیں آسکتی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اعتدال کامل پر تھے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کتنا بڑا منصب عطا فرمایا تھا، رسالت کا بھی جو اعلیٰ مقام تھا وہ عنایت فرمایا تھا، حالانکہ رسالت حضرت نوح علیہ السلام کو بھی ملی تھی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی ملی تھی مگر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہی کہلائے، کچھ تو وجہ ہوگی جس کی وجہ سے آپ سید المرسلین کہلائے، اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی نبوت اور ایسی رسالت سے نوازا تھا جس کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا، کتابوں میں لکھا ہے کہ جسمانی اعتبار سے بھی آپ کو معتدل بنایا تھا، آپ پر ٹھنڈی کا گرمی کا ہر چیز کا اثر ہوتا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت معتدل تھی، یہ نہیں کہ کتنی ہی گرمی ہو لُو چلے اور کوئی اثر ہی نہ ہو، جیسے ہمارے یہاں اڑھول کا پھول ہوتا ہے، وہ ہر حال میں سرسبز وشاداب رہتا ہے، تو اس کی کوئی خوبی نہیں بیان کرتا، مطلب یہ کہ کسی چیز کا اثر نہ ہونا یہ بے حسی کی بات ہے، لہٰذا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ جسمانی اعتبار سے بھی اعتدال کامل پر تھے اس وجہ سے آپ پر بیماریوں کا بھی اثر ہوتا تھا، ہواؤں کا بھی اثر ہوتا تھا، موسم کا بھی اثر ہوتا تھا،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بخار ہما شما سے زیادہ آتا تھا۔

اخلاق کے بارے میں بھی اعتدال، اعمال کے بارے میں بھی اعتدال، ہر چیز میں اعتدال، بلکہ اسی کا اثر تھا کہ آپ کی امت کو بھی معتدل امت کہا گیا چنانچہ قرآن کریم میں ہے: ﴿ جَعَلْنَاکُمْ اُمَّةً وَسَطاً ﴾ [سورۂ بقرہ/۱۴۳] اوسط درجہ کی امت ہے، یہ نہیں کہ ایک طرف گئے تو بس اسی کو سب کچھ سمجھ لیا دوسری طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا، یہ بہت بڑا مرض ہے، شروع ہی سے چلا آرہا ہے، اور اس کی وجہ سے پہلے لوگوں پر بھی زد پڑتی ہے، اور ان کی خدمات کی تحقیر کی جاتی ہے کہ انہوں نے کوئی دین کا کام ہی نہ کیا مگر یاد رکھو کہ اگر اسلاف کو نیک نامی سے یاد کرو گے تو تمہارا نام بھی نیکی سے لیا جائیگا، چنانچہ شیخ سعدیؒ کہتے ہیں ؎

نامِ نیک رفتگاں ضائع مکن
تا کہ ماند نامِ نیکت برقرار

یعنی پہلے والوں کے نام کو ضائع نہ کرو، یعنی ان کی نیک نامی کو ختم نہ کرو تاکہ تمہارا نام نیک نامی کے ساتھ باقی رہے، ورنہ تم کو بھی بعد والے بدنام کریں گے۔

ایک جہالت اور غباوت کی بات

مگر افسوس کہ اب یہ حال ہے کہ جو جماعت آتی ہے وہ کہتی ہے کہ پہلے لوگوں نے کچھ کام نہیں کیا، ارے بھائی ایسا کیوں کہتے ہو؟ اگر وہ کچھ کام نہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کئے ہوتے تو تم تک یہ دین کیسے پہنچا، انہوں نے کام کیا تبھی تو تم تک یہ دین پہنچا، میرے دوستو! آجکل اتنی بات بھی لوگوں کی عقل میں نہیں آتی، یہ سب سخت گمراہی، ضلالت، جہالت اور غباوت کی بات ہے، میرے دوستو! خود سوچو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کو سراہا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ثُمَّ اَوۡحَيۡنَا إِلَيۡكَ أَنِ اتَّبِعۡ مِلَّةَ اِبۡرَاهِيۡمَ حَنِيۡفًا وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ﴾ [سورۂ نحل ر ۱۲۳]

یعنی ہم نے آپ کے پاس وحی بھیجا کہ ابراہیم کی ملت کا اتباع کرو اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھے، یہ نہیں کہ ان کی مذمت کرنا شروع کردو کہ میں سید المرسلین ہوں، ابراہیم علیہ السلام کچھ بھی نہیں تھے، اسماعیل علیہ السلام کچھ بھی نہیں تھے اور اسی طرح نوح علیہ السلام کا کچھ مقام نہ تھا اور میں ہی سب کچھ ہوں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں اور کبھی ایسا نہیں فرمایا، بلکہ ایک جگہ تو صاف ارشاد فرمادیا: "لاتخیّرونی علی موسیٰ" [مشکوٰۃ شریف: ۵۰۷] یعنی مجھے موسیٰ علیہ السلام پر فوقیت مت دو، کتنی بڑی بات فرمائی، یہ غایت تواضع وانکساری کی بات ہے۔

ہر مشقت کے پیچھے راحت چھپی ہے

اور حضرت یونس علیہ السلام کے ساتھ جو معاملہ پیش آیا اس میں کیا کیا حکمتیں تھیں یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے، لیکن ہمارا سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہوگیا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہ ہمیں ﴿ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ [سورۂ انبیاء/۸۷] والی آیت مل گئی، نہایت مفید و مؤثر بلکہ نجات دینے والی تسبیح مل گئی، اگر وہ مچھلی کے پیٹ میں نہ گئے ہوتے تو یہ آیت کیسے نازل ہوتی، یہ تسبیح پڑھنے کا کیسے امر ہوتا، اسی طرح ہر مشقت کے پیچھے کوئی نہ کوئی راحت چھپی ہوتی ہے۔ دیکھئے! تیمّم کی آیت کب نازل ہوئی؟ اس وقت بظاہر حالات کیسے نا استوار تھے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہار ایک میدان میں گم ہوگیا تھا جس کی وجہ سے وضو میں دقتیں پیش آرہی تھیں، پانی کی وہ جگہ نہیں تھی، اس مشقت میں یہ آسانی ہوگئی کہ قیامت تک کیلئے امت کو ایک آسانی کی راہ بتلائی گئی کہ ایسے وقت تیمّم کرلیا کرو، کسی نے کہا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد سے مسلمانوں کو کبھی ضرر نہیں پہنچا، نفع ہی نفع پہنچا ہے، اگر ان کا یہ ہار گم نہ ہوا ہوتا تو یہ صورت نہ پیدا ہوئی ہوتی اور نہ آیت تیمّم نازل ہوئی ہوتی، کتنی بڑی سہولت اور رخصت کی بات ہے، جو اس ناخوشگوار واقعہ کے بعد حاصل ہوئی۔

تربیت سے کبھی غافل نہیں ہونا چاہئے

میرے دوستو! جب آدمی کے دل میں وقعت ہوتی ہے تو اس کی لغزش و کوتاہی کو اعذار پر محمول کرتا ہے، خوبیوں پر محمول کرتا ہے، جب کسی کی طبیعت میں خباثت آجاتی ہے تو اچھے آدمی کی بھی برائیاں ہی برائیاں نظر آتی ہیں،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قباحتیں ہی نظر آتی ہیں، اسلئے اپنے آپ کو بہت سنبھالنے کی ضرورت ہے، بدگمانیوں سے بچنے کی ضرورت ہے، واھیات باتوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔

ایک دفعہ مولانا کفایت اللہ صاحب شاہجہانپوریؒ جو حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ تھے، حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ کے پاس آئے تھے، میں ان کی خدمت میں مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ کے حکم سے رہتا تھا، کسی بات پر میں نے کہا کہ حضرت مولانا تھانویؒ سے دین وعلم کا بہت کام ہوا اتنا کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ سے نہیں ہوا، انہوں نے فوراً نکیر کیا اور فرمایا کہ کیوں بھائی! حضرت مولانا قاسم صاحبؒ نے اتنا بڑا مدرسہ دارالعلوم دیوبند قائم کیا جس میں مولانا تھانویؒ پڑھ کر حکیم الامت ہوئے تو انہوں نے کوئی کام نہیں کیا، مولانا گنگوہیؒ سے کتنے بڑے بڑے محدثین پیدا ہوئے، کتنے بڑے بڑے علماء اور مشائخ پیدا ہوئے، کیا انہوں نے کام نہیں کیا، میرے دوستو بزرگو! ہمارے بزرگان دین ان چیزوں کی تعلیم دیتے تھے، تربیت فرماتے تھے، اس کے بعد صحیح تربیت اور اصلاح ہوتی تھی، یہ نہیں کہ کسی مرید نے کسی کے متعلق کچھ کہا اس میں ہاں میں ہاں ملانا شروع کردیا، اور ردّ تو کجا اس کی تائید ہی کرنا شروع کردیا، اس طرح بھلا پاس والوں کی کیسے اصلاح ہوگی، اسی لئے خانقاہوں سے بھی کام نہیں ہورہا ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مشائخ کے یہاں فساد کا سبب

چنانچہ مشائخ کے یہاں جو فساد پیدا ہوتا ہے وہ اسی بنا پر پیدا ہوتا ہے، جب شیخ کے دل میں مریدین کی اتنی وقعت ہو کہ وہ جو کہے اس کو مان لیا جائے تو پھر وہیں سے خانقاہ فاسد ہونا شروع ہو جاتی ہے، اسی طرح جتنے ادارے اور مدارس میں فساد ہو رہا ہے اس کی اصل وجہ یہی ہے، بلکہ گھروں میں بھی فساد کی وجہ یہی ہے کہ بیوی بچوں کی شکایات کو ماں باپ کے مقابلہ میں مانی جارہی ہے، العیاذ باللہ تعالیٰ، اب کیا ہوگا، جو نہ ہو جائے کم ہی ہے، دن رات یہ باتیں سننے میں آتی رہتی ہیں اس لئے یہ حزن وغم کی باتیں زبان پر آرہی ہیں، ہمارے حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ بہت ہی متیقظ اور بیدار مغز شیخ تھے اسلئے فرماتے تھے کہ خادموں کو شیخ کے سر پر تیل رکھتے وقت غیبت کرنے کا خوب موقع ملتا ہے، جب وہ تیل رکھتا ہے تو سمجھتا ہے کہ شیخ ہمارے تابع ہے، میں اس وقت اس کا سرپرست ہوں، اسلئے جو چاہتا ہے کہتا ہے، ایک خادم نے حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمیؒ کی حضرت مصلح الامتؒ سے اسی تیل رکھنے کے وقت شکایت کیا تھا، اسلئے حضرت مصلح الامتؒ نے اس کو نکال دیا، اس سے معلوم ہوا کہ اپنے ماتحتوں کی اصلاح وتربیت سے شیخ کو کبھی غافل نہیں ہونا چاہئے اور معمولی سے معمولی بات پر روک ٹوک اور نکیر کرنا چاہئے ورنہ خانقاہوں میں بھی فساد آجائیگا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تربیت کا ایک انداز

ایک شخص نے حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ سے کہا کہ حضرت! فلاں بزرگ جو چشتی ہیں وہ سماع سنتے ہیں، کہا چپ رہو، وہ کان کے مرض میں مبتلا ہیں اور میں آنکھ کے مرض میں مبتلا ہوں، فوراً مرید کو چپ کروادیا، پس جب شیخ مرید ہی کی ہاں میں ہاں ملائیگا تو اس کی جگہ فساد کا شکار ہوجائیگی، اس بنا پر بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

بہرحال میرے دوستو! میں یہ کہہ رہا تھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہوجانے میں کتنی بڑی خیر پوشیدہ تھی، اسی طریقہ سے اور بہت سی چیزیں ہوتی ہیں جن کے اندر اللہ تعالیٰ کا کیا راز اور سر پوشیدہ ہے ہم اس کو کیا سمجھ سکتے ہیں، اور اب تو یہ حال ہوگیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بھی لوگ رائے زنی کرنے لگے ہیں کہ مسلمانوں کو کیوں شکست ہورہی ہے، کیوں بلا و مصیبت مسلمانوں پر آرہی ہے، یہ لوگ اپنی کوتاہیاں بلکہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں نہیں دیکھتے اور اگر کوئی آفت بلا آتی ہے تو اللہ کی شکایت کرتے ہیں خسر الدنیا والآخرۃ اسی کو کہتے ہیں۔

قیامت تک کیلئے مشکلات سے نجات کا نسخہ

میرے دوستو! حضرت یونس علیہ السلام کو اللہ پاک نے کس بنا پر مچھلی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کے پیٹ میں ڈال دیا اس سے قطع نظر کر کے یہ سوچو کہ ہمارے لئے تو ان کی وجہ سے اتنی بڑی چیز حاصل ہوگئی، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَكَذٰلِكَ نُنجِي الْمُؤْمِنِينَ﴾ [سورۂ انبیاء] یعنی ایسے ہی ہم مؤمنین کو نجات دیتے رہیں گے، یہ صرف یونس علیہ السلام کے ساتھ خاص نہیں ہے، کسی چیز کے بارے میں اللہ نے ایسا وعدہ نہیں فرمایا صرف اسی آیت کریمہ کے بارے میں کہا ہے کہ جس طرح اس آیت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے نجات بخشی تو سارے عالم کیلئے قیامت تک کیلئے یہ نسخہ ہے کہ جب کوئی بھی مسلمان مصیبت میں گھر جائے تو اس کو پڑھے، اور دل سے پڑھے صرف رسمی نہیں تو اللہ تعالیٰ اس مصیبت سے نجات دیگا، ایک لاکھ اور پچاس ہزار مرتبہ پڑھنے سے کچھ نہیں ہوگا بلکہ دل سے پڑھنا ہوگا اور سمجھنا ہوگا کہ واقعی میں ظالم ہوں، واقعی میں گنہگار ہوں، خطاوار ہوں، جب کہیں جاکر اس کا پڑھنا کارگر ہوگا، یونس علیہ السلام نے اپنے آپ کو خطاوار سمجھ کر پڑھا تھا اسلئے اللہ تعالیٰ نے ظلمات و آفات سے نجات دیا، یہ نہیں کہ ایک لاکھ مرتبہ پڑھتے چلے جائیں اور اپنے کو سب سے متقی اور پرہیز گار بھی سمجھتے رہیں، اس سے کچھ نہیں ہوگا، اس بنا پر باطنی کیفیت یعنی ظلم و زیادتی کے اقرار و اعتراف کو اس کے ساتھ لگانا ہوگا تب نجات ملے گی، حضرت یونس علیہ السلام نے صرف زبان ہی سے نہیں بلکہ دل کے استحضار

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کے ساتھ کہا تھا کہ اے اللہ ہم نے غلطی کی، آپ کے حکم کے بغیر ہم نے ہجرت کرلی، نبی کیلئے ضروری ہے کہ جب تک اللہ کا صریح حکم نہ آجائے ہجرت نہیں کرسکتا، اپنی امت کو وہ نہیں چھوڑ سکتا، کیونکہ وہ باپ ہے بلکہ باپ سے بڑھ کر نبی اپنی امت پر شفیق ہوتا ہے، ہر نبی کو ہزاروں باپ سے بھی بڑھ کر محبت دی جاتی ہے، مگر یونس علیہ السلام نے چونکہ وحی کا انتظار نہیں کیا اور امت کو چھوڑ کر باہر نکل گئے اسی وجہ سے گرفت ہوگئی.....ع

مقرباں را بیش بود حیرانی

اللہ کے مقرب لوگوں کیلئے حیرانی بھی زیادہ ہوتی ہے، یونس علیہ السلام بھی چونکہ مقرب خداوندی تھے، اور اللہ اپنے نبی کی خود تربیت بھی کرتا ہے اس لئے معمولی معمولی چیزوں کی تربیت کرتا ہے لہٰذا بظاہر ان کا اس طرح اپنی امت کو چھوڑ جانا اللہ کو پسند نہیں آیا اسلئے اللہ کی طرف سے ان کی گرفت ہوئی۔

تربیت خداوندی کا ایک مظہر

دیکھئے! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ میں کفار نے خوب ستایا اور حد کردی، لیکن آپ نے ہجرت نہیں فرمائی، بلکہ حبشہ کی طرف حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا، مگر آپ کو وحی کا انتظار تھا، لہٰذا جب وحی آگئی تب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بلایا اور کہا اب ہجرت کا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حکم الٰہی ہوگیا اسلئے اب تیاری کرو، اس سے بخوبی معلوم ہوا کہ نبی بلا حکم خداوندی کے ہجرت نہیں کرسکتا، اور یونس علیہ السلام نے حکم الٰہی کا انتظار نہیں فرمایا اور چلے گئے اس لئے گرفت ہوئی۔

چنانچہ روایتوں میں آتا ہے جیسا کہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے معارف القرآن میں ذکر فرمایا ہے [معارف القرآن ۴؍۵۷۷] کہ جب مچھلی کے پیٹ سے نکلے تو بالکل ایسے تھے جیسے کہ ماں کے پیٹ سے بچہ نکلتا ہے یعنی انتہائی نحیف اور کمزور تھے اسلئے کنارہ پر کدو کا درخت اللہ تعالیٰ نے اگا دیا اور ایک جنگلی بکری کو حکم دے دیا کہ دودھ پلا دیا کرو، بکری آتی تھی دودھ پلاتی تھی، کدو کے درخت سے سایہ مل جاتا تھا، جب کچھ وقت گذرا اور بدن میں قوت آئی تو بکری غائب اور کدو کا درخت خشک ہوگیا، سایہ بھی ختم اور کھانے کا سامان بھی رخصت، اب یونس علیہ السلام رونے لگے کہ اب میں کیا کروں، بہت پریشان ہوئے تو اللہ کی طرف سے وحی آئی کہ اے یونس! ایک بکری کے چلے جانے سے اور کدو کے درخت کے خشک ہوجانے سے رورہے ہو، اور پوری امت کو تم چھوڑ آئے اس وقت رونا نہیں آیا، یہ تربیت خداوندی تھی، نبی کی تربیت بھی سخت ہاتھوں سے ہوتی ہے، معمولی نہیں ہے، جب سخت ہاتھوں سے تربیت ہوتی ہے تو وہی چمکتا بھی ہے، وہی بڑھتا بھی ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا عبدالقدوس گنگوہیؒ فرماتے تھے کہ ہماری تربیت سخت ہاتھوں سے ہوئی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے اگر ویسے تمہاری تربیت کروں تو تم لوگ بھاگ نکلو۔

حضرت مصلح الامت کا آخری ملفوظ

حج کے آخری سفر میں مجھ سے بارہ بجے رات میں فرمایا کہ دیکھو جن لوگوں کی تربیت میں مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے کسی درجہ میں رعایت فرمائی ان کے علم کی وجہ سے یا ان کے مال کی وجہ سے تو ان کی تربیت نہیں ہوئی، بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ مصلحت یہ ہوتی ہے کہ فی الحال اس کی رعایت کی جائے جس سے وہ مانوس ہوگا تو اصلاح ہوجائیگی مگر نتیجہ اس کے برعکس نکلتا ہے اور وہ صاحب علم یا مالدار اپنی اصلاح ہی سے غافل ولاپروا ہوجاتا ہے۔ اور فرمایا کہ ہم لوگ تو ہر وقت ڈانٹ ڈپٹ سنا کرتے تھے تو دیکھو کچھ نہ کچھ اصلاح ہوگئی ہے نا، دیکھئے! اپنے وقت کا مصلح الامت یہ کہہ رہا ہے جس کی تربیت پر حضرت مولانا تھانویؒ کو ناز تھا، چند لوگ ایسے تھے جن کی تعلیم وتربیت پر حضرت تھانویؒ کو کامل اطمینان تھا، ان میں سے حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ بھی تھے، بلکہ اپنے آخری دور میں حضرت مولانا تھانویؒ نے اپنی طرف رجوع ہونے والوں کیلئے چند خلفاء کی ایک فہرست شائع کردی تھی کہ ان میں سے جس سے مناسبت ہو خط وکتابت کرو اور اصلاحی تعلق قائم کرو، اس فہرست میں حضرت مصلح الامت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ کا نام بھی تھا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حکیم الامت کی حکیمانہ تربیت

میرے دوستو! حضرت حکیم الامتؒ کی تربیت کا کیا حال تھا کہ حضرت مصلح الامتؒ عشاء کی نماز کے بعد سورۂ یٰسین شریف کی تلاوت کرنے لگے اور آواز ذرا بلند ہوگئی، حکیم الامت جیسے مربی کے کانوں میں آواز آگئی تو مواخذہ فرمایا کہ کیوں بالجہر تلاوت کیا، جب کہ خانقاہ کا اصول ہے کہ زور سے تلاوت نہ کی جائے۔

اسی طرح ایک مرتبہ ہمارے اطراف کے ایک رئیس صاحب تھانہ بھون آئے تھے، حضرت حکیم الامتؒ سے ملاقات کی حضرت حکیم الامتؒ نے بعد نماز مغرب ساتھ میں کھانے کا امر فرمایا، مگر وہ صاحب تھانہ بھون کے کسی رئیس کے ساتھ بعد نماز مغرب چلے گئے، ان کے ساتھ خواجہ عزیز الحسن صاحب غوریؒ اور حضرت مصلح الامت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ بھی چلے گئے، اسلئے مغرب کے بعد کھانے کیلئے وہ لوگ پہنچ نہ سکے، تلاش شروع ہوگئی کہ وہ رئیس صاحب کہاں گئے، خواجہ صاحب کہاں گئے، مولوی وصی اللہ کہاں گئے؟ معلوم ہوا کہ فلاں رئیس کے پاس گئے ہیں، جب آئے تو کہا کہ آپ سے ایک معاہدہ اور وعدہ تھا آپ کہاں چلے گئے تھے، انہوں نے کہا کہ بھول گئے تھے، حضرت نے دونوں کو چھوڑ دیا کچھ نہیں کہا لیکن حضرت مصلح الامت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مولانا وصی اللہ صاحبؒ سے سخت باز پرس کی اور مؤاخذہ کیا، یہ صاحب رئیس ہی ہیں، خواجہ صاحب بھی سرکاری افسر ہیں یہ لوگ گئے تو گئے تم تو مولوی ہو تم کیوں گئے؟ اس طرح سخت گرفت بلکہ عتاب فرمایا، یقیناً......ع

در مذبح عشق جز نیکوں را نہ کشم

عشق کے مذبح میں فربہ ہی لوگوں کی قربانی کی جاتی ہے، مریل لوگوں کی نہیں ہوتی، جسمانی مریضوں کو بھی تیز دوائیں انہیں کو دی جاتی ہیں جو برداشت کرسکیں، ابھی ایک صاحب کہہ رہے تھے کہ کینسر کا ایک انجکشن ہوتا ہے لیکن وہ انہی مریض کو دیا جاتا ہے جن کو اس کی برداشت ہوتی ہے، اس بنا پر میرے دوستو بزرگو! یہ اللہ کا طریق ہے اس کیلئے تھوڑا سا برداشت کرنا پڑے گا ؎

اندریں راہ می خراش و می تراش

تا دم آخر دمے فارغ مباش

اس راہ میں تو تراش اور خراش لگا ہی رہے گا، اس لئے اخیر دم تک فارغ ہو کر بیٹھے نہ رہنا چاہئے، اللہ جانے کب شیطان ہلاک کردے کچھ کہا نہیں جاسکتا، شیخ سعدیؒ نے فرمایا کہ اس راستے میں پشتے کے پشتے ہالکین کے موجود ہیں بہت کم لوگ نجات پاتے ہیں، کسی کو مال روک دیتا ہے تو کسی کو علم روک دیتا ہے تو کسی کو عبادت روک دیتی ہے، اور لکھا ہے کہ بعض لوگوں کو کرامت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

روک دیتی ہے، کرامت کی دلہن میں ایسا مشغول ہوتے ہیں کہ اللہ سے غافل ہوجاتے ہیں، تو جس طرح مال اللہ سے مانع ہوتا ہے اسی طرح کرامات کی دلہن بھی اللہ سے مانع ہوتی ہے، وہ بھی غیر اللہ ہے، اللہ تعالیٰ ہم کو سمجھ عطا فرمائے۔ یہ چند باتیں ذہن میں آگئیں لہٰذا عرض کردیا، مضمون دقیق ہے لیکن ضروری بھی ہے اس لئے عرض کردیا، اللہ تعالیٰ مجھے بھی اس پر عمل کی توفیق دے اور آپ حضرات کو بھی۔

تربیت کا سلسلہ کسی کی زندگی پر موقوف نہیں

بہر حال اللہ تعالیٰ کی طرف سے تربیت ہمیشہ ہوتی رہتی ہے، جیسے پہلے تھی ویسے ہی اب بھی ہے، یہ اللہ کی سنت ہے جو جاری رہے گی، اب نبوت کا سلسلہ ختم ہوچکا ہے، ان کی نیابت میں علماء کرام کی ذمہ داری ہے کہ اس کام کو کرتے رہیں، اللہ تعالیٰ جس کو مقتدیٰ بنانا چاہتا ہے اس کی تربیت بھی کڑے ہاتھوں کرتا ہے، اور یہ سلسلہ برابر چلتا رہے گا، کسی کے دنیا سے چلے جانے سے موقوف نہیں ہوتا، حضرت خواجہ محمد معصوم صاحبؒ کے ایک پیر بھائی تھے، جو مجدد الف ثانی صاحبؒ کے خلیفہ بھی تھے، جب مجدد صاحبؒ کا انتقال ہوگیا تو انہوں نے بہت زیادہ پریشانی کا اظہار کیا کہ مجدد صاحبؒ رحلت فرما گئے اب ہمارا کیا ہوگا، خواجہ محمد معصوم صاحب حضرت مجدد صاحبؒ کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صاحبزادے ہی تھے اور بڑے مقام پر فائز تھے، مجدد صاحبؒ کے تجدیدی کاموں کی تکمیل کرنے والے بھی آپ ہی ہیں، اتنا بڑا حلقہ تھا کہ آپ کے خلفاء کی تعداد سات ہزار تک پہنچتی ہے، مریدین تو لاکھوں تھے۔

ابھی اگر کسی کے خلفاء کی تعداد سو تک پہنچتی ہے تو لوگ اعتراض کرنے لگتے ہیں کہ سبھی کو خلافت دے دیا، میں کہتا ہوں بھائی جس کے یہاں جتنے زیادہ آدمی رہیں گے اسکے خلیفہ بھی زیادہ ہوں گے، اور خاص طور سے جس کی طرف علماء زیادہ رجوع ہوں گے تو ظاہر ہے اس کے مجازین وخلفاء زیادہ ہوں گے، حضرت مولانا تھانویؒ سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ کے یہاں علماء کو جلد خلافت مل جاتی ہے، تو فرمایا ارے بھائی! وہ تو بنے بنائے آتے ہیں بس ذرا سی محنت کے بعد وہ اجازت وخلافت کے لائق ہوجاتے ہیں، اسلئے طلبہ کو زمانہ طالب علمی ہی سے اصلاح کی فکر رکھنی چاہئے تاکہ فراغت کے بعد بہت کچھ اصلاح ہوچکی ہو جس کی وجہ سے اصلاح وتربیت کی تکمیل میں مشائخ کو آسانی ہوتی ہے۔

بہرحال خواجہ محمد معصومؒ کے لاکھوں مرید تھے اس لئے اگر سات ہزار خلفاء تھے تو کوئی تعجب کی بات نہیں، ہندوستان کی بالکل کایا پلٹ دی تھی، حضرت مجدد صاحبؒ نے جہانگیر وشاہ جہاں کو متاثر کیا، اس کے بعد خواجہ معصومؒ نے اورنگ زیب کی تربیت کی اور انہیں کیا سے کیا کردیا، چنانچہ فتاویٰ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عالمگیری انہوں نے ہی لکھوایا، کس قدر صاحب نسبت ہوئے کہ اپنے دادا اکبر کے متعلق فرماتے تھے کہ" جد ما اکبر اکفر بود" ہمارے دادا اکبر کافر تو کیا اکفر تھے، دیکھئے! اسی خاندان سے کتنا بڑا صاحب نسبت آدمی پیدا ہوا، ان کو خواجہ محمد معصومؒ کے ذریعہ کیا کیا باطنی مقامات حاصل ہوئے۔

ذلك فضل الله يوتيه من يشاء

ہاں! میں یہ کہہ رہا تھا کہ خواجہ محمد معصوم صاحب کے پیر بھائی نے حضرت مجدد صاحبؒ کے انتقال کے بعد بہت پریشانی کا اظہار کیا کہ اب ہماری تربیت کا کیا نظم ہوگا، خواجہ محمد معصوم صاحبؒ نے کیا عمدہ جواب دیا کہ مربی حقیقی اللہ ہے وہ تو زندہ ہے، دراصل وہی تربیت کرتا ہے، ما و شما را بہانہ ساختہ اند، ہمیں اور تمہیں تو بہانہ بنایا ہے، اصل مربی تو اللہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ظاہری و باطنی ہر لحاظ سے رب العالمین ہے

ظاہری تربیت بھی وہی کرتا ہے اور باطنی تربیت بھی وہی کرتا ہے، ظاہری تربیت کیلئے کھانا پینا اور کپڑے کا انتظام وہی کرتا ہے، اسی طرح باطنی تربیت کیلئے تواضع، توکل، نسبت، محبت وہی پیدا کرتا ہے، کوئی دوسرا نہیں کرسکتا، اور دوسرا پیدا کرسکتا تو پھر ہر شیخ کی اولاد پیر در پیر ہوجاتی، اور سبھی اولاد کی تربیت ہوجاتی اور سبھی صاحب نسبت ہوجاتے اور سبھی کو خلافت مل

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جاتی مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے اختیار میں رکھا ہے یہ تکوینی چیز ہے، شیخ کی اولاد کیلئے بھی وہی ضروری ہے جو سب کیلئے ضروری ہے، ہر باپ چاہتا ہے کہ ہمارا لڑکا صاحب نسبت ہو جائے، ہماری دولت کو حاصل کر لے، لیکن اگر وہ رخ نہ کرے اور حصول کی کوشش نہ کرے تو کچھ نہیں ملتا، محروم کا محروم ہی رہ جاتا ہے۔

تو جب ظاہری حالات میں اور ظاہری امور میں یہ بات ہے تو باطنی امور میں کیا یہ بات نہیں ہوگی، میرے دوستو! اللہ تعالیٰ نے یہ سب نظام قائم کر رکھا ہے، جس طرح ظاہری نظام ہے باطنی نظام بھی ہے، ظاہری نظام میں تو وسائط کی وجہ سے خرابی بھی آسکتی ہے لیکن باطنی نظام میں کوئی خرابی نہیں آسکتی، اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت بڑی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا، ایسی رسالت کہ اب کسی کو رسالت دے کر مبعوث بنا کر بھیجنے کی ضرورت نہیں، سب نبیوں کی نبوت، رسولوں کی رسالت اس درجہ کی نہیں تھی کہ اس کے بعد رسالت کی ضرورت نہ پڑے، مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اتنی عظیم تھی کہ اس کے بعد رسالت کی ضرورت ہی نہیں، کتاب ایسی اللہ تعالیٰ نے دیا کہ اس کتاب کے بعد کسی کتاب کی ضرورت ہی نہیں، کتاب کامل، نبی کامل، رسول کامل، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ اب کسی نبی کی ضرورت ہے نہ کسی رسول کی ضرورت ہے اور نہ قرآن کریم کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بعد کسی کتاب کی ضرورت ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف فرمادیا:
"لا نبي بعدي" [مشکوۃ شریف ۴۶۵] میرے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا، چنانچہ
ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ساری امت کی تربیت کامل کیلئے پورا انتظام
کر کے چلے گئے ہیں اس لئے ہر شعبہ حیات کیلئے مکمل ہدایت وتعلیم موجود ہے
اب اگر ہم نہ سیکھیں اور نہ عمل کریں تو اپنا قصور ہے نہ دین کا۔

میرے دوستو بزرگو! بات بہت دور نکل گئی، شروع میں میں یہ کہہ رہا تھا
کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بہت سی جگہوں پر ایمان والوں کو خطاب
کر کے فرمایا ﴿ يَـٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ﴾ اور ان تمام مقامات کا احاطہ علامہ
ابوبکر جزائری نے اپنی کتاب "نداءات الرحمٰن" میں کیا ہے، اس خطاب
﴿يَـٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ﴾ میں کتنی حلاوت اور لذت ہے اس کو اللہ والے
خوب جانتے ہیں، ان کو اس خطاب سے خوب مزہ آتا ہے وہ لوگ اس خطاب
سے بالکل مست ہوجاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کتنے محبت کے کلمات سے ہم کو
خطاب فرمارہے ہیں.... ع

کہ بریں مژدہ گر جان فشانم رواست

یعنی اس خوشی خبری پر جان دیدی جائے تو روا ہے۔

صبر ایوبؑ اور جذب ایوب علیہ السلام

چنانچہ دیکھئے! حضرت ایوب علیہ السلام کی آزمائش کتنی زبردست ہوئی،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سارے بدن میں کیڑے پڑ گئے تھے، انہوں نے سب برداشت کیا، اس پر راضی رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان کو محفوظ رکھا تاکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرسکیں، حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ فرماتے تھے کہ دیکھئے! ان کا عجیب وغریب حال تھا، اتنی بڑی بیماری کو برداشت کرلیا، بالکل بے صبری کا اظہار نہ فرمایا، عبد کامل کیلئے جن صفات کی ضرورت تھیں وہ سب ان میں موجود تھیں لیکن ان کے صبر وتحمل کی خاص وجہ یہ تھی کہ روزانہ صبح کے وقت اللہ تعالیٰ ان سے فرماتا تھا کہ اے ایوب! تمہارا حال کیسا ہے؟ بس اللہ تعالیٰ کے اس خطاب کی وجہ سے دن بھر اسی میں مست رہتے تھے، شام کے وقت پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے خطاب ہوتا تھا کہ اے ایوب! تمہارا مزاج کیسا ہے؟ بس پوری رات اسی میں مست و بے خود رہتے تھے، یہ ہیں باطنی چیزیں، اللہ تعالیٰ ہی تربیت فرماتا ہے، اللہ تعالیٰ اسکا انتظام فرماتا ہے، ایسی صورتیں پیدا فرماتا ہے کہ آدمی سنبھل جاتا ہے اور اس کو صبر وشکر آسان ہوجاتا ہے۔

وہ فوراً سنبھل گئے.....

میں نے ایک واقعہ آپ لوگوں کو سنایا تھا، اقوال سلف میں بھی لکھا ہے کہ ایک شخص خلوت اختیار کئے ہوئے تھے، خوب عبادت کرتے تھے، ذکر کرتے تھے، فاقہ پر فاقہ ہورہا تھا، تو کسی وقت ان کے دل میں یہ بات آگئی کہ میں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اتنے مجاہدے کررہا ہوں اتنی ریاضت کررہا ہوں اتنے دنوں سے فاقہ پرفاقہ چل رہا ہے، یہ وسوسہ دل میں آیا ہی تھا کہ ایک آواز آئی کہ میں اتنے دنوں سے ذکر وشغل کررہا ہوں تم سے زیادہ دنوں سے فاقہ پرفاقہ کررہا ہوں مگر میرے دل میں تو کوئی ایسی بات نہیں آئی اور تمہارے دل میں چند دنوں میں ہی یہ بات آگئی، وہ فوراً سنبھل گئے اور اپنے اس خیال سے توبہ کیا، یہ بھی اللہ کی تربیت تھی جس نے ان کو بہت بڑے مغالطہ سے بچالیا۔

بہرحال میرے دوستو! یہ ماہ مبارک ہے اور روزے کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ہمیں متقی بنانا چاہتا ہے، متقی آدمی ہی اللہ کا قرب وقبول حاصل کرسکتا ہے، متقی بننے کیلئے روزہ رکھنے کی ضرورت ہے، ولایت و بزرگی کیلئے تقویٰ ضروری ہے اور حصول تقویٰ کیلئے روزہ ضروری ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ روزہ رکھو، اس سے فرشتوں کے ساتھ ایک گونہ مناسبت پیدا ہوجاتی ہے، فرشتے نہ کھاتے ہیں اور نہ پیتے ہیں اور نہ انہیں بیوی سے سروکار، ایسی صورت میں فرشتوں سے مشابہت پیدا ہوگی، اور اس روزہ کی وجہ سے تمہارے چہروں پر جو زردی اور خشکی آئیگی، ہونٹ خشک ہوجائیں گے، جو ایک قسم کی بدبو آئیگی وہ سب اللہ تعالیٰ کو اور فرشتوں اور حوروں کو پسند ہیں، کیونکہ عشاق کے اندر یہی چیزیں ہوتی ہیں جن سے محبوب ومعشوق خوش ہوتا ہے کہ دیکھو میرا عاشق دوڑ رہا ہے، کعبہ کا چکر لگا رہا ہے، کپڑے کا بھی اس کو خیال نہیں، ناتمام کپڑے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پہنے ہوئے ہے، کھانے کا بھی اس کو دھیان نہیں، جیسا کہ جب باپ دیکھتا ہے کہ ہمارا بیٹا ہمارے لئے بیتاب ہے، پریشان ہے اپنی کسی چیز کی اس کو فکر نہیں کسی چیز کی اس کو پرواہ نہیں، نہ اس کو پرواہ ہے سردی کی اور نہ گرمی کی، جہاں بلایا دوڑ کر چلا آیا، باپ اس سے بیحد خوش ہوتا ہے، اسی طرح شیخ بھی اپنے ایسے مرید سے خوش ہوتا ہے، استاد بھی اپنے ایسے شاگرد سے خوش ہوتا ہے، یہ روزہ اسلئے ہے تا کہ عشق کا ظاہری طور سے اظہار ہو، اللہ تعالیٰ کو یہ چیز بہت پسند ہے، اس کی ہر ادا سے خوش ہوتا ہے اس کی ہر صفت سے خوش ہوتا ہے، اس کی صورت کے اعتبار سے بھی اس کی سیرت کے اعتبار سے بھی، گویا فرشتوں سے اسکی خاص مشابہت ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک روزہ دار کے منہ کی بو مشک سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسکی توفیق دے بہر حال یہ روزہ معمولی چیز نہیں ہے اس بنا پر روزہ کے متعلق بیان ہوتا ہی رہیگا انشاء اللہ العزیز۔

روزے میں بولنے میں بھی احتیاط ہونا چاہئے، لایعنی باتوں سے بچنا چاہئے، کیونکہ ہر قسم کے لوگ ہیں، جیسے یہاں خانقاہ میں ہر قسم کے لوگ جمع ہو گئے ہیں، اس میں بہت سی باتیں ہو سکتی ہیں، مسجد میں ہو سکتی ہیں، روزے کی حالت میں ہو سکتی ہیں، تو آدمی بچنے کا اہتمام کریگا تب ہی بچ سکتا ہے ورنہ نہیں، اس وجہ سے ضروری ہے کہ لایعنی باتوں کو ترک کر دیں حدیث شریف

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں ہے:"عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال من حسن اسلام المرء تر که ما لایعنیه "[ترمذی ۵۸/۲] آدمی کے حسن اسلام کی یہ بات ہے کہ لایعنی باتوں کوترک کردے۔

کتنے ڈرنے کی بات ہے!

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی غزوہ میں ایک نوجوان شہید ہوگیا، لڑائی سے فراغت کے بعد شہیدوں کی نعشوں میں اس کی نعش بھی ملی اور دیکھا گیا کہ اس کے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا تھا، تھوڑی دیر بعد اس کی ماں آئی اور فاقہ کی حالت میں اللہ کے نام پر جان دینے والے شہید بیٹے کے پاس بیٹھ کراس کے منہ سے مٹی پونچھی اور کہا کہ بیٹا تجھ کو جنت مبارک ہو یہ سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا خبر ہے، ممکن ہے کہ بے فائدہ کلام کرنے کا عادی ہو۔ (مسند ابی یعلیٰ)

کتنے ڈرنے کی بات ہے، سب ہی کو ڈرنے کی بات ہے، یہ نہیں ہے کہ کچھ لوگوں کے بارے میں ہم سمجھ لیں کہ ان کو اصلاح کی ضرورت ہے اور ہم کو کوئی ضرورت نہیں، میں تو بہت بیان کرتا ہوں کہ یہ نہ سمجھو کہ اسٹیج پر بیٹھے ہوئے ہو اور تم کو اصلاح کی ضرورت نہیں، میں کہتا ہوں کہ مجھے بھی اصلاح کی ضرورت ہے، پس اے مولوی صاحبان! کوئی کسی کی کھیتی ایک بالشت دبالے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس کو ناجائز اور گناہ سمجھتے ہیں اور اگر کوئی کسی کی کتاب دبالے تو کیا یہ گناہ نہیں ہے؟ کوئی کسی کی تیار شدہ کتاب چپکے سے چھپوالے تو کیا یہ چوری نہیں ہے؟ کیا یہ ناجائز نہیں ہے؟ بہت سے تو اتنے جری ہوتے ہیں کہ دوسرے کی تصنیف اپنی طرف منسوب کر کے چھپواتے ہیں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

چنانچہ ایک مولوی صاحب ہی جماعت اسلامی کی کتابیں خفیہ طور سے چھپا کر فروخت کر رہے تھے، جماعت اسلامی کے لوگوں کو معلوم ہوا تو سخت نکیر کی، العیاذ باللہ، کتنی بدنامی کی بات ہے۔

بزرگو دوستو! یہی سب چیزیں ایسی ہیں جو ہم کو بدنام کرنیوالی ہیں، ہم لوگ اسلام کو بدنام کرنے والے بن رہے ہیں، خواص وعوام سبھی لوگ اسلام کو بدنام کر رہے ہیں، کیسے اسلام تم کو پھل دیگا، قرآن کیسے فیض دیگا، ایک آدمی تھے وہ قرآن پڑھ رہے تھے، ایک آدمی نے ان سے کہا ارے کیا قرآن پڑھ رہے ہو بہت سے قرآن پڑھنے والوں پر قرآن لعنت کرتا ہے، کہا کیسے؟ کہا تم سود لیتے ہو اور سود والوں پر لعنت ہے، وہ خفا ہو گیا اور اس کو سزا دینے کا حکم دیدیا، صحیح بات کہنا ہی اس زمانہ میں سب سے بڑا جرم ہے۔

محبت خداوندی کے بغیر لوگ کیسے زندہ ہیں!

میرے دوستو بزرگو! ہم سب کو اپنی اصلاح کی ضرورت ہے، ہم کو اپنے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حالات میں غور کرنا چاہئے، جو جہاں پر ہے اس سے ترقی کرنا چاہئے، جس حال پر ہم سولہ سال کی عمر میں رہیں اسی حال پر ہم ساٹھ سال کی عمر میں رہیں، کیا یہ افسوس کی بات نہیں ہے؟ باطنی ترقی ہونی چاہئے، ظاہری سے زیادہ باطنی ترقی کی ضرورت ہے، اللہ کا قرب وقبول یہ بہت بڑی نعمت ہے، حضرت خواجہ معصومؒ فرماتے ہیں مجھے تعجب ہے ان لوگوں پر جن کے دلوں میں اللہ کی محبت نہیں ہے وہ کیسے زندہ ہیں، جہاں رہ رہے ہو جس کا کھا پی رہے ہو اسی سے محبت نہیں۔ افسوس کی بات ہے۔

میرے دوستو! ایک شخص لندن میں تھے وہ بہت زیادہ حکومت کے خلاف تحریک چلاتے تھے، حکومت کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو وہاں کے وزیر نے انہیں بلایا اور کہا کہ بتلاؤ تم کھانا کہاں سے کھاتے ہو؟ تو آپ لوگوں کو تو معلوم ہی ہے کہ حکومت کی طرف سے وہاں عامۃً لوگوں کو وظیفہ ملتا ہے اور اسی پر ان کی معاش کا دارومدار ہوتا ہے، انہوں نے جواب دیا کہ ہم کو حکومت کی طرف سے وظیفہ ملتا ہے جس سے ہمارا کام چلتا ہے، تو اس وزیر نے کہا کہ جس کا کھا رہے ہو اسی کو گالی دے رہے ہو؟ تم کو شرم معلوم نہیں ہو رہی ہے؟

حب عقلی فرض عین ہے

اسی طریقہ سے میرے دوستو! ہم اللہ کا کھا رہے ہیں، اور اسی کی نافرمانی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

گزر رہے ہیں، سب سے پہلے غالباً ۱۹۷۸ء میں میرا گجرات میں مولانا یونس صاحب کی دعوت پر کڑی ضلع مہسانہ آنا ہوا تھا وہیں سے مولانا کی معیت میں پٹن، ویس نگر اور احمد آباد گیا تھا، تو احمد آباد کے کتب خانہ میں مجھے ایک حدیث ملی[1] کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ تم کو کھانا کھلاتا ہے۔ کتنی بڑی بات ہے، ہم لوگوں کے ذہن میں بھی کبھی نہیں آسکتی یہ بات کہ اللہ تعالیٰ کھانا کھلاتا ہے اس بنا پر ہم محبت کریں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ مجھ سے بھی محبت کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرتا ہے، یہ نہیں فرمایا کہ میں قیامت میں تمہاری شفاعت کروں گا یا میں نے معراج میں تم کو یاد کیا تھا اس لئے تم مجھ سے محبت کرو، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بھی کوئی احسان کی بات بیان کر سکتے تھے لیکن آپ کے تواضع، عبدیت، بندگی کی بات ہے کہ آپ نے اپنے کسی بھی احسان کا تذکرہ نہیں فرمایا بلکہ اللہ کے احسان کو بتلایا، اسی کو حب عقلی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے احسان کو سوچ کر اللہ تعالیٰ سے محبت کی جائے، گویا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر حب طبعی حاصل نہیں ہے تو حب عقلی

---

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم احبوا الله لما يغذوكم به من النعم و احبونى بحب الله تعالىٰ ۔ (ترمذی)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس طرح ضرور حاصل کرو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ سے حب عقلی ہر شخص پر فرض عین ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے انعامات کو سوچ کر اللہ کی محبت قلب میں پیدا کرنا حب عقلی ہے، حب طبعی اپنے اختیار میں نہیں ہے لیکن جب آدمی مجاہدات ریاضات کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ حب طبعی سے بھی اس کو نواز دیتے ہیں، چنانچہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا ہر فرد حب طبعی سے بھی مشرف تھا، اور آج بھی ہمارے بزرگان دین بہت سے ایسے ہیں جو حب طبعی سے مشرف ہیں، اللہ کی محبت میں سرشار ہیں، اللہ کی محبت میں جو کچھ اللہ کی طرف سے آتا ہے سب گوارا کر لیتے ہیں، مگر اس کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔

محبت خود سکھا دیتی ہے آداب محبت کو

ذرا آہستہ آہستہ اِدھر رجحان پیدا کر

میرے دوستو بزرگو! دعا کرو اللہ تعالیٰ ہم سب لوگوں کو دین کی فہم عطا فرمائے، طریق کی فہم عطا فرمائے، اس پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے، اور رمضان کے قدر کی توفیق مرحمت فرمائے اور جو چیزیں رمضان کے منافی ہیں ان سے بچنے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین

و آخر دعوانا أن الحمد للّٰہ رب العالمین ،

دعا کیجئے:

الحمدللہ رب العالمین ، والصلاۃ و السلام علیٰ سید

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الاولین والآخرین وعلیٰ آله واصحابه اجمعین ،

ربنا لاتزغ قلوبنا بعد إذ هدیتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك أنت الوهاب ،اللهم الف بین قلوبنا واصلح ذات بیننا ، واهدنا سبل السلام ونجنا من الظلمات الی النور و جنبنا الفواحش ماظهر منها و مابطن ، اللهم بارك لنا فی اسماعنا و ابصارنا وقلوبنا و ازواجنا و ذریاتنا و تب علینا انك انت التواب الرحیم .اللهم اٰت نفسی تقوٰها و زکّها انت خیر من زکّٰها ، انت ولیّها و مولاها ،

یا اللہ! ان فرائض کے حقوق کی ادائیگی کی توفیق مرحمت فرما، یا اللہ! نماز روزہ، زکوٰۃ، حج سب کو سنت کے مطابق ادائیگی کی توفیق مرحمت فرما، یا اللہ! ان عبادتوں میں خشوع پیدا فرما، خلوص پیدا فرما، صدق نیت کے ساتھ ادائیگی کی توفیق مرحمت فرما، یا اللہ! ہمارے جوارح کو اعمال صالحہ سے اور قلوب کو اخلاق حسنہ سے متصف فرما، یا اللہ! عوام اور خواص سب ہی کو اصلاح کی توفیق مرحمت فرما۔ آمین

ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم وتب علینا انك انت التواب الرحیم ، سبحان ربك رب العزة عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمدلله رب العالمین .

☆☆☆☆☆

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

خون دل پینے کو اور لخت جگر کھانے کو
یہ غذا ملتی ہے جاناں ترے دیوانے کو

باادب بانصیب

جو بھی اس راہ میں کامیاب ہوا ہے وہ ادب ہی سے کامیاب ہوا ہے، جتنا ادب ہوگا اتنا ہی طریق اس پر کھلے گا۔

۶؍رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ مسجد دارالعلوم کنتھاریہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

خلاصۂ وعظ

جو بھی اس راہ میں کامیاب ہوا ہے وہ ادب ہی سے کامیاب ہوا ہے، جتنا ادب ہوگا اتنا ہی طریق اس پر کھلے گا۔

حضرت امام مالکؒ مدینہ منورہ میں کہیں جا رہے تھے، کسی نے درخواست کی کہ حدیث سنا دیجئے، تو فرمایا کہ اس کو درّے لگاؤ، اس بے ادب کو اتنا نہیں معلوم کہ راستہ چلتے کسی سے حدیث سننے کی درخواست نہیں کرنا چاہئے، یہ آداب ہیں حدیث سننے سنانے کے مگر اس قسم کے آداب اب ختم ہوتے جا رہے ہیں۔

مقولہ بہت مشہور ہے:

باادب بانصیب، بے ادب بے نصیب

یقیناً بے ادبی حرمان نصیبی کا باعث بنتی ہے، جیسا کہ یہ مصرع مشہور ہے:

بے ادب محروم گشت از فضل رب

اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں باادب بنائیں اور بے ادبی سے محفوظ رکھیں۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

أَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نُؤْمِنُ بِہٖ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ ، وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ أَعْمَالِنَا ، مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِيَ لہٗ، وَ نَشْھَدُ أَنْ لَّآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَشَرِیْكَ لَہٗ ، وَ نَشْھَدُ أَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ ، صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ وَاَ صَحَابِہٖ وَ اَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّاتِہٖ وَ سَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا،

أَمَّابَعْدُ!

عَنْ عُقْبَۃَ ابْنِ عَامِرٍ قَالَ لَقِیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ مَا النَّجَاۃُ فَقَالَ: " أَمْلِکْ عَلَیْکَ لِسَانَکَ وَلْیَسَعَکَ بَیْتُکَ وَ ابْکِ عَلیٰ خَطِیْئَتِکَ"۔ [مشکوۃ شریف:۴۱۳]

دوستو بزرگو اور عزیزو! میں کچھ اور مضمون بیان کرنے والا تھا مگر لوگوں کی مسلسل آمد ورفت کی وجہ سے چند منٹ بھی مجھ کو فرصت نہ ملی کہ اس کے متعلق

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کچھ دیکھ پاتا، یوں تو عموماً الحمدللہ دیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں پڑتی، لیکن جہاں کوئی آیت آجاتی ہے تو اب یہ کوئی بہادری نہیں ہے کہ اپنے انداز سے ترجمہ کردیا جائے بلکہ ہم تو برابر کہتے ہیں کہ آیت کا ترجمہ اندازے سے نہیں کرنا چاہئے اسلئے کہ بعض دفعہ شدید غلطی ہوجاتی ہے، پس احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ ترجمہ دیکھ کر ہی کرنا چاہئے، یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے بلکہ بہت بڑی ذمہ داری کی بات ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کو صحیح طریقہ سے پہنچانے اور اس کی صحیح ترجمانی کی توفیق مرحمت فرمائے، صرف دین کا پہنچانا ضروری نہیں ہے بلکہ صحیح دین پر چلنا بھی ضروری ہے، اس بنا پر اس میں بہت محتاط ہونا چاہئے۔

ہمارے حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب محدث اعظمی رحمۃ اللہ علیہ اصلاح المسلمین الٰہ آباد کے جلسہ میں بلائے جاتے تھے، الٰہ آباد میں بہت مشہور جلسہ ہوتا چلا آرہا ہے، حضرت مولانا عبدالشکور صاحب رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے قائم کیا تھا، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب محدث اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کو ہم لوگوں نے بیان کی دعوت دی، تو انہوں نے فرمایا کہ بھائی دیکھو! حدیث کو سند کے ساتھ بیان کیا کرو، الفاظ اس کے بیان کیا کرو، اگر ایسا نہیں کروگے تو حدیث میں خلط ملط ہوجائیگا، علماء کو اس کی بہت تاکید فرمایا کہ کم سے کم صحابی کا نام تو ضرور لینا چاہئے، بہرحال اس کی بڑی تاکید فرمائی۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

روایت حدیث میں احتیاط کی ضرورت ہے

آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ ایک حدیث کی روایت کر کے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا، یا ایسے فرمایا، اس وقت ان پر ایک عجیب وغریب حال طاری ہو گیا، گردن جھکا لیا، آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور گردن کی رگیں پھول گئیں۔

[ابن ماجہ باب التوقی فی الحدیث]

دوستو! احتیاط کی بات یہی ہے کہ قرآن وحدیث کی باتیں یقین کے ساتھ، سمجھ بوجھ کر بیان کرنا چاہئے تاکہ کوئی غلطی نہ ہونے پائے، آج ہم نے یہاں کوئی غلطی کر دی تو یہی چیز آگے چلے گی اور چلتی رہے گی۔ العیاذ باللہ

اسلئے میرے دوستو وعزیزو! علماء کرام کو بہت احتیاط کی ضرورت ہے، اسلئے لازم ہے کہ وہ صحیح علم دین پہنچائیں، چنانچہ اس سلسلہ میں ہمارے بزرگوں نے بہت احتیاط برتی ہے۔

غالباً زہری کا واقعہ ہے ترمذی کی شرح میں ہے کہ راوی کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے ہر ہر ستون کے پاس محدثین بیٹھے ہوتے تھے، لیکن راوی کو ایک مسئلہ دریافت کرنا تھا انہوں نے کسی محدث سے دریافت نہیں کیا، جب زہری تشریف فرما ہوئے تو تب ان سے دریافت کیا، کیونکہ ان

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کی بات کا اعتماد تھا، چونکہ بہت دیانتدار تھے، لیکن ان سے حدیث روایت نہیں کی، جو پوچھنا تھا وہ پوچھا اور دعا کرائی لیکن حدیث روایت نہیں کی، اسلئے تتبع کی ضرورت ہے، ضبط کی ضرورت ہے، حفظ کی ضرورت ہے، تب آدمی کام کرتا ہے، علم دین بہت بڑی نعمت اور بنیادی چیز ہے۔

علماء کرام کو بہت محتاط ہونا چاہئے

میں نے کسی وقت کہا تھا کہ علم میں جب غلطی ہوگی تو عمل میں غلطی ہونا کوئی مشکل نہیں بلکہ لامحالہ ہوگی، اس بنا پر میرے دوستو! بہت احتیاط کی ضرورت ہے، ترجمہ میں بھی بڑی احتیاط کی ضرورت ہے، ترجمہ میں بڑے بڑے لوگ غلطیاں کرجاتے ہیں، جیسا کہ ایک بڑے عالم نے عمات کا ترجمہ چچی سے فرمایا ہے جبکہ اس کا ترجمہ پھوپھیاں ہے، اسلئے علماء کرام کو بہت محتاط ہونا چاہئے، کوئی بات ایسی نہ کرے جو علمی غلطی ہو، ورنہ سلسلہ در سلسلہ چلتی رہے گی۔

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے

اس بنا پر ہمارے ایک بہت بڑے بزرگ بار بار اپنے مریدین اور شاگردوں سے فرماتے ہیں کہ دیکھو میں انسان ہوں، میں بھی غلطی کرسکتا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہوں، اگر کوئی بات میں ایسی کہوں جو ازروئے شرع جائز نہ ہو، تو کبھی اس پر عمل نہ کرنا بلکہ اس پر مجھے مطلع کرنا، اس لئے کہ جو بھی ہم نے کہہ دیا وہ پتھر کی لکیر نہیں ہے کہ صحیح ہی ہو بلکہ غلط بات ہوسکتی ہے۔ پس جو حضرات اللہ سے ڈرنے والے ہیں وہی ایسی بات کہہ سکتے ہیں۔

چنانچہ مصلح الامت حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ نے ایک مرتبہ مجھ کو بلا کر فرمایا کہ دیکھو جو بات میری طرف منسوب ہو وہ ازروئے شرع قابل اعتراض نہ ہونا چاہئے اور ایسی کوئی بات رسالہ ''معرفت حق'' میں طبع نہ ہونی چاہئے، لہٰذا کوئی بھی مضمون تمہارے دیکھے بغیر طبع نہ ہونا چاہئے۔ جب قلب میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہوگا تبھی آدمی ایسی بات کہہ سکتا ہے، ورنہ تو مسئلہ بھی غلط بتا دیتا ہے، اور اس سے ڈرتا بھی نہیں کہ انجام کیا ہوگا۔

راہ چلتے مسئلہ نہیں بتانا چاہئے

ایک مرتبہ میں چہل قدمی کیلئے نکلا تھا، تو اسکوٹر سے ایک شخص آئے اور کہا کہ مولانا فلاں آدمی کہہ رہا تھا کہ تدفین کے وقت '' منها خلقناكم وفيها نعيدكم ومنها نخرجكم تارة اخرىٰ '' نہیں پڑھنا چاہئے، تو کیا مسئلہ ہے؟ میں نے کہا کہ بھائی اکابر تو پڑھتے آئے ہیں، کہتے بھی ہیں لیکن جب کچھ لوگ ایسا کہہ رہے ہیں تو ہم لوگ اس کی تحقیق کرلیں گے تو بتلائیں گے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں نے ان سے یہ جواب سڑک ہی پر دیدیا، اس نے جا کر لوگوں سے کہا کہ مولانا سے ایک مسئلہ پوچھا مگر وہ اس کا جواب نہ دے سکے۔ جب یہ بات ہمارے منتسبین کو ناگوار گذری تو میں نے کہا کہ دراصل غلطی تو میری اپنی ہی تھی کہ ان کا جواب میں نے دیا ورنہ تو مجھے یہ چاہئے تھا کہ جب وہ اسکوٹر سے اترے مسئلہ پوچھا تو اسی وقت ڈانٹ دینا چاہئے تھا کہ تم کیسے نالائق ہو کہ سڑک پر کھڑے کھڑے مسئلہ پوچھتے ہو، تو اسی وقت ان کا دماغ صحیح ہوگیا ہوتا۔

بے ادب کو درّے لگائے گئے

چنانچہ حضرت امام مالکؒ مدینہ منورہ میں کہیں جارہے تھے، کسی نے درخواست کی کہ حدیث سنادیجئے، تو فرمایا کہ اس کو درّے لگاؤ، اس بے ادب کو اتنا نہیں معلوم کہ راستہ چلتے کسی سے حدیث سننے کی درخواست نہیں کرنا چاہئے، یہ آداب ہیں حدیث سننے سنانے کے مگر اس قسم کے آداب اب ختم ہوتے جارہے ہیں، بخاری شریف میں شروع میں زیادہ تعلیم وتعلم کے آداب ہی لکھے ہوئے ہیں، آداب علماء، آداب علم، آداب مجلس، علماء کے سامنے جانے کے آداب، ان کے گھروں میں جانے کے آداب، اِذن واجازت کے آداب، میرے دوستو! ایسا نہیں ہے کہ بخاری شریف صرف مسند درس پر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بیٹھنے والوں اور سننے والوں کیلئے ہی ہے، نہیں، بلکہ سب کیلئے وہ قابل عمل ہے، جیسے قرآن کریم قابل عمل ہے ایسے ہی بخاری شریف بھی قابل عمل ہے، یہ نہیں کہ آپ صرف تین گھنٹے، پانچ گھنٹے تقریر کردیں اور پھر ختم بخاری پر کسی سے دعا کرالیں، نہیں، بلکہ انہوں نے جو مسائل استنباط کئے ہیں اور احادیث سے جو آداب نکالے ہیں ان پر ہمیں عمل کرنا ہوگا اور لائحہ عمل بنانا ہوگا۔

میرے بزرگو اور دوستو! میں ان چیزوں کو اس لئے بیان کررہا ہوں تاکہ لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ علماء کرام کے پاس کیسے اور کب جانا چاہئے، مجھے بیان تو کچھ اور کرنا تھا ذہن میں کچھ خاکہ تھا بھی لیکن میں اس پر بیان نہیں کرسکا، کیونکہ موقع ہی نہیں ملا کہ کچھ دیکھ سکوں، چونکہ یہ میرا تیرہواں سال ہے، اور تیرہ سال سے مسلسل ہر رمضان میں پورا مہینہ بیانات کا سلسلہ رہتا ہے، لہٰذا بغیر دیکھے بیان کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے، تاہم جہاں قرآن کریم کی آیات کے ترجمہ کی بات ہوتی ہے تو اس میں بہت ہی احتیاط کرتا ہوں، اسلئے کہتا ہوں کہ بیان سے پہلے مجھے صرف پانچ دس منٹ خالی رہنے دیا کرو تاکہ اللہ سے معاملہ کی تجدید کرلینی چاہئے اور رابطہ درست کرلینا چاہئے اسلئے کہ ہم کو ان کی مخلوق میں جانا ہے، اللہ کی بات کہنی ہے، اس کی ہم کو ترجمانی کرنی ہے، تھوڑا سا وقت تو دے دو، تاکہ صحیح بات کہہ سکوں، ایسا لوگ نہیں کرتے، اب تو یہ حال ہے کہ ذرا سا کہہ دیں کہ اب نہیں ملیں گے تو ہم کو بداخلاق

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہہ دیں گے، یہ حالات ہیں عوام کے، ایسے کو کیا علم حاصل ہوگا اور کیا دین حاصل ہوگا، ہمارے بزرگان دین تو ان سب چیزوں کا بہت خیال رکھتے تھے۔

حضرت عروہ ابن زبیر کا واقعہ ہے کہ وہ جب اپنے استاذ کے یہاں جاتے تھے تو ان کے دروازے پر جا کر کھڑے ہو جاتے تھے، اور ان کے باہر نکلنے کا انتظار کرتے، جب وہ باہر تشریف لاتے تب کوئی بات پوچھتے، دروازہ بھی نہیں کھٹکھٹاتے، یہ تھے آداب جن کی بنا پر ان کو علم حاصل ہوا اور لوگوں کی نظر میں اللہ تعالیٰ نے انہیں عزت و محبت عطا فرمائی۔

ایک صاحب طالب بن کر ایک بزرگ کے یہاں گئے تو انہوں نے کہا کہ اچھا پھر آنا، تو اس نے کہا کہ حضرت اتنی مرتبہ آیا آپ ہر مرتبہ کہتے ہیں کہ پھر آنا، بزرگ نے کہا کہ نالائق تو طالب صادق نہیں معلوم ہوتا، ہم لوگ تو سالوں مشائخ کی خدمت میں جاتے رہے، کوئی منہ نہیں لگاتا تھا، اور تم اتنے ہی میں گھبرا گئے، تم کیا دین حاصل کرو گے۔

میرے دوستو بزرگو! دین اہم دولت ہے، جب اس کی عظمت ہوگی تب ہی یہ حاصل ہوگا، بغیر اس کے کچھ نہیں ملے گا، ابھی کل ہی سنایا گیا ہے کہ ایک آدمی کسی بزرگ کے پاس گیا جو نان بائی تھے تنور سے روٹی نکال رہے تھے تو اپنی ڈاڑھی پر رومال باندھ لیا تھا تو اس نے دیکھ کر کہا کہ اگر یہ بزرگ ہوتے تو بغیر رومال کے یہ کام کرتے اور ان کی ڈاڑھی نہ جلتی، اس کا انکشاف ان

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بزرگ کو ہوگیا تو فرمایا کہ جس شخص نے بھی کسی کو بنظر حقارت دیکھا تو وہ اس کے فیض سے محروم ہوجائیگا۔

صاحب رسالہ قشیریہ کتنے بڑے درجہ کے شخص تھے، متقدمین صوفیا میں ان کا شمار ہوتا ہے، مگر ان سے بھی ایک غلطی ہوگئی، تو علامہ شاطبی نے اس کا بھی رد کردیا، انہوں نے لکھا ہے کہ جب کوئی اس طریق میں آئے تو اپنے جیب کو مال سے خالی کرکے آئے کیونکہ یہ شاغل عن الطریق ہے، علامہ شاطبی لکھتے ہیں کہ معلوم نہیں انہوں نے کیسے یہ لکھ دیا، حالانکہ جس طرح مال کا جیب میں ہونا شاغل ہے اسی طرح جیب کا مال سے خالی ہونا اس سے زیادہ شاغل ہے، پھر علامہ شاطبی لکھتے ہیں کہ اتنے بڑے محقق نے جو بات لکھی ہے تو از خود نہیں لکھی بلکہ اپنے مشائخ کی زبان پر لکھی ہے، وہ اگر اپنی تحقیق سے لکھتے تو کبھی ایسا نہ لکھتے، اور پھر لکھا ہے کہ خود ان مشائخ کی یہ تحقیق ہے کہ اگر اپنے اکابر میں سے کوئی غلطی کرے تو اس کو رد کردینا چاہیے، تو میں انہی اکابر کے اصول پر علامہ قشیری کے بارے میں کہتا ہوں کہ انہوں نے اس باب میں غلطی کردی اور ان کی اس بات کو تسلیم نہیں کیا جائیگا، بہر حال مشائخ کی زبان پر بھی آدمی بول دیتا ہے تحقیق نہیں کرتا، جیسے حدیث وفقہ کی روایت میں بعض مرتبہ غلطی ہوجاتی ہے جو برابر نقل در نقل چلتی رہتی ہے، اسی طرح تصوف میں بھی خطا ہوتی ہے، اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بزرگو دوستو! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دین بہت عظیم ہے، صحابہ کرام نے اس کو خون و پسینہ سے سینچا ہے، " **ترکوا أوطانهم وأنهارهم و بیوتهم** " انہوں نے اپنے وطن کو خیر باد کہا، نہروں کو چھوڑ دیا اور گھروں سے رخصت ہو گئے، تب اس دین کو سینچا ہے، محنت کیا ہے مشقت کیا ہے، امام بخاریؒ نے ایک ایک حدیث کیلئے کتنی کتنی دور کی مسافت طے کی ہے، ہر حدیث کیلئے وضو کیا ہے، نماز پڑھی ہے، اس کے بعد اسے لکھا ہے، یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے، اس علم کی جب قدر ہو گی تو اہل علم کی بھی قدر ہو گی اور اگر علم ہی کی قدر نہیں تو اہل علم کی کیا قدر ہو گی، مگر افسوس تم ان کی قدر ایک چائے کی پیالی کے برابر نہیں سمجھتے، سو سو حدیث اگر ہم ان کو سنا دیں تو ان پر کوئی اثر نہیں، اور اگر ایک پیالی چائے یہ پلا دیں تو دس مہینہ تک اس کا احسان جتائیں گے۔ میرے دوستو! یہ علم کی ناقدری ہے، اور اہل علم کی ناقدری ہے، امت میں یہ بیماری جڑ پکڑ رہی ہے کہ اپنی چائے کی تو کچھ وقعت ہے اپنے مال کی تو کچھ وقعت ہے لیکن علم کی کوئی وقعت نہیں ہے، بہر حال ہم تو اللہ کے اس عطیہ علم سے خوش ہیں ؎

رضينا قسمة الجبار فينا

لنا علم وللجهال مال

ترجمہ: ہم اپنے لئے اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہیں کہ ہمارے لئے علم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے اور جاہلوں کیلئے مال ہے۔

حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں " **یلهمه السعداء ویحرمه الاشقیاء** "[مدارج السالکین ۲۶۱/۳] یعنی علم کا الہام سعداء ہی کو کیا جاتا ہے، اور بدبخت اس سے محروم رہتے ہیں۔ علم دین کو حاصل کرنا اور اس سے متصف ہونا بہت بڑی بات ہے، ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ "**اغد عالماً أو متعلماً أو مستمعاً أو محباً ولا تکن الخامسة فتهلک** " [فیض القدیر ۱۷/۲] کہ تم عالم بن جاؤ یا متعلم بن جاؤ یا سننے والے بن جاؤ یا کم از کم ان سے محبت کرنے والے بن جاؤ، پانچویں جماعت میں ہرگز نہ جانا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ سند کے اعتبار سے جو بھی اس حدیث کا درجہ ہو لیکن ہم نے علماء کی زبان سے سنا ہے، بہر حال علم بہت بڑی نعمت ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب لوگوں کو اس علم دین کی قدر عطا فرمائے، علم دین کی قدر معمولی بات نہیں ہے۔

حضرت مولانا تھانویؒ کو لوگوں نے بہت سخت مشہور کر رکھا ہے، ہمارے حضرت مصلح الامتؒ فرماتے تھے کہ مولانا تھانوی کے ضابطے کو تو لوگوں نے دیکھا ہے اور رابطے کو نہیں دیکھا، جو آتا ہے وہ حضرت تھانویؒ کی سختی کی بات کرتا ہے، ہوتا یہ تھا کہ کوئی آیا اور کہنے لگا مولوی جی! تعویذ دیدو، (وہاں کی زبان ایسی ہی ہے) حضرت تھانویؒ کہتے تھے کہ پوری بات کہو، اب اس کو سمجھ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں نہیں آتا تھا، تو کہتے تھے کہ جاؤ کسی سے سیکھ کر آؤ کہ تعویذ کس طرح مانگا جاتا ہے، تو جا کر سیکھتا تھا اور پھر کہتا تھا، مثلاً مولوی جی بخار کی تعویذ دیدو یا دردزہ کی تعویذ دیدو، حضرت فوراً لکھ کر دے دیتے تھے، فرماتے تھے کہ دین کی قدر نہیں اسلئے پوری بات نہیں کہتے کسی بنئے کی دوکان پر جا کر محض یہ نہ کہیں گے کہ سودا دیدو جو چیز لینی ہوگی اس کا نام لیں گے کہ مثلاً نمک دیدو ہلدی دیدو۔ فرماتے تھے ہم نے تعویذ کیلئے ایک وقت متعین کیا ہے اس وقت مجھے تعویذ دینا ہی ہے، اور ہم تو ہمیشہ اسکے پابند ہیں کہ اس وقت جو بھی آجائیگا تعویذ لے کر جائیگا۔ مشائخ کے یہاں دیکھا کہ لوگ تعویذ کیلئے جاتے ہیں، تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ کل لے لینا، دوسرے روز آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ کل لے لینا، اسی طرح آج اور کل پر ٹلتا رہتا ہے، اور حضرت مولانا تھانویؒ کے یہاں ظہر کے بعد کوئی بھی شخص پہنچا اس کو تعویذ مل جایا کرتی تھی۔

میرے دوستو! اصول میں راحت ہے، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی بات لوگ نہیں سمجھتے، اسلئے کہ اصلاح مقصود نہیں ہے، اس راستے پر چلنا مقصود نہیں ہے، سمجھتے ہیں کہ بے ترتیبی اور بے قاعدگی سے یہ راستہ طے کرلیں گے تو یہ نہیں ہوسکتا، اس کیلئے تو ؎

خون دل پینے کو اور لخت جگر کھانے کو
یہ غذا ملتی ہے جاناں ترے دیوانے کو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تو کچھ پانے کیلئے کچھ کھونا پڑے گا، تھوڑا بہت مجاہدہ کرنا پڑے گا، ریاضت کرنی پڑے گی، کچھ سہنا پڑے گا تب جا کر کچھ حاصل ہوگا، یہ جو منسٹری ملتی ہے تو اس کیلئے کتنے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں، لوگوں کی گالیاں تک سننی پڑتی ہیں، الیکشن کے زمانہ میں جب یہ ووٹ بٹورنے کیلئے نکلتے ہیں تو لوگ اسٹیج پر گالی دیتے ہیں، اور وہ منسٹری کی لالچ میں سب کچھ برداشت کرتا ہے، پھر یہ تو اللہ کا دین ہے، اللہ کی رضا کا معاملہ ہے، جنت کا سودا ہے، جنت کوئی معمولی چیز نہیں ہے، مشکوٰۃ شریف میں ہے " **موضع سوط فی الجنة خیر من الدنیا وما فیھا** "[مشکوٰۃ/۱۹۵] کہ جنت کی ایک کوڑا زمین دنیا و مافیھا سے بہتر ہے، اس جنت کے آپ خریدار ہیں "**ألا ان سلعة الله الغالية**" [ترمذی صفة القیامة] اللہ کا سامان مہنگا ہے، کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اس کو چلتے پھرتے یونہی مفت لے لو اس کیلئے تو مجاہدہ کرنا پڑیگا، ﴿ **وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا** ﴾ [سورۂ عنکبوت/۴۴] جو ہماری راہ میں مشقت برداشت کریگا اس کیلئے ہم راہ کھول دیں گے۔

درّ منثور میں ابن شوذب سے مروی ہے کہ جنتیوں کے ہاتھ میں سونے کی چھڑیاں ہوں گی وہ چھڑیوں سے جس طرف اشارہ کردیں گے نہریں اسی طرف چلنے لگیں گی۔　　　(بیان القرآن ۲/۲۲ ۷)

تاپتی ندی پر بمشکل تمام بندھ باندھ کر پانی روکا تو ہے لیکن ہر وقت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اندیشہ لگا رہتا ہے کہ جب پانی زیادہ ہوگا تو شہر سورت تک غرق ہو جائیگا، جنت میں یہ سب آسان ہے اسلئے اس پر ہمیں ایمان لانے کی ضرورت ہے، حضرت اقدس مولانا تھانویؒ بہت فرماتے تھے اور ان کی باتیں بھی عجیب و غریب ہوتی ہیں، فرماتے تھے کہ جس طریقہ سے کسی کی شادی ہونے کو رہتی ہے تو وہ سوچتا ہے کہ میری شادی ہوگی پھر میری بیوی آئیگی میں اس طرح اس سے بات کروں گا، طرح طرح کی باتیں سوچتا ہے، اسی طرح جنت کی نعمتوں کے بارے میں سوچو کہ اللہ تعالیٰ ہم کو جنت میں داخل کریں گے، حورانِ جنت آئیں گی، وہاں اس طرح عیش وعشرت ہوگا، آسائش ہوگی، تب تمہیں عمل میں شوق پیدا ہوگا، ذوق پیدا ہوگا، یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے، یہ ایمانی باتیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے اسی لئے جنت کا ذکر کیا ہے، کہتے ہیں ؎

چوں طمع خواہد ز من سلطان دیں

خاک بر فرق قناعت بعد ازیں

ترجمہ: جب دین کے سلطان ہی ہم سے طمع کے خواہشمند ہوں تو اب اس کے بعد قناعت کے سر پر خاک ڈالنی چاہئے۔

جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہم سے جنت مانگو تو کیوں نہیں مانگتے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جنت کا سوال کیا ہے تو ہما شما کون ہیں جو جنت کو نہ مانگیں، اس بنا پر ہمیں چاہئے کہ جنت کی نعمتوں کے طالب رہیں، اللہ کی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

رضا کے خواستگار رہیں، اس کیلئے کچھ سہنا بھی پڑیگا، ہر چیز کیلئے کچھ نہ کچھ برداشت کرنا پڑتا ہے، اس کیلئے بھی کچھ برداشت کرنا پڑیگا، اخلاق حسنہ پیدا کرنا ہوگا، اخلاق سیئہ سے بچنا ہوگا، اعمال صالحہ کرنا ہوگا، سنئے جن لوگوں کے دلوں میں دین کی وقعت وعظمت ہوتی ہے وہ یہ چاہتے ہیں کہ لوگوں کے دلوں میں بھی دین کی وقعت وعظمت آجائے، اسلئے ایسی باتیں بیان کرتے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تاریخی جملہ مشہور ہے وہ یہ کہ "أینقص الدین و أنا حی " کیا دین میں کمی ہوجائے اور میں زندہ رہوں؟ میرے جیتے جی یہ ناممکن ہے، مولانا علی میاں صاحبؒ نے تقریر میں فرمایا کہ ہر مؤمن کے دل میں یہ جذبہ ہونا چاہئے تب جاکر دین بچے گا، شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے لکھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفۂ برحق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ظاہری خلافت کے بھی نائب تھے اور باطنی خلافت کے بھی نائب تھے، اس بنا پر جتنے صحابہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت کیا وہ صرف بیعت خلافت نہیں تھی بلکہ بیعت طریقت بھی تھی۔

واقعہ یوں ہوا کہ لوگ منکر زکوٰۃ ہورہے تھے، تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: " **لو منعونی عقالاً لجاهدتهم** " کہ میرے رہتے ہوئے اگر کوئی ایک رسی بھی روکے گا جو وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں دیا کرتا تھا تو میں اس سے جہاد کروں گا، اور نکل کھڑے ہوئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ تھوڑا سا نرم رویہ اپنایا تو فرمایا: ”أجبار فی الجاهلية و خوار فی الاسلام“ [مشکوۃ:۵۵۶] تم کو کیا ہوگیا ہے کہ جاہلیت میں بڑے بہادر بنتے تھے یہاں سست اور بودے ہوگئے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کوئی نرم بات فرمائی تو فرمایا کہ میں اکیلا جاؤنگا، تم لوگ نہیں آؤگے، پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ یہ تو ایک مشورہ تھا ہم تو آپ کے تابع ہیں، دیکھئے! کتنی اطاعت کی بات فرمائی کہ ہم سب آپ کے تابع ہیں۔

بہرحال میرے دوستو! دین کے ایک ایک جزئیہ کی حفاظت کرنے کی ضرورت ہے، ہمارے بزرگان دین کے دلوں میں دین کی حفاظت اور دین پر چلنے چلانے کا جذبہ تھا اس لئے ان کی حالت ہی کچھ اور تھی۔

تو بات اس پر چل رہی تھی کہ لوگ حکیم الامت حضرت تھانویؒ کو سخت کہتے ہیں، حالانکہ میں نے خود حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ سے سنا فرماتے تھے کہ بھائی اصول وغیرہ سب اپنی جگہ پر لیکن دردزہ میں ولادت کی آسانی کیلئے اگر کوئی شخص تعویذ لینے آجاتا تو فوراً دے دیتے، فرماتے اگر میں سویا رہوں تب بھی مجھے جگادو، چنانچہ متعدد بار دیکھنے میں آیا کہ رات کے وقت کوئی اس سلسلہ میں تعویذ کیلئے آتا تو اٹھتے وضو فرماتے اور تعویذ لکھ کر عنایت فرماتے، یہ تھا رابطہ ان کا، دیکھئے اس میں اپنے اصول کے خلاف فرمایا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بلکہ یہ بھی ایک اصول بنادیا کہ دردزہ والا سہولت ولادت کیلئے تعویذ کے سلسلہ میں آئے تو مجھ کو جگادیا کرو۔

میرے دوستو! جو اللہ سے تعلق رکھے گا وہ نرم ہوگا، اصول بھی انہی کیلئے بنائیگا تا کہ لوگوں کو سہولت ہو۔

حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ نے حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی سے دارالمصنفین اعظم گڑھ میں کہا کہ مولانا تھانوی کے بارے میں لوگ کہتے ہیں بہت سخت ہیں، یہ ابتداء کی بات ہے جب کہ حضرت سے منسلک نہیں ہوئے تھے، بعد میں تو حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ کے عاشق ہوگئے تھے، اور مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کا تعلق حضرت حکیم الامتؒ سے پہلے سے تھا، طالب علمی کے زمانہ ہی میں بیعت ہوگئے تھے، یہ بھی ایک شاذ ونادر بات تھی، چنانچہ جب بیعت ہوکر آئے تو مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ ان کے پاس گئے اور کہا کہ مولوی حبیب الرحمٰن! مٹھائی کھلاؤ تم کو تو طالب علمی میں حضرت حکیم الامت نے بیعت کرلیا، بہرحال مولانا حبیب الرحمٰن صاحب سے مولانا سید سلیمان ندویؒ نے مولانا تھانویؒ کے بارے میں لوگوں کی یہ بات نقل کی تو مولانا سید سلیمان ندویؒ نے فرمایا کہ دیکھئے یہ جگہ کتنی صاف ستھری ہے، اگر یہاں کوئی تھوک دے تو برا معلوم ہوگا کہ نہیں؟ آپ اسے منع کریں گے یا نہیں؟ کہا کیوں نہیں! بس یہی معاملہ حضرت تھانویؒ کا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بھی ہے فرماتے ہیں کہ بے موقع کام نہ کرو، اسی بنا پر لوگوں نے سخت مشہور کر دیا ہے۔

ایک بہت بڑے وکیل صاحب پٹنہ سے حضرت تھانویؒ کے یہاں آئے اور وہ یہ دیکھنے کیلئے آئے تھے کہ مولانا تھانویؒ کے متعلق بڑا شور ہے کہ وہ بہت سخت ہیں ذرا دیکھ لوں کہ کیا بات ہے، تین دین تک خانقاہ میں قیام کیا، جب پٹنہ واپس گئے تو ہائی کورٹ کے بہت سے وکلاء جمع ہوئے اور کہا کہ آپ نے حضرت تھانوی کو کیسے پایا؟ انہوں نے کہا کہ بھائی دیکھو! دنیا ہوگئی ہے بے اصول اور وہ ہیں بااصول، اسلئے لوگوں کو شکایت ہوتی ہے۔

خود ہم لوگ ایک مرتبہ حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں صاحبؒ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے فرمایا کہ اُس وقت مولانا تھانویؒ کے یہاں کی پابندی ہم لوگوں کو ذرا شاق گذرتی تھی، لیکن اب جب اپنے اوپر کام آیا ہے تب معلوم ہوا کہ اگر اصول نہ برتا جائے تو آدمی کچھ کام نہیں کر سکتا۔

ضرورت کی بنا پر میں نے یہ باتیں کہی ہیں اور نہ کہتا تو حضرت تھانویؒ کی بہت سی باتیں پوشیدہ رہ جاتیں اس وجہ سے خاص طور سے میں نے کہہ دیا۔

اور دیکھئے! اصلاح میں حضرت حکیم الامت کسی کی رعایت نہیں فرماتے تھے، ایسا نہیں ہے کہ عامی کو تو ضابطہ کا پابند بنایا اور عالم کو نہیں، دیکھئے! ایک عالم تھے انہوں نے حضرت تھانویؒ کو عربی میں خط لکھا، بہت بڑے عالم تھے،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت تھانویؒ نے ان کو اردو میں جواب دیا کہ مفیض کو مستفیض سے اعلیٰ ہونا چاہئے، آپ عربی لکھنے پر قادر ہیں اور میں قادر نہیں ہوں، اس بنا پر آپ کو مجھ سے کوئی فیض نہیں پہنچ سکتا۔

سنئے! اپنے کو گھٹانا ہوگا، جھکانا ہوگا، جتنا آدمی اپنے کو جھکائے گا اللہ تعالیٰ اتنی ہی اسے ترقی دیگا، اور جب اپنے پیرومرشد ہی سے اپنے کو بڑھا ہوا سمجھے گا تو کبھی بھی کامیاب نہیں ہوسکتا، جزئی چیز میں آدمی بڑھا ہوا ہوسکتا ہے لیکن کلی طور پر یہ سمجھنا چاہئے کہ میں کمتر ہوں۔

میرے دوستو! حضرت مولانا تھانویؒ کے یہاں ایسا بہت ہوتا ہی رہتا تھا، دیکھئے ایک بات یاد آئی کہ حضرت تھانویؒ کے یہاں ایک بہت بڑے عالم قیام کیلئے آئے، ان سے کہا کہ آپ خانقاہ میں رہئے، مجلس میں بھی شرکت کیجئے لیکن مخاطبت اور مکاتبت نہ کیجئے گا، یعنی کوئی بات بولئے گا بھی نہیں اور لکھئے گا بھی نہیں، کچھ بڑے بڑے علماء جمع تھے اور علمی بات ہورہی تھی اب یہ بے چین، خاموش نہ رہ سکے اور بول ہی دیا، حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ آپ سے تو معاہدہ ہے کہ مکاتبت ومخاطبت نہیں ہوگی، پس آپ کیوں بولے؟ کہا حضرت بھول گیا تھا، حضرت نے فرمایا کہ مجلس سے چلے جایئے، وہ کھڑے ہوگئے پھر کہا کہ حضرت صحیح بات یہ ہے کہ مجھے یاد تھا کہ بولنا منع ہے لیکن جب یہ مولوی لوگ بولنے لگے اور میں خاموش تھا تو میرے دل میں آیا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہ یہ سب لوگ سمجھیں گے کہ یہ جاہل آدمی ہے کچھ جانتا نہیں ہے اسلئے میں بول پڑا، حضرت نے فرمایا کہ میری بھی یہی تجویز تھی، مرض معلوم ہو گیا اسلئے اب آپ بیٹھ جائیے، یہ عجب اور کبر کا مرض ہے، اسی کو کہتے ہیں کہ

جہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے مئے خانہ کہتے ہیں

جب یہ پکڑ نہیں ہوگی تو نفس کی اصلاح کیسے ہوگی، نفس کے متعلق جب کوئی کچھ بولے گا نہیں اور لوگ سنیں گے نہیں تو کوئی کیسے اپنی اصلاح کریگا، سنئے! یہ طریق کا علم ہے، اور سب سے بڑا علم یہی ہے، میرے دوستو! لندن جانا ہو تو ایک دن میں اس کے راستہ کے بارے میں معلوم ہو جائیگا کہ کیسے جانا ہے، ویزا اور ٹکٹ کس طرح حاصل کرنا ہے، امریکہ کا بھی ایسا ہی مسئلہ ہے، لیکن میرے دوستو! اس طریق کو بتلانے والے بہت کم ہیں اور ہیں بھی تو ان کی باتیں سب کو سمجھ میں نہیں آتیں، اسلئے کہ اس طریق سے مناسبت باقی نہ رہی۔

یہ سب سفر تو آسان ہے لیکن ہم کو یاد رکھنا ہے کہ ہم کو اپنے رب کی طرف لوٹ کے جانا ہے تب ہمارا سفر تمام ہوگا، اس سفر کی تیاری کرو، رب کی طرف جانا ہے، یہ سب سفر سورت، بھروچ، بروڈہ اور پھر بروڈہ سے گھر یہ بھی سفر ہے لیکن اصل سفر آخرت کا سفر ہے اور ﴿سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَ اِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾ [سورۂ زخرف: ۱۳] میں اسی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

طرف اشارہ ہے، یہ سب تمہارے عارضی اور مجازی اسفار ہیں اصلی سفر تو وہی ہے جب ہم اللہ کی طرف جائیں گے، لہٰذا اس اصلی سفر کی تیاری کرو، دیکھو! ان عارضی سفروں میں کتنی دشواریاں پیش آتی ہیں، تم اس سے عبرت حاصل کرو اور سوچو کہ جب یہ دنیوی اسفار اتنے مشکل ہیں تو کیا اللہ کی طرف یونہی پہنچ جاؤ گے؟ سوچئے کہ اس کیلئے کتنے پاپڑ بیلنے پڑیں گے، اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستہ پر چلنے کیلئے آدمی کو تیار و مستعد رہنا چاہئے، جو مستعد ہوگا وہ شیر مرد اور طالب خدا کہلائیگا۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ لکھتے ہیں کہ جب طالب پر طلب غالب آجاتی ہے تو پھر اس کے سامنے موجیں مارتا ہوا سمندر اور بڑے سے بڑا پہاڑ کوئی حیثیت نہیں رکھتا، اور اس کو پار کر کے اللہ تک پہنچتا ہے اسلئے جواں مرد بلکہ شیر مرد بننا چاہئے

ہر حریصے نا سزائے ترک دنیا کے کند
شیر مردے باید و دریا دلے مردانۂ

ترجمہ: نالائق لالچی دنیا کو کب ترک کرسکتا ہے، اس راستہ میں شیر دل اور دریا دل ہونا چاہئے۔

ایک بڑے عالم مصلح الامت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ سے کہتے رہتے تھے کہ حضرت! ہم کو کچھ سینے سے دیجئے، مجھ سے حضرت نے کہا کہ یہی شعر لکھ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کر بھیج دو۔

اس راستہ میں شیر مرد کی ضرورت ہے، بزدل یہ راستہ طے نہیں کرسکتا، میرے دوستو! طلب پیدا کرو، طلب کی ضرورت ہے، دیکھو! جب کسی کے اندر پیاس ہوگی اور وہ پانی تلاش کریگا تو اس کے بعد اس کو کنویں ہی کنویں نظر آئیں گے، پس ہمارے اندر پیاس ہی نہیں ہے ورنہ تو اللہ تعالیٰ ہماری پیاس بجھانے کیلئے تیار ہیں، اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا سب انتظام ہے، کسی چیز کی کوئی کمی نہیں ہے، بس ہمیں اپنے اندر طلب پیدا کرنی ہے، یہ بہت بڑی نعمت اور دولت ہے، اسلئے کہ طلب ہوگی تو مطلوب ملے گا۔

نیز اپنے اندر طلب کے ساتھ ساتھ ادب بھی پیدا کرو، جب کسی کو ادب مل گیا گویا اس کو پورا طریق مل گیا، لکھا ہے کہ "الطرق کلھا آداب" طریق کل کا کل ادب ہے، جو بھی اس راہ میں کامیاب ہوا ہے وہ ادب ہی سے کامیاب ہوا ہے، جتنا ادب ہوگا اتنا ہی طریق اس پر کھلے گا، فیض کا دروازہ اس پر کھلے گا، اور اگر ادب نہیں ہوگا تو پھر دروازہ بند کا بند ہی رہے گا، جیسے آیا ویسا ہی جائیگا۔ جیسے خالی داخل ہوا تھا ویسے ہی خالی واپس نکل جائیگا۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اگر طلب موجود ہے شیخ نہ بھی چاہے گا تب بھی اللہ اسے سنوار دیگا اور آگے بڑھا دیگا، اور اگر طلب ہی نہیں تو پھر شیخ کتنا ہی چاہے کچھ کامیاب نہیں ہوسکتا۔

طلب پیدا کرنے کیلئے خاص طور سے دعا بھی کرنا چاہئے، بالخصوص

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مشائخ نقشبندیہ کی جو دعا ہے اسے ضرور مانگنا چاہئے ، اللہ تعالیٰ ضرور طلب پیدا فرمادیں گے، وہ دعا یہ ہے:

''الٰہی مقصود من توئی و رضائے تو، محبت و معرفت خود بدہ''

اے اللہ! آپ مقصود ہیں اور آپ کی رضا و خوشنودی مطلوب ہے لہٰذا آپ اپنی محبت و معرفت سے مشرف فرمایئے۔

شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے والد مکرم مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب دہلویؒ فرماتے تھے کہ مجھے جو کچھ ملا ہے وہ اسی دعا کی برکت سے ملا ہے، مشائخ نقشبندیہ کے یہاں اس دعا کا خاص التزام ہے، فارسی میں اگر کوئی یہ دعا نہ کر سکے اردو ہی میں کہہ لے۔

بس اللہ تعالیٰ ہم سب لوگوں کو اپنی طلب دیدے تو کام بن جائے، طلب بہت بڑی نعمت ہے، خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طلب کے معلوم نہیں کتنے سمندر رکھتے تھے، اسی بنا پر نبوت سے سرفراز کئے گئے، ﴿ وَ وَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ﴾ [سورۂ ضحیٰ] ہم نے آپ کو حیران و پریشان پایا اپنی طلب میں تو ہم نے ہدایت دے دی، نبوت و رسالت سے سرفراز کردیا، یہاں ''ضال'' کے معنی گمراہ کے نہیں بلکہ طلب میں حیران و پریشان کے ہیں، دوستو! جب نبی سے یہ چلا آرہا ہے تو امتی کیلئے وہی سنت اختیار کرنی پڑے گی جو نبی سے ثابت ہے، یعنی اولاً طلب بعدہ ہدایت سے سرفرازی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے طریق کی فہم عطا فرمائے، فہم طریق بہت بڑی چیز ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میرے دوستو! ہمارے صوفیائے کرام ایک حالت پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ آگے ہی بڑھتے چلے جاتے ہیں ؎

قومے ز وجود خویش فانی
رفتہ ز حروف در معانی

یہ قوم اپنے وجود سے فانی ہو چکی ہے اور حروف سے نکل کر معانی میں پہنچ چکی ہے۔

اسلئے صوفیاء کرام کے بارے ہی میں کہا جا سکتا ہے کہ یہ حضرات معانی کے بحر زخار تک پہنچے ہوئے ہیں، ہر چیز کی حقیقت ان کے سامنے ہے، پھر کسی دنیوی چیز کی وقعت ان کے دل میں نہیں رہتی، ہمیشہ نالہ وفریاد کرتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے لو لگائے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس نعمت سے ہمیں بھی نواز دے۔ آمین

حضرت مولانا تھانویؒ کے ایک خلیفہ تھے وہ اپنے خاندان کے قبرستان گئے تو ان کے دل میں عجب کی وجہ سے یہ بات آگئی کہ جو دولت ہمارے خاندان سے ختم ہوگئی تھی وہ دولت لے کر آیا ہوں، فوراً وہ نعمت سلب ہوگئی، خانقاہ میں رہتے تھے، بہت غمگین رہتے تھے، لوگ کہتے تھے کہ آپ کا حال بہت اچھا ہے، کہتے تھے کہ کیا اچھا ہے ایک نعمت حاصل تھی اللہ نے وہ سلب کرلی، وہ روتے ہی رہتے تھے۔ اللہ یہ بھی کرتا ہے کہ ناقدری وناشکری سے دولت سلب کرلیتا ہے، اسلئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

محروم نہ فرمائے اور نوازتے ہی رہے، **یا حی یاقیوم برحمتک استغیث اصلح لی شانی کله ولا تکلنی الی نفسی طرفة عین ولاتنزع منی صالح ما اعطیتنی ولا تفتنی فیما اکرمتنی**، کتنی بہترین دعا ہے، حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ یہ دعا بہت پڑھا کرتے تھے، دیکھئے! مولانا محمد الیاس صاحبؒ کو اپنے نفس سے کتنی بے اطمینانی تھی، خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے اطمینانی تھی اور ہم لوگ اپنے نفوس سے بالکل مطمئن ہیں، نیز حضرت حاجی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ دن بھر میں یہ دعا ضرور کرنا چاہئے: **ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب**، [سورۂ آل عمران/۸] اس کی قدر کرنا چاہئے۔ اگر ہم اس کی قدر نہیں کریں گے تو اللہ سلب بھی کرسکتا ہے، اللہ تعالیٰ جیسے دینے پر قادر ہیں لینے پر بھی قادر ہیں، اس بنا پر ہم اللہ تعالیٰ سے بہت دعا کریں کہ اے اللہ! ہمیں ہدایت دیجئے اور ثابت قدم رکھئے۔

بہر حال یہ چند باتیں ذہن میں آئیں تو کہہ دیا، اس حدیث کے متعلق کچھ ذہن میں نہیں تھا، جو بروقت اللہ تعالیٰ نے ذہن میں ڈالا وہ سنادی، ایک خاص اثر کی بنا پر یہ بیان کیا اگر کسی کے مزاج کے خلاف ہو تو معاف کرے، لیکن چونکہ مجھے طریق کی توضیح کرنی تھی اس بنا پر یہ چند باتیں کہہ دیں۔

ہمارے حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ کو بلڈ پریشر کی شکایت تھی، اطباء نے زیادہ بولنے سے منع کردیا تھا، تو فرماتے تھے کہ یہ لوگ چاہتے ہیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہ میں چپ رہوں اور طریق کے وضاحت نہ ہونے پائے، لیکن میں تو بولوں گا اور طریق حق کو واضح کر کے رہوں گا، حضرت کو طریق کے وضاحت کی ایک دُھن تھی۔ جو برابر فرماتے رہتے تھے اس کے علم کیلئے حضرتؒ کی تصنیفات کا مطالعہ نہایت مفید ہے ان کو معلوم کر کے ضرور مطالعہ کریں۔

یہ مقولہ بہت مشہور ہے:

باادب بانصیب، بے ادب بے نصیب

یقیناً بے ادبی حرمان نصیبی کا باعث بنتی ہے، جیسا کہ یہ مصرع مشہور ہے:

بے ادب محروم گشت از فضل رب

اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں باادب بنائیں اور بے ادبی سے محفوظ رکھیں، ہم سب لوگوں کو فہم دین عطا فرمائے، اپنی طلب ہمارے دلوں میں پیدا فرمائے اور اپنی رضا سے بہرہ ور فرمائے اپنی ناراضگی سے ہماری حفاظت فرمائے، ہمارے نفوس کا تزکیہ فرمائے اور حقیقی تقویٰ سے ہمارے قلوب کو مرصع و آراستہ فرمائے۔ آمین

و آخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين ،

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم وتب علينا انك انت التواب الرحيم ، سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمدلله رب العالمين ،

☆☆☆☆

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

آسکے غیر مرے خانۂ دل میں کیسے
کہ خیال رخ دلدار ہے درباں اپنا

ظاہر و باطن

جس طرح اللہ تعالیٰ نے ظاہری گناہ اور باطنی گناہ کے ترک کا حکم دیا ہے، اسی سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ ظاہری طاعت بھی کرو اور باطنی طاعت بھی کرو۔ نماز روزہ وغیرہ ظاہری طاعات ہیں اسی طرح شکر خداوندی، تواضع، توکل وغیرہ باطنی طاعات ہیں۔

۷ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ مسجد دار العلوم کنتھاریہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

خلاصۂ وعظ

جس طرح اللہ تعالیٰ نے ظاہری گناہ اور باطنی گناہ کے ترک کا حکم دیا ہے، اسی سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ ظاہری طاعت بھی کرو اور باطنی طاعت بھی کرو۔ نماز روزہ وغیرہ ظاہری طاعات ہیں اسی طرح شکر خداوندی، تواضع، توکل وغیرہ باطنی طاعات ہیں۔

ظاہر اور باطن دونوں لازم ملزوم ہیں، ظاہر پر جب عمل کریگا تو باطن بھی درست ہوگا اور جب باطن درست ہوگا تو ظاہر بھی ٹھیک ہو جائے گا، اس بنا پر ظاہری گناہوں کے چھوڑنے کی بھی ضرورت ہے اور باطنی گناہوں سے بچنے کی بھی ضرورت ہے۔ باطنی گناہ جیسے کبر ہے، حسد ہے وغیرہ۔ اور کفر وشرک تو اپنی جگہ پر سب سے بڑا گناہ بلکہ ظلم ہے ہی، لیکن چونکہ یہ ایمان والوں کا مجمع ہے اس لئے کبر اور حسد کی مثال دی، ورنہ سب سے بڑا قلبی گناہ کفر اور شرک ہے، اس کی کوئی معافی نہیں، اللہ تعالیٰ اس کو کبھی گوارا نہیں کرتا کہ قلب میں غیر رہے کیونکہ قلب تجلی گاہِ ربانی ہے، اس میں غیر کی گنجائش کا سوال ہی نہیں ہوتا

آسکے غیر مرے خانۂ دل میں کیسے
کہ خیال رخ دلدار ہے درباں اپنا

جب قلب محفوظ ہوگا تو ہاتھ پیر سب محفوظ ہوں گے اور اگر قلب کا پھاٹک تم نے کھول دیا کہ زید، عمرو، بکر جو چاہے آئے جائے تو تمہارے ہاتھ پیر بھی محفوظ نہیں رہ سکتے، اس بنا پر قلب کی حفاظت بہت ضروری ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَ نَسْتَعِيْنُهُ وَ نَسْتَغْفِرُهُ وَ نُؤْمِنُ بِهٖ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ ، وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أعْمَالِنَا ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِيَ لَهٗ، وَ نَشْهَدُ أنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَشَرِيْكَ لَهٗ ، وَ نَشْهَدُ أنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَ مَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ ، صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَ عَلىٰ آلِهٖ وَاَ صَحَابِهٖ وَ اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّاتِهٖ وَ سَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا، أَمَّابَعْدُ! فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿ وَ ذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَهٗ ﴾ وَقالَ النبىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ : آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلاثٌ اذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَ اذَا وَعَدَ أخلفَ وَاذَا ائتمِنَ خَانَ ، [مشكوة/١٧] صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ ، وصدق رسوله النبى الكريم ،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دوستو بزرگو اور عزیزو! یہاں مختلف لوگ آتے رہتے ہیں اور حالات کے مطابق ہی بیانات ہوتے رہتے ہیں، اب میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ جو القاء فرماتے ہیں وہ کہتا ہوں اس لئے کہ یہ تو بزرگان دین ہی کہہ سکتے ہیں کہ مجھے القاء ہو رہا ہے البتہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے تو اس حال کے مناسب بیان ہو جاتا ہے، اس بنا پر کبھی کوئی مضمون کسی کو زیادہ پسند آجاتا ہے تو کسی کو کم، مختلف طبیعتوں کے اعتبار سے لوگ کہتے رہتے ہیں، بعض دفعہ خیال ہوتا ہے کہ ہم نے جو مضمون ابھی بیان کیا ہے شاید لوگوں کو پسند نہ آیا ہو، لیکن بہت سے لوگ ایسے ملتے ہیں جو کہتے ہیں کہ آج کا بیان بہت ہی مفید تھا اور ہمارے حالات کے بالکل مناسب تھا۔

چنانچہ جب میں کنیڈا گیا تو وہاں بھی بیانات کیے، ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے نفاق پر بیان کروایا، حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی بھی موجود تھے، لوگ بیان سے بہت محظوظ ہوئے اور بعض نے کہا بھی کہ آج بہت ہی اچھا بیان ہوا، اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی حدیث پر بیان ہوا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ اذا حَدَّثَ كَذَبَ وَ اذَا وَعدَ أخلفَ واذَا ائتمِنَ خَانَ ، [مشکوۃ:۱۷] اور ایک روایت میں یہ بھی ذکر ہے: وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ ،

نفاق کی پہلی علامت یہ ہے کہ جب بات کہے تو جھوٹ بولے، کتنی بری

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بات ہے کہ مومن ہو کر جھوٹ بولے، یہ ایمان کا تقاضا نہیں ہوسکتا بلکہ یہ نفاق کا تقاضا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" **یطبع المؤمن علی الخلال کلھا الا الخیانۃ والکذب** "[مشکوۃ/۴۱۴] کہ مومن سب کچھ کرسکتا ہے لیکن خیانت نہیں کرسکتا اور جھوٹ نہیں بول سکتا، کیونکہ ایمان اور جھوٹ میں بالکل تضاد ہے، ایمان کا مطلب تو یہ ہے کہ اللہ ہماری ہر بات کو سن رہا ہے، وہ ہماری ہر نقل و حرکت کو دیکھ رہا ہے اور آپ خلاف واقعہ کچھ بول رہے ہیں تو گویا کہ اللہ تعالیٰ کے سننے کی تکذیب کرر ہے ہیں، یعنی یہ سمجھ رہے ہیں کہ اللہ ہمارے متعلق نہیں جانتا کہ خلاف واقعہ بات کہہ رہے ہیں۔ اگر اسے یہ استحضار ہوجائے کہ جو بات ہم کرر ہے ہیں اللہ اسے سن رہا ہے تو اسے جھوٹ بولنے کی ہمت ہی نہیں ہوگی، ایک واقعہ نہیں ہوا اور کہتا ہے کہ یہ واقعہ ہوا ہے، اگر اس کو یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ میری اس جھوٹ بات کو سن رہے ہیں تو وہ کبھی ہمت نہیں کرسکتا۔ کیونکہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ مؤمن جھوٹ نہیں بول سکتا، پھر کیسے بولتا ہے، ڈرتا نہیں ہے، اس مرض میں عموماً لوگ مبتلا ہیں، باتوں کے بیان میں بہت سے لوگ مبالغہ کرتے ہیں، بعض مرتبہ ایسی جھوٹ بات کہہ جاتے ہیں جس سے فساد ہوجاتا ہے، آپس میں نزاع ہوجاتا ہے، ہاں اتنی گنجائش ہے کہ اگر کوئی دو مسلمان بھائیوں کے درمیان صلح کرانے کیلئے جھوٹ بولتا ہے تو اس کی کوئی پکڑ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نہیں، اور اب تو آدمی اس کے بالکل برعکس جھگڑا لگانے ،فساد پیدا کرنے کیلئے جھوٹ بولتا ہے یہ کتنے افسوس کی بات ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نفاق کی پہلی علامت یہ ہے کہ جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولے، اور نفاق کی دوسری علامت ہے ''وَاذَا وَعدَ أخلف'' یعنی جب وعدہ کرے تو خلاف کرے، بعض لوگ قرض لیتے ہیں مگر اس کی ادائیگی کا وعدہ کے مطابق کوئی لحاظ نہیں کرتے، اول تو وقت پر ادا نہیں کرتے اور وقت گذرنے کے بعد جب قرض دینے والا مطالبہ کرتا ہے تو کہتے ہیں کہ جب آئیگا تو دے دیں گے، لے کر بھاگ نہیں جائیں گے وغیرہ وغیرہ، حالانکہ اکثر لوگ بھاگ بھی جاتے ہیں، حضرت مصلح الامتؒ اس پر بہت کلام فرماتے تھے، کہ بھائی! اگر تم وقت پر نہیں دے سکتے تو کم از کم اس سے کہہ تو دو کہ اس وقت انتظام نہیں ہوسکا فلاں وقت دے دیں گے، تاکہ اس کو اطمینان ہو جائے۔

نیز حضرت مصلح الامت مولانا وصی اللہ صاحبؒ فرماتے تھے کہ ہمارے طالب علمی کے زمانہ میں دار العلوم دیوبند میں ایک مولوی صاحب تھے، ان کو مہینہ میں دو روپیہ کی ضرورت پڑتی تھی تو وہ کسی سے قرض لے لیتے تھے اور کہتے تھے کہ بھائی! ایک مہینہ میں ادا کردوں گا، تو جب ادائیگی کا وقت آتا تو دوسرے سے قرض لے کر ان کو دیدیتے تھے، پھر اس کے قرض کی ادائیگی کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وقت دوسرے سے ایک ماہ کیلئے قرض لے لیتے تھے، اسی طرح پوری زندگی انہوں نے قرض لے کر اور دے کر گذار دی۔

حضرتؒ جب الہ آباد تشریف لائے تو اسی بد معاملگی میں لوگوں کو ملوث پایا، لہٰذا سب سے پہلے اسی پر کتاب ''ادائے حقوق'' لکھی، اس میں لکھا کہ قرض لیتے ہو تو ادا کرنے کی کوشش کرو، قرض لیتے وقت اگر آدمی ادائیگی کی نیت رکھے گا تو اللہ تعالیٰ غیب سے انتظام فرمائیں گے، اور اگر پہلے ہی چال بازی سے کام لے گا یعنی دینے کی نیت ہی نہ ہو تو پھر آگے گڑبڑ ہو جائیگی، اور عموماً ایسا ہی ہوتا ہے۔

ہم لوگ اعظم گڈھ سے گورکھپور آکر مولوی ثناء اللہ صاحب کے یہاں ٹھہرے تھے، خود انہوں نے کسی دوسرے صاحب کا واقعہ بتایا کہ ایک شخص نے ان سے قرض لیا اور پھر وقت مقررہ پر ادا کر دیا، تو انہوں نے کہا کہ تم پہلے آدمی ہو جو قرض لے گئے اور ادا کر رہے ہو، اس کے بعد اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی کوٹھری میں لے گئے اور خزانہ کھول کر بتایا کہ دیکھو! میرے پاس اتنا خزانہ ہے اور میں چاہتا ہوں کہ مسلمان اپنی ضرورت کے وقت لے جائیں اور پھر وقت پر واپس کر دیں، لیکن جو بھی لے جاتا ہے پلٹ کر نہیں آتا، اس طرح تو کتنا ہی خزانہ ہو ختم ہو جائیگا۔ میرے دوستو! جس طرح کتابوں میں دیمک لگ جاتی ہے کہ اوپر سے بالکل صحیح سالم معلوم ہوتی ہے لیکن اندر سے کھوکھلی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہو جاتی ہے اسی طرح مسلمانوں کے ایمان کے اندر دیمک لگ چکی ہے، ظاہر اچھا معلوم ہوتا ہے لیکن اندر بالکل کھوکھلا ہو چکا ہے۔ **اللھم احفظنا منه**

اور نفاق کی تیسری علامت یہ ہے کہ "وَاِذَاائتُمِنَ خَانَ" جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے، یہ بھی مؤمنین کی صفت نہیں ہو سکتی بلکہ مؤمن کے سامنے تو کوئی بات بھی ہوتی ہے تو وہ مثل امانت کے اس کو اپنے پاس چھپائے رکھتا ہے، مقولہ مشہور ہے: "**قلوب الابرار قبور الأسرار**" نیک لوگوں کے قلوب رازوں کے قبور ہوتے ہیں۔

اگر کسی نے آپ سے کوئی بات راز کی کہی ہو تو کسی اور سے کہہ دینا مصلحت کے خلاف ہو تو اس کو ہرگز ظاہر مت کرو، ایک صاحب نے حضرت مصلح الامت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ سے آکر کہا کہ حضرت! ہمارے والد صاحب نے وہ راز جو حاجی صاحب نے بتایا تھا اسے کچہری میں ظاہر کر دیا، حالانکہ انہوں نے اپنا رازدار سمجھ کر ان کو بات کہی تھی تا کہ ہماری جائیداد کسٹوڈین میں جانے نہ پائے، مگر آپس میں جب اختلاف اور بڑھا تو انہوں نے ایسی حرکت کی یعنی راز کو فاش کر دیا۔ حالانکہ ان پر بہت احسانات تھے، حج بھی کرایا تھا، حضرتؒ ان سے بہت ناخوش ہوئے کہ تم نے ایسی بات ہم سے کیوں کہی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنے والد کے کہنے پر راضی ہو، یہ طبیعت کے کھوٹ کی بات ہے اور طبیعت کی ظلمت کی بات ہے کہ ایک آدمی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تمہیں اپنا دوست اور امین سمجھ کر اپنا ایک راز بتا رہا ہے اور جب دشمنی ہوگئی تو کچہری میں اس راز کو فاش کر رہے ہو، توبہ توبہ!

قرآن پاک کا مضمون ہے کہ تم حد سے تجاوز نہ کرو، اضطرار کی حالت میں تم کو مردار اور حرام چیزوں کے کھانے کی بھی اجازت ہے لیکن اس میں بھی حد سے تجاوز نہ کرو، دشمنی میں بھی حد سے تجاوز نہ کرو، دوستی میں بھی حد سے تجاوز نہ کرو، شیخ سعدیؒ نے کہا ہے کہ کسی سے ایسی دوستی نہ کرو کہ ہر راز اس سے کہہ دو۔ کیونکہ اگر وہ تمہارا دشمن ہو جائے گا تو وہ تمہارے سب راز کھول دے گا، عام طور سے اس زمانہ میں یہی ہو رہا ہے، اور شیخ سعدیؒ نے یہ بھی کہا ہے کہ دشمنی میں بھی حد سے تجاوز نہ کرو اس وجہ سے کہ ہو سکتا ہے وہ دوست ہو جائے تو جو کچھ بداخلاقی دشمنی کے وقت اس کے ساتھ تم نے کی ہے دوستی کے بعد پچھتانا پڑے گا۔

بہرحال میرے دوستو! نفاق کی تیسری علامت یہ ہے ''وَاِذَا اؤتمِنَ خَانَ'' جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے، ایک تو روپے پیسے کی امانت ہے، اور ایک بات کی بھی امانت ہوتی ہے، اسی لئے فرمایا ''**المجالس بالأمانة**'' [ابوداود کتاب الادب] مجالس امانت کے ساتھ ہیں، بعض خاص لوگوں کی مجلس ہوتی ہے اس میں بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ جو عام نہیں کی جاسکتیں، لہٰذا ایسی مجلسوں میں شریک ہونے والا ان کی خاص

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

باتوں کو عام نہ کرے، یہ بھی ایک بہت بڑا عیب ہے، جو عام ہے اس لئے آج مسلمانوں کو مسلمانوں سے زیادہ خوف ہے کہ ہمارے رازوں کو فاش نہ کردے۔

حضرت حسن بصریؒ کا واقعہ ہے کہ انہوں نے اپنی مجلس میں حجاج بن یوسف کے متعلق کچھ کہا، ایک شخص نے جا کر حجاج سے کہہ دیا کہ آپ کے متعلق وہ یہ کہہ رہے تھے، حجاج کے بارے میں تو آپ لوگوں کو معلوم ہی ہے کہ وہاں تلوار ہمیشہ نیام سے باہر رہتی تھی، حجاج نے انہیں بلایا، قریب تھا کہ قتل کا حکم دے دیتا لیکن اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں تھا، وہ بچ گئے اس نے قتل کا حکم نہیں دیا۔ جب وہ آئے تو اس آدمی سے جس نے یہ بات کہی تھی بہت لجاجت سے کہا کہ میں نے تم کو مخلص سمجھ کر یہ بات کہی تھی اور تم نے حجاج کو پہنچا دیا۔

آج کل یہ بھی بہت ہوتا ہے کہ ایک آدمی کسی کو مخلص سمجھتا ہے اور راز کی بات اس سے کہتا ہے مگر وہ مخلص نہیں ہوتا، پس فسادات کی بنیاد یہی ہے، اداروں میں فساد اسی بنا پر ہوتا ہے، گھروں میں فساد اسی بنا پر ہوتا ہے، اسلئے بہت پر حذر رہنے کی ضرورت ہے۔

غور کریں کہ صحابۂ کرامؓ کے زمانہ میں تو ایسی علامتیں پائی جاتی رہی ہوں اور اس زمانہ میں نہیں! یہ ناممکن ہے۔ حضرت حسن بصریؒ سے کسی نے پوچھا کیا اس زمانہ میں بھی منافق ہیں؟ فرمایا کہ اگر منافقین کی دُم نکل آوے تو بصرہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں چلنا مشکل ہو جائے یعنی بکثرت منافق موجود ہیں جو بصرہ میں چلتے پھرتے ہیں۔

یہ بات ضرور ہے کہ نفاق سے مراد نفاق عملی ہے اعتقادی نہیں، حضرت شاہ ولی صاحب محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ منافقوں کی دو قسم ہے:

[۱] وہ منافقین ہیں جنھوں نے صرف زبان سے کلمہ پڑھا ہے اور ان کے دل میں کفر ہے، انہیں کے متعلق قرآن نے فرمایا ہے: ﴿فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾

[۲] وہ منافقین ہیں جو اسلام میں ضعف عمل کے ساتھ داخل ہیں۔

بہر حال کسی کو اب منافق اصلی نہیں کہا جا سکتا کیونکہ ایمان کا تعلق دل سے ہے اور دل کا حال کسی کو معلوم نہیں، لیکن نفاق عملی تو عام ہے، اگر یہ سب علامات [کذب، وعدہ خلافی، خیانت وغیرہ] کسی کے اندر ہیں تو اس شخص کو منافق کہا جائیگا، بہر حال نفاق کی تیسری علامت یہ ہے کہ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو وہ خیانت کرے، معلوم ہوا کہ خیانت نہ کرنا ایمان کی علامت ہے، اور خیانت کرنا نفاق کی علامت ہے چاہے خیانت فی الاموال ہو یا خیانت فی الاقوال۔

ایک مصری عالم لکھتے ہیں ”ھذہ الخصال مدار الاسلام ،رحی الاسلام تدور علیھا “ کہ یہ خصلتیں اسلام کی بنیاد ہیں اسی مدار ومحور پر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اسلام کی چکی چل رہی ہے، جس دن یہ چیزیں نہیں ہوں گی اسلام کا وجود ہی ختم ہو جائیگا، بظاہر اسلام رہے گا لیکن حقیقتاً اسلام نہیں رہے گا، فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اخیر زمانہ میں اسلام کا صرف نام رہے گا "لا یبقی من الإسلام الاّ اسمه ولا یبقی من القرآن الاّ رسمه "[مشکوۃ/۳۸] کہ اسلام کا صرف نام رہے گا اور قرآن کے نقوش باقی رہ جائیں گے، پڑھنا پڑھانا بھی ہوگا لیکن دل سے نہیں، حلق سے نیچے نہیں اترے گا، اللہ تعالیٰ ہم سب لوگوں کو حقیقی تلاوت کی توفیق مرحمت فرمائے۔

بہرحال میں یہ کہہ رہا تھا کہ کینڈا میں میں نے اسی نفاق والی حدیث پر بیان کیا تھا، پھر میرے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ لوگ سمجھتے ہوں گے کہ یہاں اتنے مہذب لوگ رہتے ہیں تو پھر یہاں یہ خصال نفاق کیسے، جھوٹ، خیانت وعدہ خلافی یہ سب خصال یہاں پر کیسے ہوں گی۔ واقعی میرے دل میں یہ خیال آیا کہ بڑے بڑے لوگ بیٹھے ہوئے تھے، نفاق کا مضمون ناحق بیان کیا مگر بعد میں لوگوں نے کہا کہ مولانا آج بہت مناسب بیان ہوا، اس کی یہاں پر بہت ضرورت تھی، اس سے معلوم ہوا کہ وہاں بھی یہ سب بیماریاں عام ہیں، بلکہ مغربی ممالک تو جھوٹ کی منڈی ہیں، اور یہ سب چیزیں وہیں سے ہمارے ملکوں میں سپلائی ہو رہی ہیں، جیسے اور اچھا اچھا سامان آ رہا ہے اسی طرح جھوٹ، فریب، مکر، بے حیائی وغیرہ بھی انھیں منڈیوں سے آ رہا ہے، اس کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لیبل نئے نئے ہوتے ہیں ہم آپ سمجھ بھی نہیں سکتے کہ اسلام کے خلاف یہ چیزیں ہیں، افسوس کہ کہاں سے کہاں ہم لوگ جارہے ہیں، ہمارے بچے، ہماری عورتیں کہاں جارہی ہیں؟ ہماری باتوں کو سننے کیلئے تیار نہیں، دینی وعظ و تقریر سننے کیلئے تیار نہیں۔

میرے دوستو! نفاق کے خصال کو چھوڑ کر اسلامی خصال کو اپنانا ہوگا، آج مسلمان ان اسلامی خصلتوں کو چھوڑتے چلے جارہے ہیں، اور پھر دشمنوں کو برا بھلا کہتے ہیں، صرف دشمنوں کو گالی دینے سے کچھ نہیں ہوگا کچھ اپنے کو بھی کہنے سننے کی ضرورت ہے، ہمارے اندر اسلامی اخلاق، اسلامی خصال ہیں یا نہیں اسے بھی دیکھنا ہوگا، صرف اللہ تعالیٰ سے غیروں کی شکایت کرنے سے کچھ نہیں ہوگا بلکہ خود کو بری عادتوں سے چھڑا کر اچھی عادتیں اپنانا ہوں گی۔ ہمارے اندر بہت سی کمزوریاں ہیں انہیں دور کرنا ہوں گی، تب جا کر اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہوگی۔

میرے دوستو بزرگو! اخلاق اور اعمال اچھے بھی ہیں اور برے بھی، اگر ہمارے اندر صدق ہے تو یہ اچھی خصلت ہے اسی کے مقابلہ میں اگر کذب ہے تو یہ بری خصلت ہے، دونوں متضاد خصلتیں ہیں، اگر آدمی صدق اختیار کررہا ہے تو نجات ہوگی، اس کے برعکس کذب کو اختیار کرتا ہے تو پکڑ ہوگی، اسی طرح اگر امانت داری ہے اور کوئی وعدہ کو پورا کرتا ہے تو اس میں نجات ہے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس کے برعکس اللہ کی پکڑ ہوگی، امانت داری کو تو غیر بھی اچھا سمجھتے ہیں، ریل میں غیر مسلم ہم ہی کو سامان سپرد کر کے کسی حاجت کیلئے جاتے ہیں کہتے ہیں کہ مولانا دیکھنا ہم استنجاء کر کے آتے ہیں، اگر ہمارے اخلاق برے ہوں گے تو اللہ کی نظروں سے بھی گریں گے اور مخلوق کی نظروں سے بھی گریں گے۔ ذلت ورسوائی لازم حال ہو جائیگی۔

دوستو بزرگو! حضرتؒ اس نفاق کے متعلق والی حدیث پر بہت کلام فرماتے تھے میں نے شروع سے اخیر تک تقریباً سترہ سال تک اسی حدیث پر حضرتؒ سے سنتا رہا، دیہاتوں اور دارالعلوموں، ہر جگہ اس پر کلام فرماتے تھے۔ سب سے پہلی کتاب بھی حضرت نے اسی حدیث پر لکھی، جس کا نام "تحذیر العلماء عن خصال السفھاء" ہے، یعنی علماء کو منافقین کے خصال سے ڈرانا، یہ حضرت کا سب سے پہلا رسالہ ہے جسے مولانا ظہور الحسن صاحبؒ نے طبع کرایا تھا۔

میرے دوستو بزرگو! یہ بہت ہی اہم باتیں ہیں، ان کو سوچنا ہے، سمجھنا ہے، ورنہ تو ایسا سمجھ لو کہ ہم شیرینی کھا رہے ہیں مگر زہر اور نجاست ملا کر، اس سے کیا فائدہ ہوگا، سوائے ضرر و ہلاکت کے۔

اب یہاں پر ایک اشکال ہوتا ہے کہ بہت سے لوگ جھوٹ بولتے ہیں، بہت سے لوگ وعدہ خلافی کرتے ہیں اور بہت سے لوگ خیانت کرتے ہیں تو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کیا یہ سب منافق ہو جائیں گے؟ تو حضرتؒ نے بہت ہی تحقیق کے بعد اس کا جواب دیا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جھوٹ اس کی عادت بن جائے، جب بھی وہ بات کرے تو جھوٹ کہے۔ اور اگر کبھی شاذ و نادر اس سے جھوٹ کا صدور ہو جائے تو وہ منافق کے زمرہ میں نہیں آئیگا، بلکہ منافق وہ شخص کہلائیگا جس کی یہ عادت لازمہ بن جائے کہ جب بھی بات کرتا ہو وہ جھوٹ بولتا ہو گویا جھوٹ بولنے کا عادی ہو چکا ہو۔ اسی طرح جب بھی اس کے پاس امانت رکھی جائے وہ خیانت کیا کرے اور جب بھی وعدہ کرے تو اس کے خلاف کیا کرے ایسی صورت میں وہ منافق ہوگا۔ حضرت نے بہت تحقیق کے بعد یہ جواب مرحمت فرمایا تھا۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

بہرحال میں یہ کہہ رہا تھا کہ موقع کے مناسب بیانات ہوتے ہیں، بعض دفعہ اسی بیان سے لوگوں کو نفع ہو جاتا ہے، بعض دفعہ کرامات اور ولایت کے متعلق باتیں ہو جاتی ہیں تو بہت سے لوگوں کو اس سے نفع ہو جاتا ہے، اس بنا پر مختلف قسم کے بیانات کئے جاتے ہیں تاکہ جس کو جس سے مناسبت ہو، جس کے حال سے مطابقت ہو وہ اپنے مرض اور حال کے اعتبار سے اصلاح کرلے۔ اور وعظ کا حاصل یہی ہے، حضرت سیدنا رفاعیؒ کی ایک کتاب ہے "البنیان المشیّد" بہت ہی عمدہ اور قابل مطالعہ کتاب ہے، خانقاہ تھانہ بھون میں لکھا ہوا تھا کہ اس کا مطالعہ کیا جائے، اس میں حضرت سیدنا رفاعیؒ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نے تحریر فرمایا کہ وعظ کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کے اندر جو امراض اور خرابیاں ہیں بیان کی جائیں اوران کا علاج بتلایا جائے، تاکہ لوگوں کو اپنے امراض کی اطلاع ہو اور اس کے ازالہ کیلئے کوشاں ہوں۔ اس زمانہ میں اس کی بڑی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کواس کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

اسی قبیل سے یہ آیت بھی ہے، جس کی میں نے تلاوت کیا، اس کے متعلق حضرت مولانا ابرارالحق صاحبؒ سے مفصل سنا ہے، وہ آیت یہی ہے ﴿وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْإِثْمِ و بَاطِنَهٗ﴾ ظاہری گناہ کو بھی چھوڑو اور باطنی گناہ کو بھی چھوڑو۔

تفسیر مظہری میں اس آیت کے تحت بہت عمدہ لکھا ہے کہ ظاہری گناہ سے مراد یہ ہے کہ ظاہری اعضاء یعنی ہاتھ، پیر، آنکھ، کان سے جو گناہ ہوتے ہیں ان کو بھی چھوڑو اور باطنی اعضاء یعنی دل و دماغ سے جو گناہ ہوتے ہیں ان کو بھی چھوڑو۔ کسی گناہ کو معمولی مت سمجھو، گناہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے، چاہے پھر وہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ معمولی گناہ جس کو ہم لوگ صغیرہ کہتے ہیں اس سے بھی اللہ تعالیٰ سے دوری ہو جاتی ہے، اور چھوٹی چھوٹی طاعات سے بھی اللہ تعالیٰ کا قرب مل جاتا ہے، حدیث میں آیا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ” أيها الناس ليس من شيء يقربكم الى الجنة ويباعدكم من النار الا وقدامرتكم به وليس شيء يقربكم من النار

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ویباعدکم من الجنۃ الا وقد نہیتکم عنہ "[مشکوٰۃ/۴۵۲] یعنی اے لوگو! کوئی چیز ایسی نہیں جو تم کو جنت سے قریب اور دوزخ سے دور کر سکتی ہو مگر میں نے تم کو وہ بتادی ہے اور کوئی چیز ایسی نہیں جو تم کو دوزخ سے قریب اور جنت سے دور کر سکتی ہے مگر میں نے تم کو اس سے منع کر دیا ہے۔

اس میں صرف بڑے بڑے اوامر ہی نہیں ہیں بلکہ چھوٹے اوامر بھی شامل ہیں، مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:" **یا ابا ذر! اذا طبخت مرقا فاکثر ماء ھا وتعاھد جیرانک** " (مسلم) کہ اے ابوذر! شوربہ میں ذرا زیادہ پانی ڈال دیا کرو تاکہ پڑوسیوں کو دینے میں آسانی ہو۔ اگر کوئی عورت تھوڑا سے شوربہ اپنے پڑوس میں دے دیتی ہے تو اس کو اس میں ثواب ملے گا۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ " **یا عائشۃ! استتری من النار ولو بشق تمرۃ** " [مجمع الزوائد ۳/۲۰۸] یعنی اے عائشہ! جہنم سے بچو چاہے کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دے کر بچو۔ معلوم ہوا کہ جہنم سے بچنے کیلئے صدقہ کرتے رہنا چاہئے اگر زیادہ نہ مل سکے تو چھوٹی چھوٹی چیزیں دینے میں دریغ نہ کرے۔ یہ نہیں کہ ہزار دو ہزار روپیہ صدقہ کریں گے تب ہی وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہوگا۔ جتنی جس کی حیثیت اور قدرت ہو اتنا صدقہ کرنا موجب اجر وثواب اور باعث قرب وقبول ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ظاہری گناہوں میں میرے دوستو! ہاتھ کا گناہ ہے کہ ایسی چیزیں نہ پکڑو جو شریعت کے خلاف ہو، پیر کو شریعت کے خلاف چیزوں میں استعمال نہ کرو، اللہ نے تم کو پیر دیا ہے اس کا شکر تو یہ ہے کہ اس کو طاعت میں لگاؤ، مسجد تک لے جاؤ، ذکر کی جگہوں پر لے جاؤ، بزرگوں سے ملنے کیلئے لے جاؤ، بازاروں میں لے جاؤ، تاکہ رزق حلال وطیب حاصل کرو، ہاتھوں کا بھی غلط استعمال نہ کرو، ہاتھ سے لکھنے پڑھنے کا کام کرو، صدقہ کرو، کسی معذور کی مدد کردو، یہ سب ہاتھ کے طاعات ہیں، اور اس کے خلاف کسی کو دھکا دینا، یا مار دینا اور تکلیف پہنچانا، یہ سب ہاتھ کے گناہ ہیں۔ اسی طرح زبان کا معاملہ ہے، اس سے جھوٹ بولنا، غیبت کرنا، کسی کو برا کہہ دینا، سخت سست کہہ دینا، اور آپ کو معلوم ہے کہ زبان کا زخم تو تلوار کے زخم سے بھی کاری ہوتا ہے، جیسا کہ مشہور شعر ہے ؎

جراحات السنان لها الالتیامُ
ولا یلتام ما جرح اللسانُ

کہ تلوار کا زخم تو پُر بھی ہو جاتا ہے لیکن زبان کا زخم پُر نہیں ہوتا۔

میرے دوستو بزرگو! زبان کی بڑی حفاظت ہونی چاہئے، کسی کو کسی سے اذیت نہ پہنچے اس کا بڑا خیال رکھنا چاہئے، آج اگر ہم اس کا اہتمام کرلیں تو معلوم نہیں اس ذکر و شغل سے ہمیں کتنی نورانیت حاصل ہو جائے، لیکن ہماری زبان محفوظ نہیں رہتی، ہمارے ہاتھ پیر محفوظ نہیں رہتے، خاص طور سے زبان

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کے بارے میں حضرت معاذ بن جبلؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ! کیا زبان سے کہی ہوئی بات پر ہمارا مؤاخذہ ہوگا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاذ! تجھ پر تیری ماں روئے (یہ محاورہ ہے) آدمیوں کو دوزخ میں ان کے منھ کے بل، یا فرمایا ناکوں کے بل ان زبانوں کی بیباکانہ باتیں ہی ڈلوائیں گی۔ (ترمذی، مشکوٰۃ ر ۱۴)

اسی بنا پر میرے دوستو! صحابی رسول حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: " لَقِيتُ رسولَ اللّٰهِ صَلی اللّٰهُ عَلیه وسلَّمَ فَقُلْتُ مَا النَّجَاةُ يَا رَسولَ اللّٰهِ ! فَقَالَ اَمْلِکْ عَلَيْکَ لِسَانَکَ وَ لْيَسَعْکَ بَيْتُکَ وَ ابْکِ عَلٰی خَطِيْئَتِکَ" (مشکوٰۃ: ۴۱۳) اے اللہ کے رسول! نجات کس چیز میں ہے؟

دیکھئے! صحابی نے کتنی عمدہ بات پوچھی، اس سے معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام ایسی باتوں کو دریافت کرتے رہتے تھے، کیونکہ ان کو اصلاح کی طلب تھی، چاہتے تھے کہ اللہ ان سے راضی اور خوش ہوجائے اور گناہوں سے بچ کر طاعات میں لگ جائیں۔

بہرحال حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! نجات کس چیز میں ہے؟ سوال بھی کیسا عمدہ کیا، یہ نہیں کہ وعظ کیجئے، نصیحت کیجئے، بلکہ نجات کے متعلق دریافت کیا، اور نجات عام ہے اس میں دنیوی اور اخروی سب نجات

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

شامل ہے، تو مرشد کامل طبیب حاذق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔

میرے دوستو! خاص طور سے ایسی بات نہ کہو جس سے اہل اللہ کے قلوب زخمی ہو جائے۔ اہل اللہ کے قلوب مثل شیشہ کے ہیں، ان سے اگر کوئی نازیبا بات کہو گے تو وبال میں پڑ جاؤ گے۔

حضرت سے میں نے سنا فرماتے تھے کہ صاحب روح المعانی نے ﴿لایغتب بعضکم بعضا﴾ کے تحت لکھا ہے کہ غیبت تو حرام ہے، لیکن ایک عام لوگوں کی غیبت ہے اور ایک علماء کی غیبت ہے جو دین کے خدام اور داعی ہیں، ان کی غیبت کی حرمت عوام کے مقابلہ میں شدید ہے، ان کی غیبت کرو گے تو وبال میں آجاؤ گے۔ اس لئے زبان کی حفاظت ہونی چاہئے۔

ایک قصہ میں نے اس سے قبل بھی شاید بیان کیا ہو، ایک بوڑھیا تھی وہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب دہلویؒ کی خدمت میں گئی، جو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کے صاحبزادے اور شاہ عبدالعزیز دہلویؒ کے چھوٹے بھائی تھے، بہت بڑے بزرگ اور اللہ والے تھے، انہوں نے قرآن کریم کا ایسا ترجمہ کیا ہے جس کے بارے میں بڑے بڑے علماء کرام کا کہنا ہے کہ بالکل الہامی ترجمہ ہے، بہت بڑے آدمی تھے، اب ان کی کیا تعریف کی جائے، پوری دنیا جانتی ہے، بہرحال ان کے پاس ایک بوڑھیا آئی جو سوت کات کر اپنا گذارا کرتی تھی، اس میں سے کچھ بچا کر حضرت کی خدمت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں معمولی سا ہدیہ پیش کیا، شاہ صاحب نے اسے قبول نہیں کیا، بس بات آئی گئی ختم ہوگئی، اس کے بعد ایسا ہوا کہ شاہ صاحب کو جتنے ہدایا آتے تھے وہ سب بند ہوگئے، ان حضرات کا زیادہ تر منجانب اللہ فتوحات سے ہی کام چلتا ہے، اب سب فتوحات بند ہوگئیں جس سے بہت پریشان ہوئے، اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ! ہم سے اگر کوئی غلطی ہوئی ہو تو اس کو معاف فرمادے۔ یہ ہیں اللہ والے، اپنے دل کی ہر وقت نگرانی کرتے رہتے ہیں، یہ اللہ والے متجسس القلوب یعنی اپنے قلوب کے جاسوس ہوتے ہیں، میرے دوستو! قلب کی حفاظت اور اس کی نگرانی بہت بڑی بات ہے، اہل اللہ ہر وقت اس پر نظر رکھتے ہیں کہ صبح ہمارا یہ حال تھا اب وہ حال کیوں چلا گیا، ہمارے قلب میں روشنی کے بجائے تاریکی تو نہیں آرہی ہے، ہر وقت وہ اپنے قلوب کی نگرانی میں لگے رہتے ہیں۔

بہرحال شاہ صاحبؒ نے جب فتوحات کو بند پایا تو دل میں ایک کدورت سی محسوس کی، اللہ کے آگے روئے گڑگڑائے کہ اے اللہ! ہم کو بتلا دیجئے کہ ہم سے کون سی کوتاہی اور چوک ہوگئی ہے، بہرحال اللہ تعالیٰ نے ان پر الہام فرمایا کہ بوڑھیا کا جو ہدیہ آپ نے واپس کر دیا اس کی وجہ سے فتوحات بند کردی گئیں، اس کے بعد شاہ صاحب بڑھیا کے گھر تشریف لے گئے اور کنڈی کھٹکھٹایا اس نے کہا کہ کون! تو شاہ صاحب نے فرمایا کہ عبدالقادر، اماں! وہ ہدیہ دیدیجئے تو اس نے روتے ہوئے کہا کہ سوت کی مزدوری سے بچا کر آپ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کے ہدیہ کیلئے لے گئی تھی لیکن آپ نے قبول نہیں کیا تو اس وقت سے رو رہی ہوں، مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میرے ہدیہ میں اخلاص نہیں تھا، جس کی بنا پر آپ نے قبول نہیں فرمایا۔ دیکھئے! کتنی عقل مند بوڑھیا تھی کہ الزام بھی اپنے اوپر ہی رکھا، اِس زمانہ میں تو فوراً سامنے والے پر الزام دھر دیتے ہیں، وہ بوڑھیا کتنی بڑی عارفہ اور خاشعہ تھیں۔ اسکے بعد شاہ صاحب نے اس کا ہدیہ قبول کرلیا اور دل کی کدورت اور تنگی جاتی رہی اور فتوحات کا سلسلہ پھر شروع ہوگیا۔ تو یہ اللہ والے اس طرح اپنے ظاہری اعضاء کے ساتھ ساتھ باطنی اعضاء بالخصوص دل کی نگرانی کیا کرتے ہیں۔

ایک واقعہ یاد آیا، غالباً علامہ قشیریؒ نے لکھا ہے کہ ایک عالم ایک بزرگ کی خدمت میں گئے، جب وہ واپسی کا قصد کرنے لگے تو بزرگ نے ان سے کہا کہ آج رات یہیں قیام کرلیں، انہوں نے کچھ عذر کیا اور گھر روانہ ہوگئے، اور بات یہ تھی کہ گھر میں مرغ پکوائے تھے، مرغ میں ان کا جی لگا ہوا تھا سوچ کہ اگر یہاں خانقاہ میں رکتا ہوں تو مرغ سے محروم ہو جاؤں گا، بہر حال وہ گھر پہنچے، جب بیوی نے مرغ دسترخوان پر رکھا تو ایک کتا آیا اور مرغ لے کر بھاگ گیا، پھر انہوں نے کچھ بچے ہوئے شوربہ سے کھانا چاہا تو بیوی کے آنچل سے دھکا لگا اور وہ بھی گر گیا، صبح میں بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے کہا کہ مرغ کا کیا ہوا؟ انہیں الہام ہوگیا تھا، تو وہ عالم شرمندہ ہوئے اور ان بزرگ نے فرمایا کہ جب کسی شیخ کے قلب کو آدمی مجروح کرتا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے تو اس پر اللہ کتا مسلط کر دیتا ہے جو اس کی توہین و آبرو ریزی کرتا ہے۔

بہر حال بزرگوں نے اپنے قلوب کی بڑی حفاظت فرمائی، اللہ تعالیٰ انہیں فہم سلیم عطا فرماتے ہیں، اولاً تو ان حضرات کو کسی سے بدگمانی نہیں ہوتی، اپنے دل کو صاف رکھتے ہیں کوئی ایسا معاملہ پیش آتا ہے تو تاویل کر لیتے ہیں کہ کوئی مصلحت ہوگی وغیرہ۔ اس لئے ہمیں بھی چاہئے کہ ایسی چیزوں سے بچیں اور اپنے جو متعلقین ہیں ان کو بھی بچانے کی کوشش کریں۔

ایک بزرگ جا رہے تھے، ایک آزاد آدمی اپنی بیوی کے ہمراہ وہاں سے گذر رہا تھا اتفاقاً اس کی بیوی کو ان بزرگ سے ہلکا سا دھکا لگ گیا، بس اس شخص نے ان بزرگ کو ایک طمانچہ مار دیا، انہوں نے صبر سے کام لیا اور کچھ نہیں کہا اور آگے بڑھ گئے، اب ایسا ہوا کہ اس شخص کا پیشاب ہی بند ہو گیا، بہت تکلیف ہونے لگی، تڑپنے لگا، جس کو پیشاب بند ہو جاتا ہے وہ جانتا ہے کہ اس سے کتنی تکلیف ہوتی ہے، پیاس سے زیادہ پیشاب بند ہونے کی تکلیف ہوتی ہے، اس کی بیوی نے کہا کہ تم نے ان بزرگ کو مارا تھا جس کے نتیجہ میں اللہ کی طرف سے تمہاری پکڑ ہوئی ہے لہٰذا جاؤ اور ان سے معافی مانگو، وہ بزرگ کے پاس آیا اور پیر پکڑ کر معافی مانگنے لگا کہ حضرت معاف کر دیجئے، اور دعا کر دیجئے کہ میری یہ تکلیف جاتی رہے، بزرگ نے کہا کہ دیکھو! ہم نے تو تمہارے لئے بددعا نہیں کی تھی مگر اللہ نے تم کو یہ سزا دی ہے دیکھو! تمہاری بیوی کو انجانے میں مجھ سے دھکا لگ گیا تھا لیکن مارا تم نے، اسی طریقہ سے ہم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نے تم سے اس کا بدلہ نہیں لیا بلکہ اللہ نے تم سے بدلہ لیا ہے، بہر حال اس کو معاف کیا اور اس کیلئے دعا کر دی اور وہ ٹھیک ہو گیا۔

میرے دوستو بزرگو! اس آیت کریمہ میں یہی بتایا گیا ہے کہ ظاہری اور باطنی دونوں گناہوں کو چھوڑ دو، اپنے ظاہر کی بھی اصلاح کرو اور اپنے باطن کی بھی اصلاح کرو، ہاتھ اور پیر جو ظاہری اعضا ہیں ان کو خلاف شریعت امور میں استعمال نہ کرو، دیکھئے! قرب نوافل میں یہی ہوتا ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے "لا یزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتی احبه فاذا احببته کنت سمعه الذی یسمع به و بصره الذی یبصر به ویده التی یبطش بها و رجله التی یمشی بها" (بخاری) یعنی میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ مجھے محبوب ہو جاتا ہے جب وہ میرا پسندیدہ بن جاتا ہے تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، میں اس کا پیر ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ پھر ہاتھ پیر گناہ نہیں کرتے، یہ سب مجاہدات وغیرہ اسی لئے ہوتے ہیں تاکہ ہمارا دل اور دماغ، ہمارے ہاتھ اور پیر سب اللہ کے تابع ہو جائیں۔ بغیر قلب کی درستگی کے یہ ہاتھ پیر قابو میں آنے والے نہیں، ان کو قابو میں لانے کیلئے دل کی درستگی ضروری ہے، اس کیلئے ذکر و شغل ہے، جب آپ نوافل پڑھیں گے تو قرب حاصل ہوگا اور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جب قرب ہوگا تب اس ہاتھ کو یہ مرتبہ ملے کہ بندہ کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے۔ یہ نہیں کہ معصیت کرتا رہے اور اللہ کا ہاتھ بن جائے، جب وہ معاصی سے بچے گا اور اپنے ظاہر و باطن کی حفاظت کا خوب خیال رکھے گا تو پھر ہاتھ پیر کی مجال نہیں کہ وہ دوسری طرف جائے اور نافرمانی کرے۔ زبان کی مجال نہیں کہ وہ غلط باتیں کہے، اس کیلئے ضرورت ہے کہ اپنے قلب کی اصلاح کر لی جائے کیونکہ "الظاهر عنوان الباطن" جب باطن ٹھیک ہوگا تو وہ ظاہر پر اثر انداز ہوگا، دل پر کوئی اثر ہوتا ہے تو فوراً چہرہ پر اس کے آثار ظاہر ہو جاتے ہیں، اسی طرح معصیت کا بھی معاملہ ہے، جب قلب معصیت سے خالی ہوگا تو انشاء اللہ اس کے ہاتھ پیر سب معصیت سے بچتے رہیں گے اور چہرے پر نورانیت ہوگی۔

چنانچہ روایتوں میں آتا ہے کہ ایک صحابی نماز پڑھ رہے تھے اور دوران نماز ان کا ہاتھ بار بار ڈاڑھی پر جا رہا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "**لو خشع قلب هذا لخشعت جوارحه**"[1] [احیاء العلوم] اگر اس کا قلب خاشع ہوتا تو اس کا ہاتھ بھی خاشع ہوتا، بار بار ڈاڑھی پر نہ جاتا۔ اس سے قلب کی اصلاح کی ضرورت معلوم ہوئی۔

---

(۱) قال العراقی رواه الترمذی فی النوادر من حدیث ابی هریرةؓ بسند ضعیف والمعروف انه قول سعید ابن المسیب رواه ابی شیبة فی المصنف (اتحاف السعادة المتقین ۳/۳۹)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ظاہر اور باطن دونوں لازم ملزوم ہیں، ظاہر پر جب عمل کریگا تو باطن بھی درست ہوگا اور جب باطن درست ہوگا تو ظاہر بھی ٹھیک ہو جائے گا، اس بنا پر ظاہری گناہوں کے چھوڑنے کی بھی ضرورت ہے اور باطنی گناہوں سے بچنے کی بھی ضرورت ہے۔ باطنی گناہ جیسے کبر ہے، حسد ہے وغیرہ۔ اور کفر و شرک تو اپنی جگہ پر سب سے بڑا گناہ بلکہ ظلم ہے ہی، لیکن چونکہ یہ ایمان والوں کا مجمع ہے اسلئے کبر اور حسد کی مثال دی، ورنہ سب سے بڑا قلبی گناہ کفر اور شرک ہے اس کی کوئی معافی نہیں، اللہ تعالیٰ اس کو کبھی گوارا نہیں کرتا کہ قلب میں غیر رہے کیونکہ قلب تجلی گاہِ ربانی ہے، اس میں غیر کی گنجائش کا سوال ہی نہیں ہوتا۔

آسکے غیر مرے خانۂ دل میں کیسے
کہ خیال رخ دلدار ہے درباں اپنا

جب قلب محفوظ ہوگا تو ہاتھ پیر سب محفوظ ہوں گے اور اگر قلب کا پھاٹک تم نے کھول دیا کہ زید، عمرو، بکر جو چاہے آئے جائے تو تمہارے ہاتھ پیر بھی محفوظ نہیں رہ سکتے، اس بنا پر قلب کی حفاظت بہت ضروری ہے۔

اس بنا پر میرے دوستو! ﴿ وَ ذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَهٗ ﴾ میں پورا دین آ گیا، کہ ظاہری گناہ بھی چھوڑو اور باطنی گناہ بھی چھوڑو۔ یہیں سے میں کہتا ہوں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ظاہری گناہ اور باطنی گناہ کے ترک کا حکم دیا ہے، اسی طرح ظاہری طاعت بھی کرو اور باطنی طاعت بھی کرو۔ نماز روزہ وغیرہ ظاہری طاعات ہیں اسی طرح شکر خداوندی، تواضع، توکل وغیرہ باطنی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

طاعات ہیں، ان کو بھی بجالاؤ، اس لئے جیسے ظاہری اور باطنی گناہ کو ہمیں ترک کرنا ہے اسی طرح ظاہری و باطنی طاعات کو اختیار بھی کرنا ہے۔

میرے دوستو! یہ مختصر تقریر ہے، خود میں نے ایک اثر ہی کے تحت بیان کیا ہے اور واقعی حالات کچھ ایسے ہی ہیں کہ جن کی بنا پر اگر اثر نہ ہو تو تعجب ہے، عمر کا بھی تقاضا ہے، بیماریوں کا تقاضا ہے، قوم اور حکومت کے حالات کا تقاضا ہے، اسلئے یہ سب باتیں کہہ دیں، اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے امن و امان عطا فرمائے، ہماری حفاظت فرمائے، ہم سب لوگوں کو دین مستقیم پر قائم رکھے، ہمارے اخلاق کی درستگی فرمائے، لوگوں کے حقوق، پڑوسیوں کے حقوق، غیروں کے حقوق یہاں تک کہ جانوروں کے حقوق جو اسلام نے بیان کیے ہیں ان کی ادائیگی کی فکر کرو، اگر ہم کوشش کریں گے تو انشاء اللہ العزیز اللہ کی طرف سے ہماری نصرت اور مدد ہوگی، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين ،

دعا کیجئے:

الحمدلله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الاولين و الأخرين و على اٰله و اصحابه اجمعين ،

یا اللہ! ظاہری اور باطنی گناہوں سے ہماری حفاظت فرما، ظاہری اور باطنی طاعات کے کرنے کی توفیق مرحمت فرما، یا اللہ! اس کے ثمرات سے ہم سب لوگوں کو منتفع فرما، یا اللہ! ہر قسم کی خیر اور بھلائی سے ہم لوگوں کو مالا مال فرما،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یااللہ! اپنی اطاعت کی توفیق مرحمت فرما، اپنے ذکر وفکر کی توفیق مرحمت فرما، یااللہ! اخلاق نبوی کے اختیار کرنے کی توفیق مرحمت فرما، یااللہ! حقوق اللہ اور حقوق العباد کے ادائیگی کی توفیق مرحمت فرما، یااللہ! ہماری زبان کی حفاظت فرما، ہمارے دلوں کی حفاظت فرما، ہمارے ہاتھوں کی حفاظت فرما، یااللہ! معصیت سے ہماری حفاظت فرما، اپنی نافرمانیوں سے ہماری حفاظت فرما، زیادہ سے زیادہ طاعات کرنے کی توفیق مرحمت فرما، یااللہ! یہ رمضان شریف کا مبارک مہینہ ہے اس میں قرآن پاک کا نزول ہوا ہے، اس کے برکات سے ہمیں مالا مال فرما، یااللہ! ہم سب لوگ اسی امید پر آئے ہیں کہ مزید ہم کو خیرات وبرکات سے مشرف کیا جائے، ہم سب لوگوں کو قبول فرما، سب کو ایک دوسرے سے خیر اور نور حاصل کرنے کی توفیق مرحمت فرما۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم ، سبحان ربك رب العزة عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد لله رب العالمین ،

☆☆☆☆☆

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عَنْ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ قَالَ لَقِيتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقُلْتُ مَا النَّجَاةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ : " اَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَ لْيَسَعَكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ " (ترمذی ج:۲ ص:٦٦)

نجات کے تین نسخے

۸ ررمضان المبارک ۱۴۲۴ھ مسجد دار العلوم کنتھاریہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

خلاصۂ وعظ

ہر آدمی یہ چاہتا ہے کہ مرض کا علاج ہم کو مل جائے، اور کوئی سہل دوامل جائے تاکہ ان امراض سے نجات حاصل ہو جائے تو میرے دوستو! اسی طریقہ سے جو اہل اللہ ہیں وہ ہر وقت اسی سوچ میں رہتے ہیں کہ کیسے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ہم نجات پا جائیں، اللہ کی ناخوشی سے کیسے ہم چھٹکارا پا جائیں، پس صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو تو ہر وقت اس کا استحضار رہتا تھا، آخرت میں کیا ہونے والا ہے، اللہ کے یہاں پیشی ہونے والی ہے اللہ سوال کرے گا، ہم کو جواب دینا ہوگا۔

لہٰذا حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ نجات کس چیز میں ہے، دنیوی آفات سے نجات کس چیز میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً جواب دیا "اَمسِکْ عَلَیْکَ لِسَانَکَ وَ لْیَسَعْکَ بَیْتُکَ، وَابْکِ عَلٰی خَطِیْئَتِکَ" اپنی زبان کی حفاظت کرو، اپنا گھر اپنے اوپر وسیع کرلو، اور اپنی خطاؤں پر رویا کرو۔ یہ نجات کے تین نسخے ہیں۔

اس حدیث کے ضمن میں ملا علی قاریؒ نے مرقات میں تحریر فرمایا ہے کہ اپنے گھروں میں رہو، بلا ضرورت باہر نہ جایا کرو اور گھر میں رہنے سے مت گھبراؤ بلکہ اسی کو غنیمت سمجھو کیونکہ یہی نسخہ فتنہ اور تمام شرور وفتن سے چھٹکارے کیلئے کافی ہے چنانچہ دور فتن سے خلاصی کیلئے مشہور مقولہ ہے "ھذا زمان السکوت و ملازمة البیوت و القناعة الی ان یموت" یعنی یہ زمانہ سکوت اختیار کرنے کا ہے اور اپنے گھروں کی رہائش کو لازم پکڑنے کا ہے اور موت تک بقدر ضرورت معاش پر صبر وقناعت کا ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نُؤْمِنُ بِهٖ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ ، وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِيَ لهٗ، وَ نَشْهَدُ أَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَشَرِيْکَ لَهٗ ، وَ نَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ ، صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ عَلٰى آلِهٖ وَاَ صَحَابِهٖ وَ اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّاتِهٖ وَ سَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ،

أَمَّابَعْدُ!

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ : " اَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَ لْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ "

دوستو بزرگو! کل ضمناً اس حدیث کے متعلق بھی کچھ بیان کر چکا ہوں، خیال ہوا اس حدیث کے اجزاء ثلاثہ سے متعلق اجمالی طور سے پھر بیان ہو جائے کیونکہ میں نے کہا تھا کہ جب تک کوئی بات ذہن نشین نہ ہو جائے بلکہ قلب نشین نہ ہو جائے اس وقت تک سننے سنانے کا سلسلہ جاری ہی رہنا چاہیے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یہ حدیث بہت ہی مہتم بالشان ہے، ترمذی شریف کی حدیث ہے، اس حدیث کے متعلق آتا ہے کہ حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول! نجات کس چیز میں ہے؟ ان کا یہ سوال ہی کتنا مہتم بالشان ہے، نجات کوئی معمولی بات نہیں ہے، میرے دوستو! ابھی کسی کو معلوم ہو جائے کہ کینسر سے نجات فلاں چیز میں ہے، بلڈ پریشر سے نجات فلاں چیز میں ہے، شوگر سے نجات فلاں چیز میں ہے، تو وہ اس کے پیچھے بھاگے گا اور حاصل کرنے کی کوشش کرے گا بلکہ حاصل کر کے رہے گا، اور اگر علاج معلوم نہ ہو تو اس کی جستجو میں رہتا ہے اور لوگوں سے پوچھتا رہتا ہے کہ فلاں بیماری سے چھٹکارے کی کیا شکل ہے اور فلاں بیماری سے نجات کس طرح حاصل کی جائے؟ ہر حکیم کو دکھلاتا ہے، ہر آدمی سے اس کا تذکرہ کرتا ہے کہ شاید کوئی جڑی بوٹی بتلا دے جس کے استعمال سے بیماری ختم ہو جائے۔

اہل تعلق کا خیال رکھنا چاہئے

ابھی کل ہی ہم لوگ ایک صاحب کی عیادت کے لئے انکلیشور گئے تھے، بہت مشہور آدمی ہیں، ان کو جی بھائی کہا جاتا ہے، وہ برابر مجلس میں آتے رہتے تھے، وہ کینسر کے مرض میں مبتلا ہو گئے ہیں، میں نے ساتھیوں سے کہا کہ بھائی ہمارا بھی حق ہے کہ ہم جا کر ان کو دیکھیں، چنانچہ ہم لوگ ان کی عیادت کیلئے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

گئے تو بہت خوش ہو گئے، مارے خوشی کے رونے لگے اور بار بار شکریہ ادا کرنے لگے، میں نے کہا شکریہ کی کیا بات ہے یہ تو میرا فریضہ تھا، آپ برابر فون بھی کرتے رہتے ہیں اور پوچھتے رہتے ہیں کہ اتنی مرتبہ درود شریف پڑھتا ہوں اور کہئے تو کچھ اور پڑھوں، غرض بہت زیادہ صاحب وظائف ہیں حالانکہ دینی اعتبار سے کوئی بہت زیادہ پڑھے لکھے نہیں سمجھے جاتے لیکن دنیاوی و سیاسی اعتبار سے بڑے آدمی ہیں اور ایسی حالت میں وظائف کا پابند رہنا بڑی بات ہے اور اللہ کا فضل و کرم ہے۔

ولایت کا معیار

ہمارے یہاں ایک ڈپٹی انسپکٹر تھے جن کا نام اقبال احمد صاحب تھا، دن رات تلاوت ہی کرتے رہتے تھے، حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں رہتے تھے، حضرت فرماتے تھے کہ دیکھو! ان کو کوئی ولی نہیں سمجھے گا، مگر یہی لوگ کسی غیر متشرع شخص کو دیکھیں گے تو معتقد ہو جائیں گے، حالانکہ ولایت کیلئے ایمان اور عمل صالح ہی ضروری ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ﴿ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴾ (سورۂ یونس: ۶۲، ۶۳) یاد رکھو! اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ مغموم ہوتے ہیں اور (اللہ کے دوست)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وہ ہیں جو ایمان لائے اور (معاصی سے) پرہیز کرتے ہیں۔

علماء جلد خلافت کے مستحق ہو جاتے ہیں

حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا کہ حضرت! کیا بات ہے کہ آپ علماء کو بہت جلدی خلافت دے دیتے ہیں، فرمایا کہ بھائی! وہ مجاہدات کر کے آتے ہیں، اسی لئے کسی قدر قلب کی اصلاح کر کے آتے ہیں اس لئے خلافت کے مستحق جلد ہو جاتے ہیں.اور جس نے کبھی اصلاح کی طرف توجہ ہی نہ کی ہو، مجاہدات کئے ہی نہ ہوں وہ کیسے خلافت کے لائق ہو سکتے ہیں۔

خیر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہر آدمی یہ چاہتا ہے کہ مرض کا علاج ہم کو مل جائے، اور کوئی سہل دوا مل جائے تا کہ ان امراض سے نجات حاصل ہو جائے تو میرے دوستو! اسی طریقہ سے جو اہل اللہ ہیں وہ ہر وقت اسی سوچ میں رہتے ہیں کہ کیسے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ہم نجات پا جائیں، اللہ کی ناخوشی سے کیسے ہم چھٹکارا پا جائیں، پس صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو تو ہر وقت اس کا استحضار رہتا تھا، آخرت میں کیا ہونے والا ہے، اللہ کے یہاں پیشی ہونے والی ہے، اللہ سوال کرے گا، ہم کو جواب دینا ہوگا، جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

’’ عَنْ اَبِیْ بَرْزَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ’’لَاتَزُوْلُ قَدَمَا عَبْدٍ یَوْمَ الْقِیَامَةِ حَتّٰی یُسْأَلَ عَنْ اَرْبَعٍ عَنْ عُمرِهٖ فِیْمَا اَفْنَاهُ وَ عَنْ عِلْمِهٖ مَا عَمِلَ بِهٖ وَ عَنْ مَالِهٖ مِنْ اَیْنَ اکْتَسَبَهٗ وَ فِیْمَا اَنْفَقَهٗ وَ عَنْ جِسْمِهٖ فِیْمَا اَبْلَاهُ ‘‘(الترمذی)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن کسی بھی بندے کے قدم اپنی جگہ سے نہ اٹھیں گے جب تک کہ اس سے ان چار باتوں کا سوال نہ ہو جائے، اس کی عمر کے متعلق سوال ہوگا کہ عمر کن کاموں میں صرف کی؟ اس کے علم کے متعلق سوال ہوگا کہ اپنے علم پر کتنا عمل کیا؟ اس کے مال کے متعلق سوال ہوگا کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ اس کے جسم کے بارے میں سوال ہوگا کہ اس کو کس کام میں لگایا۔

نجات کا پہلا راستہ

میرے دوستو! ان سب چیزوں سے نجات کی صورت دریافت کرنا یہ ایمان کا تقاضا ہے، لہٰذا حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ نجات کس چیز میں ہے، دنیوی آفات سے نجات کس چیز میں ہے اور اخروی آفات سے نجات کس چیز میں ہے، قرآن کریم میں چونکہ ﴿ نَجِّنَا﴾ آیا ہے کہ اے اللہ! ہم کو نجات دے دیجئے، اسلئے انہوں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ! نجات کس چیز میں ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً جواب دیا ''اَمسِکْ عَلَیْکَ لِسَانَکَ'' اپنی زبان کی حفاظت کرو، زبان کو قابو میں رکھو۔ کہنے کو تو کتنی چھوٹی بات ہے لیکن بہت زبردست نصیحت ہے، ہم خود غور کریں کہ ہم اپنی زبان کی کتنی حفاظت کرتے ہیں، زبان کو قابو میں رکھیں تو بہت کچھ اصلاح ہو جائے، بہت سی فضولیات سے آدمی بچ جائے، بہت سی لایعنی باتوں سے بچ جائے۔

نجات کا دوسرا راستہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''وَ لْیَسَعکَ بَیْتُکَ'' یعنی تمہارا گھر تم پر وسیع ہونا چاہئے، بس گھر میں رہو، تمہارے بال بچوں کی تربیت تمہارے رہنے پر موقوف ہے، تم گھر میں رہو گے تب ہی کچھ تربیت ہوگی، بال بچوں کو تمہارے رہنے سے اُنس حاصل ہوگا، اب اگر ہم گھر میں نہیں رہیں گے تو ہمیں پتہ ہی نہیں چلے گا کہ گھر کے بچے اور بچیاں کیا کر رہی ہیں اور کدھر جا رہی ہیں، اس بنا پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''وَ لْیَسَعکَ بَیْتُکَ'' اس حدیث کے ضمن میں ملا علی قاریؒ نے مرقات میں تحریر فرمایا ہے کہ اپنے گھروں میں رہو، بلا ضرورت باہر نہ جایا کرو اور گھر میں رہنے سے مت گھبراؤ بلکہ اسی کو غنیمت سمجھو کیونکہ یہی نسخہ فتنہ اور تمام شرور وفتن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سے چھٹکارے کیلئے کافی ہے چنانچہ دورِ فتن سے خلاصی کیلئے مشہور مقولہ ہے ''ھذا زمان السکوت و ملازمۃ البیوت و القناعۃ الی ان یموت'' یعنی یہ زمانہ سکوت اختیار کرنے کا ہے اور اپنے گھروں کی رہائش کو لازم پکڑنے کا ہے اور موت تک بقدر ضرورت معاش پر صبر وقناعت کا ہے۔

[مرقات ۹/۴۷]

ایک بزرگ نے فرمایا کہ جس گھر میں کھڑکیاں زیادہ ہوں سمجھو کہ اس گھر میں امن نہیں ہے، چونکہ فتنہ کا دور ہے اس لئے اس سے بچنے کا بہت اہتمام ہونا چاہئے اس لئے ہمارے بزرگوں نے حفاظت کیلئے یہ فرمایا کہ ایسی تعمیر نہ ہونی چاہئے کہ جس کی وجہ سے باہر سے تعلق زیادہ رہے۔

ایک سوچی سمجھی اسکیم

میرے دوستو! ٹیلی فون ہی سے امن نہیں تھا مزید برآں اب موبائیل چل پڑا ہے، نماز میں وہ بولتا ہے، گھر میں وہ بولتا ہے، کھانا کھا رہے ہیں تو وہ بولتا ہے، ہم سے کوئی بات کر رہا ہے درمیان میں وہ بولتا رہتا ہے، غرض کسی وقت سکون نہیں، قلب کا سکون ایک بہت بڑی دولت ہے، مگر یہ سب چیزیں اس میں خلل انداز ہیں۔

سکون کو غارت کرنے کے لئے مستقل غلط قسم کے پروگرام چلائے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جارہے ہیں تا کہ لوگوں کو غیر مطمئن کردیا جائے ، ان کو کوئی وقت ہی نہ دیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہو سکیں ، ٹی وی پر فحش اور غلط پروگرام ہوتے ہیں وہ بھی رات تاخیر سے ، بتلائیے ! ایک تو غلط پروگرام ، گندے پروگرام اور وہ بھی دو تین بجے رات تک ، اس کے بعد آدمی سوئے گا تو کیا جلدی اٹھ سکے گا ، گندے پروگرام کی وجہ سے دل تو خراب ہو ہی جاتا ہے اور جاگنے کی وجہ سے دماغ بھی خراب ہو جاتا ہے ، پس جب دل و دماغ دونوں ہی خراب ہو گئے تو اب ایسے شخص سے کس خیر کی توقع کی جا سکتی ہے ۔ بس اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کے بچوں اور بچیوں کی حفاظت فرمائے ۔ آمین

اسلئے انگریز خود کہتے ہیں کہ بچوں کے اٹھارہ سال کی عمر میں (جب کہ اس عمر تک وہاں کالج میں جانا ضروری ہوتا ہے) ہم وہ سب کچھ پڑھا دیں گے کہ اس کے بعد وہ اسلام کے رہیں گے ہی نہیں ، وہ کہتے ہیں کہ ان لوگوں کو خوب مسجد مدرسے چلانے دو ، ہماری جبری تعلیم ان کو کہیں کا نہیں رکھے گی ، چنانچہ ایسا ہوتا بھی ہے ، لڑکے حافظ قرآن ہو کر دوسری راہ پر چلے جاتے ہیں جیسا کہ کسی نے ایک مرتبہ لندن میں بتایا کہ ایک لڑکا حافظ قرآن تھا جو بہت اچھا پڑھتا تھا ، مگر یک بیک وہ بدل گیا اور غلط لائن پر چلا یا گیا ، لوگوں نے کہا کہ بھائی ! وہاں کیوں چلے گئے ، تو اس نے اپنے ایک ساتھی سے بتلایا کہ میرے والد صاحب جب مکتب پہنچانے کیلئے مجھے لاتے تو مکتب کے اندر داخل نہیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہوتے تھے اور نہ مکتب والوں سے کبھی ملتے تھے، بس جب میں نے دیکھا کہ مکتب والوں کی اتنی بھی وقعت والد صاحب کے پاس نہیں ہے کہ وہ ان سے ملاقات کریں تو ایسے علم کو لے کر کیا کروں گا! اس کی وجہ سے لڑکا بددین ہو گیا۔

سکون واطمینان بڑی نعمت ہے

بہرحال میرے بزرگو دوستو! سکون و اطمینان بہت بڑی نعمت ہے، جب یہ نہیں ہوگا تو انتشار کی کیفیت ہوگی، اطمینان رخصت ہو جائیگا، اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کیلئے تو کچھ سکون کی ضرورت ہے، علماء نے لکھا ہے کہ اگر تم قلب کا اطمینان چاہتے ہو تو ذکر میں دیوار سے زیادہ قریب ہو جاؤ، جتنا زیادہ دیوار سے قریب رہو گے اتنا ہی سکون و اطمینان محسوس ہوگا، تجربہ کر کے دیکھ لو، لیکن اس کے سامنے کھڑکی نہ ہو، کہ ایک دو کلومیٹر تک نظر آتا ہو تو کیا خاک ذکر میں اطمینان نصیب ہوگا، ہمارے حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ نے مسجد میں آگے کی جانب کھڑکی نہیں کھولنے دیا، فرمایا کہ یہ ذاکرین کیلئے شاغل ہے، لوگوں نے کہا کہ حضرت! یہ آنگن میں جو چہار دیواری ہے اس کے بارے میں کیا رائے ہے، اس میں جالی رہے یا نہیں؟ تو فرمایا کہ اس کی بھی ضرورت نہیں ہے، اس سے بھی ذکر میں خلل ہوگا، چونکہ ان حضرات کے یہاں سکون و اطمینان کی قدر تھی اسلئے اتنا اہتمام فرماتے تھے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وقت کی قدر

حضرت مولانا شاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے بزرگ گذرے ہیں جن کا نقشبندی سلسلہ ترکی میں چل رہا ہے، سنا ہے کہ صاحب روح المعانی اور علامہ شامیؒ اسی سلسلہ سے منسلک تھے، چنانچہ شاہ غلام علی صاحبؒ کی خدمت میں ایک شخص گئے اور بہت دیر تک بیٹھے رہے، تو شیخ اپنے مکان کے اندر گئے اور مکان کے تمام دستاویز اپنے ساتھ لے آئے اور ان کے سامنے رکھ دیا، انہوں کہا حضرت یہ کیا؟ فرمایا تم اتنی دیر سے بیٹھے ہو، اٹھنے کا نام نہیں لیتے تو میرا جی چاہتا ہے کہ اس گھر کا مالک تمہیں کو بنا دوں، اور میں اس گھر سے رخصت ہو جاؤں۔

دیکھئے! یہ وقت کی قدر ہے، وہ شمشیر براں ہے یعنی کاٹنے والا ہے، وقت کو کوئی لوٹا نہیں سکتا، اب تک کسی ایسے آلہ کی ایجاد نہیں ہوئی کہ وہ وقت کو لوٹا دے، اس بنا پر میرے دوستو! وقت کی بہت قدر کرنا چاہئے۔ ع

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

اپنے گھر کی نگرانی کی شدید ضرورت ہے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے ہیں کہ ”وَ لْيَسَعَكَ بَيْتُكَ“ لہٰذا اپنے گھر کی نگرانی اسی صورت میں ہو سکتی ہے جب کہ تم گھر میں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

رہو اور اپنے بچوں کی دیکھ بھال کرو، اگر گھر میں زیادہ وقت نہ دو گے تو بچے آزاد ہو جائیں گے، بچیاں آزاد ہو جائیں گی، چنانچہ جب گھر سے باہر بیٹھو گے، سڑکوں کے کنارے بیٹھے رہو گے، بازاروں میں گھومتے پھرتے رہو گے تو پھر لایعنی باتوں میں مبتلا ہو جاؤ گے، حدیث شریف میں ہے ''مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَا لَا یَعْنِیْہِ'' (ترمذی) یعنی انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ لایعنی باتوں کو چھوڑ دے۔ کیا یہ حدیثیں معمولی ہیں؟ ان پر عمل کرنا آسان نہیں ہے۔

ایک بزرگ کی عجیب وغریب بات

ایک بزرگ تھے ان کے قریب ایک محدث بھی رہتے تھے، تو ان بزرگ سے کسی نے کہا کہ حضرت! آپ ان محدث صاحب کی خدمت میں جاتے ہیں؟ کہا کہ ہاں بھائی ایک دفعہ گیا ہوں اور ایک حدیث سنی ہے وہ ''مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَا لَا یَعْنِیْہِ'' ہے، جس پر اب تک عمل نہ ہو سکا لہٰذا جب اس پر عمل ہو جائے گا تو پھر دوسری حدیث سننے جاؤں گا۔

احسان کی ایک عمدہ تعریف

حسن پر ایک بات یاد آئی کہ ایک عالم نے مجھے ایک کتاب دی جس میں احسان کی تعریف بہت عمدہ لکھی ہوئی پائی، حالانکہ احسان کی اصطلاحی تعریف

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے " اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَأَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ " [مشکوٰۃ] یعنی تم اللہ کی عبادت کرو گویا کہ تم اللہ کو دیکھ رہے ہو، اور اگر تم اللہ کو نہیں دیکھ رہے ہو تو اللہ تعالیٰ تو تم کو دیکھ رہا ہے۔ لیکن اس کتاب میں ایک لغوی تعریف درج ہے " تَحَرِّی الْحُسْنِ فِی الْاِیْمَانِ وَ الْاِسْلَامِ ، لِھٰذَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَأَنَّکَ تَرَاہُ " یعنی ایمان اور اسلام میں حسن کا قصد کرنا یہ احسان ہے، کیونکہ عبادت میں حسن یہی ہے کہ اللہ کی رؤیت حاصل ہو، اگر یہ حال نصیب نہیں تو تصور کرو کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے، پس حسن کو طلب کرنا عبادت میں ایک عمدہ نعمت ہے۔

اب حسن فی الصلوۃ پیدا کرنیکی ضرورت ہے

ابھی کچھ دن پہلے میں حضرت مولانا تقی الدین صاحب ندوی مظاہری کے یہاں (جامعہ اسلامیہ مظفر پور اعظم گڈھ) گیا تھا، میں نے مسجد کے متعلق بیان میں کہا دیکھئے! ان دیواروں میں حسن پیدا کرنا ضروری سمجھتے ہیں تب ہی تو رنگ وروغن لگاتے ہیں، ابھی پالن پور سے کچھ حضرات آئے میں نے ان سے پوچھا کہ مسجد تیار ہوگئی؟ ان لوگوں نے کہا کہ ہاں مسجد تو تیار ہوگئی لیکن رنگ وروغن کا کام چل رہا ہے، تو اصل مسجد تیار ہوگئی لیکن اس کی تحسین

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کے لئے رنگ وروغن چونکہ باقی ہے اسلئے اس کا خاص تذکرہ کیا، معلوم ہوا کہ حسن کی بھی ضرورت ہے، رنگ وروغن کی بھی ضرورت ہے، وہ حسن مسجد ہے، حسن عمارت ہے، بعض دفعہ تو ایسا ہوتا ہے کہ تعمیر سے زیادہ خرچ اس کے حسن میں لگ جاتا ہے، بہرحال میں یہ کہہ رہا تھا کہ میں مولانا تقی الدین صاحب کے یہاں گیا، وہاں بہت عمدہ مسجد بنی ہے، میں نے کہا کہ یہ حسن پیدا کرنے کے لئے کتنی محنت ہوچکی، اب حسن فی السجدہ پیدا کرنے ضرورت ہے حسن فی الصلوٰۃ پیدا کرنے کی ضرورت ہے، بہت سے علماء موجود تھے، میں نے کہا کہ سجدہ میں، رکوع میں اور پوری نماز میں حسن پیدا کرنے کی ضرورت ہے، کوشش کرنا چاہئے کہ ہماری نماز سنت کے مطابق ہوجائے، پس اگر ظاہری و باطنی اعتبار سے سنت کے مطابق نماز ادا کریں گے تو ہماری نمازوں میں حسن پیدا ہوجائیگا، اس کیلئے سعی کریں تو یہ دولت انشاء اللہ حاصل ہوجائیگی۔

ایمان کے تین درجات

بہرحال میں کہہ رہا تھا کہ احسان کی بڑی عمدہ تعریف فرمائی کہ ایمان میں بھی حسن پیدا کرو اور اسلام میں بھی حسن پیدا کرو، ایمان کا حسن یہی ہے کہ اسکے درجات کو حاصل کرو، میں نے کئی مرتبہ بیان میں کہا ہے کہ ایمان کا پہلا درجہ تو یہ ہے ''اِجْرَاءُ الشَّهَادَتَيْنِ عَلَى اللِّسَانِ'' زبان پر شہادتین کو جاری

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کرنا، دوسرا درجہ نور ایمان کو طلب کرنا، اس کا منتظر رہنا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں نور ایمان سے منور فرمائے گا، اور نور کامل جانا ایمان کا اعلیٰ درجہ اور تیسرا درجہ ہے۔

ابھی میں نے ایک کتاب میں دیکھا کہ متقی اس کو کہتے ہیں جو شرک وکفر سے بچے، یہ تقویٰ کا پہلا درجہ ہے، دوسرا درجہ یہ ہے کہ کبائر سے بچے، تیسرا درجہ یہ ہے کہ صغائر سے بھی بچے، چوتھا درجہ یہ ہے کہ وساوس اور خطرات سے بھی بچے تاکہ اس کے قلب میں معصیت کا خیال بھی نہ آنے پاوے، اسی کو حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ نے یوں فرمایا ہے

آسکے غیر میرے خانۂ دل میں کیسے
کہ خیال رخ دلدار ہے درباں اپنا

بہرحال میرے دوستو! حسن ایمان اور حسن اسلام مطلوب و مستحسن ہے اور حسن تمام چیزوں میں ہونا چاہئے، عبادات میں بھی، معاملات میں بھی، اقوال میں بھی اور اعمال میں بھی اور اخلاق میں بھی، ابھی جس حدیث کی تلاوت کی اس میں حسن فی الکلام کو بتلایا گیا ہے کہ ''مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُهُ مَا لَا یَعْنِیْهِ'' یہ کلام سے متعلق حسن ہوگیا، اسی طرح احکام سے متعلق بھی حسن ہوگا، اخلاق سے متعلق بھی حسن ہوگا، ارکان سے متعلق بھی حسن ہوگا، اعمال سے متعلق بھی حسن ہوگا، یہ سب حسن اتباع سنت سے حاصل ہوں گے، اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ بندے ایمان لائیں اور اس کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اندر حسن بھی پیدا کریں، اسلام لائیں اور اس کے اندر حسن بھی پیدا کریں۔

بزرگوں کے پاس جانے کا مقصد

میرے دوستو! بزرگان دین کے پاس اسی حسن کے پیدا کرنے کیلئے جایا جاتا ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ قلم زبان سے اور زبان قلم سے شہادت دیتی ہے (یعنی تقریراً وتحریراً) کہ بزرگوں کے پاس جانے سے پہلے بھی ہم نماز پڑھتے تھے مگر بزرگوں کے پاس جانے کے بعد نماز کی کچھ اور ہی کیفیت ہوگئی۔

بہرحال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مختلف احادیث سے حسن اسلام کی ترغیب معلوم ہوتی ہے، اسی طرح اعمال کے تمام ہونے کیلئے بھی سوال فرمایا لہٰذا وضو، نماز، رضا اور مغفرت کے تمام اور کمال کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سوال فرمایا ہے: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ تَمَامَ الْوُضُوْءِ وَ تَمَامَ الصَّلٰوۃِ وَ تَمَامَ رِضْوَانِکَ وَ تَمَامَ مَغْفِرَتِکَ'' [مطالب عالیہ:۱/۲۵] یا اللہ! میں مانگتا ہوں تجھ سے وضو کا کمال اور نماز کا کمال اور تیری خوشنودی کا کمال اور تیری مغفرت کا کمال۔

ہمارے حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ کے پاس کوئی آتا اور کہتا کہ حضرت اب تک خشوع پیدا نہیں ہوا، تو حضرت فرماتے کب آئے ہو؟ ارے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لگے رہو خشوع حاصل ہو ہی جائے گا، اگر بالفرض نہیں بھی حاصل ہوا تو محنت و مشقت کا تو ثواب ملے گا ہی، یہ ضائع نہ ہوگا۔

نجات کا تیسرا راستہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''وَابْکِ عَلٰی خَطِیْئَتِکَ'' یعنی اپنی خطاؤں پر رویا کرو، یہ نجات کے نسخے کا تیسرا جزء ہے، مرشدی حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ فرماتے تھے ایک بہت بڑے عالم نے اپنی مجلس میں فرمایا کہ حدیث میں صراحتاً کہیں بھی رونے کا حکم نہیں آیا ہے، تو میرے دل میں یہ حدیث آتی تھی کہ اس حدیث میں صراحتاً رونے کا امر وارد ہے لیکن ادب کی وجہ سے میں نے نہیں کہا۔

سب سے بڑا عیب

بہر حال میں یہ کہہ رہا تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری نصیحت نجات کے لئے یہ فرمائی کہ اپنی خطاؤں پر رویا کرو، لیکن آج یہ حال ہے کہ لوگوں کو اپنے گناہ و عیوب نظر ہی نہیں آتے، حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں دو چیزوں کا بہت مطالبہ تھا، اطلاع اور اتباع، یعنی شیخ کو اپنے احوال کی اطلاع دینا اور جب شیخ اس پر کچھ ہدایت کرے تو اس کی اتباع کرنا، یہ اصلاح کیلئے کی ضروری ہے۔ تو جب کوئی لکھتا کہ حضرت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہم کو کوئی عیب نظر ہی نہیں آتا تو فرماتے کہ یہی سب سے بڑا عیب ہے کہ تم کو کوئی عیب اپنے اندر نظر نہیں آتا، یہی طریق ہے مولوی صاحب! اصلی طریق یہی ہے، اسی پر عمل کر کے منزل مقصود تک آدمی پہنچتا ہے۔

خیر کا ارادہ کس کے ساتھ؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: " **اذا اراد الله بعبد خیراً فقهه فی الدین وزهده فی الدنیا وبصره عیوبه** "

[رواہ البیهقی، کشف الخفاء ۱/۶۹]

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو تفقہ فی الدین عطا فرماتے ہیں اور دنیا سے بے رغبت بنا دیتے ہیں اور اپنے عیوب کا بصیر بنا دیتے ہیں۔

جب آدمی اپنے عیوب پر مطلع ہو جائے گا اور اس کا احساس ہو جائے گا تو پھر وہ اپنے آپ میں فروتنی محسوس کریگا، اور اپنے آپ کو گرا ہوا محسوس کرے گا، جیسا کہ حضرت مولانا محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

کھل گئی جب سے چشم بصیرت
اپنے نظروں سے خود گر گئے ہم

جب چشم بصیرت کھلے گی تو اپنے کمالات نظر نہیں آئیں گے بلکہ اپنے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نقائص اور زلات پیش نظر ہو جائیں گے۔

بیت نبوت کے چشم و چراغ کا حال

حضرت زین العابدین رحمہ اللہ چشم و چراغ بیت نبوت ہیں، جب وضو کرتے تھے تو چہرۂ مبارک زرد ہو جاتا تھا، لوگوں نے کہا حضرت! آپ کا چہرہ زرد کیوں پڑ جاتا ہے؟ تو فرمایا تم جانتے نہیں کہ کس کے سامنے کھڑے ہونے کی تیاری کر رہا ہوں،! یہ ہیں ہمارے بزرگان دین، ڈرتے تھے، کانپتے تھے، جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو کتنے مقامات سے نوازا تھا۔

اظہار نہیں استحضار کی ضرورت ہے

جب اپنے گناہوں کو سوچو گے تو رونا آئے گا، زلات سمجھ میں آئیں گی تو غم ہوگا، رقت پیدا ہوگی، حضرت خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک وقت ایسا رکھو جس میں اپنے زلات کا مراقبہ کیا کرو، اپنی کمیوں کا مراقبہ کیا کرو، جب اپنی کمی اور کوتاہی کا مراقبہ ہوگا تو دل میں رقت پیدا ہوگی اور جہاں ذہن میں یہ آیا کہ اب ہم کو کسی چیز کی کیا ضرورت، ہم تو کمال تک پہنچ گئے، تو اس صورت میں چونکہ اپنے کمال پر نظر رہے گی اور آدمی اپنی زلات اور کمیوں کو بھول جائے گا اس لئے دل میں رقت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور جب دل نرم نہیں ہوگا تو پھر رونا کہاں سے آئے گا، وہ تو اسی صورت میں روئے گا جب کہ اسے اپنے خطیئہ کا استحضار ہوگا، اس بنا پر خطیئہ کا استحضار ضروری ہے،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اظہار ضروری نہیں ہے، پس جب خطاؤں کا استحضار ہوگا تو اس سے توبہ کی توفیق ہوگی، ندامت ہوگی، اور ندامت انسان کو کہاں سے کہاں پہنچا دیتی ہے، کسی کے کیا خوب اشعار ہیں ؎

توبہ کردم بارہا بشکستمش بار دگر
از تو چنداں لطفہا وز بندہ چنداں فسق وشر

اے اللہ! میں نے گناہوں سے بار بار توبہ کی مگر ہر مرتبہ اس کو توڑ دیا، تیری طرف سے تو لطف ہی لطف ہے لیکن بندہ کی طرف سے شر ہی شر ہے۔ یہ استحضار ہے ؎

نہ سیہ کاریٔ من گو قابل بخشش مگر
چشم رحمت برکشا موئے سفید من نگر

میری سیاہ کاری اگر چہ قابل بخشش نہیں ہے، مگر آپ اپنی چشم رحمت کھولئے اور میرے سفید بال ملاحظہ فرمایئے۔

جب میری کالی ڈاڑھی تھی اس وقت سے الحمدللہ میں یہ شعر پڑھتا ہوں، لیکن میں سوچتا تھا کہ موئے سفید کہاں ہیں، اب جب موئے سفید ہو گئے تو خوش ہو گیا کہ اب شعر پڑھنے کے لائق ہو گیا۔

اشعار سے رقت پیدا ہوتی ہے

بزرگوں کے اشعار پڑھنے سے دل کے اندر رقت پیدا ہوتی ہے، بعض

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دفعہ نثر سے وہ رقت پیدا نہیں ہوتی جتنا نظم سے ہوتی ہے، اسی بناء پر حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوبؒ اشعار کہتے تھے خود نہایت وجد و حال سے پڑھتے بھی تھے، ہمارے حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ اپنے حال میں اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

باغ میں لگتا نہیں صحرا سے گھبراتا ہے دل
اب کہاں لے جا کے بیٹھیں ایسے دیوانے کو ہم

میرے دوستو! اپنے خطیئہ پر رونا اور رنج کرنا یہ بہت بڑی نعمت ہے، رونے کے لئے یہ بھی ضروری نہیں کہ آنسو ہی جاری ہوں، بلکہ اگر ندامت اور شرمندگی ہو جاوے یہ بھی رونے میں شامل ہے، اللہ تعالیٰ تو دلوں کے حال کو جانتا ہی ہے، بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو رونے پر قادر نہیں ہوتے، ان کے آنسو ہی نہیں نکلتے، پس دل میں اگر خشکی پیدا ہو گئی ہو، تو اگر دل میں ندامت ہے جو اختیاری چیز ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ویسے ہی اجر و ثواب مرحمت فرمائیں گے جو رونے پر عطا فرماتے ہیں۔

خواجہ نقشبندؒ کی وصیت

ایک شعر اور یاد آیا، خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ نے وصیت کی تھی کہ میرے جنازے کے آگے آگے اس کو پڑھا جائے ؎

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو شیئاً للّٰہ از جمال روئے تو

دست بکشا جانب زنبیل ما آفریں بر دست و بر بازوئے تو

یعنی اے اللہ! ہم مفلس ہوکر آپ کے کوچے میں حاضر ہوئے ہیں، لہٰذا اپنی جمال سے تھوڑی سی بھیک عنایت فرمادیجئے، ہماری جھولی کی طرف اپنے دست کرم کو بڑھایئے، آپ کے دست و بازو کو مبارکباد ہے۔

پس ہم جب بیت اللہ میں جاکر یہ اشعار پڑھیں تو مزہ آئے گا یا نہیں؟ مسجد میں آئیں اور پڑھیں تو مزہ آئے گا یا نہیں؟ لیکن شعر یاد رہے تب نا! اب تو ہمارے مدارس سے فارسی ہی ختم ہورہی ہے، میں کہتا ہوں جب تک فارسی نہیں پڑھو گے تم قلب میں سوز و گداز محسوس نہ کروگے، ہمارے تمام بزرگوں کی زبان فارسی رہی ہے، اس بنا پر فارسی کی بات ہی کچھ اور ہے، اس کے اندر بہت سے حقائق بیان کئے گئے ہیں، خاص تصوف کی زبان ہے، لیکن عربی کے برابر نہیں ہے، مگر اردو سے بہرحال زیادہ وقیع ہے۔

عمرہ کرنے جارہے ہو، حج کرنے جارہے ہو، اس کا استحضار رہے کہ ہم اس لائق نہیں تھے کہ یہاں پہنچائے جائیں، اس لئے اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے ہی اپنے فضل سے یہاں تک پہنچایا، بہرحال اپنی حقیقت پیش نظر ہونی چاہئے جیسا کہ ایاز اپنے کو مخاطب کرکے کہا کرتا تھا۔ ع

ایاز قدرِ خود بشناس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یعنی اے ایاز! اپنی قدر کو پہچانو، لہٰذا سوچو کہ ہم اس لائق نہیں تھے کہ بیت اللہ شریف آتے، خدا کے سامنے کھڑے ہوتے، مسجد نبوی میں جاتے، روضۂ اطہر کی زیارت کرتے۔

روبرو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانیکی ہمت نہ ہوسکی!

حضرت شاہ وصی اللہ صاحب کے ایک خاص متعلق تھے، ان کو داڑھی نہیں تھی لیکن بہت رقیق القلب تھے، وہ حج کرنے گئے حج کے بعد مدینہ منورہ حاضری ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کے روبرو حاضر ہونے کی ہمت نہ ہوسکی کہ حضور کی سنت کے خلاف میرا چہرہ ہے اس لئے آپ کے سامنے کیسے جاؤں!

ایک سال کی عبادت سے بڑھ کر

میرے دوستو! اس کا استحضار کہ ہم مسجد نبوی میں ہیں، ہم بیت اللہ شریف میں ہیں، ہم طواف کرر ہے ہیں، اللہ دیکھ رہا ہے، بیت اللہ میں بھی جب غفلت رہی تو یہ کس قدر افسوس کی بات ہے، مسجد کے باہر غفلت ہو، بازار میں اگر غفلت ہو تو یہ غفلت کی بات ہے ہی تعجب کی بات نہیں، لیکن بیت اللہ شریف میں اور مسجد نبوی میں آکر بھی غفلت ہو تو یہ یقیناً بہت افسوس کی بات ہے۔ ایک ساعت کی فکر ایک سال کی عبادت سے بڑھ کر ہے، فکر کرنا کہ ہم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہاں ہیں، ہم کو کیا کرنا چاہئے، اللہ ہم کو دیکھ رہا ہے، یہ سب فکریں کوئی معمولی نہیں ہیں، ان کا شمار اہم عبادت میں ہے۔

فکر نہ ہونے کی وجہ سے محروم کر دیئے گئے

پہلی امتوں میں اللہ کا یہ معمول تھا کہ جب کوئی شخص ایک خاص مدت تک عبادت کر لیتا تو اس کے اوپر اللہ تعالیٰ بادل کا ٹکڑا سایہ فگن کر دیتے، یہ سن کر ایک نوجوان نے بہت مجاہدات کئے مگر بادل سایہ فگن نہ ہوا تو اپنی ماں سے کہا کہ اماں! ہم اتنے دنوں سے عبادت کر رہے ہیں اور مجاہدات کر رہے ہیں لیکن اب تک ہمارے اوپر بادل کا ٹکڑا نہ آیا اور ہم پہ سایہ نہیں کیا؟ ماں بھی عارفہ تھیں، انہوں نے کہا بیٹا! ہوسکتا ہے کہ تم نے کبھی آسمان کی طرف دیکھا ہو اور فکر نہ کیا ہو، اس فکر کے نہ ہونے کی وجہ سے اس نعمت سے تم محروم کر دیئے گئے۔

آسمان پر چاند کو دیکھو تو سوچو کہ اللہ اس کا روشن کرنے والا ہے، سورج کو دیکھو تو سوچو کہ اللہ اس کو روشنی دینے والا ہے، زمین و آسمان کو روشنی دینے والا اللہ تعالیٰ ہے جیسا کہ قرآن میں ہے ﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ [سورۂ نور ر ۳۵] اس کا مطلب ہے "اَللّٰهُ مُنَوِّرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" اللہ تعالیٰ ہی زمین و آسمان کو روشنی دینے والا ہے، اور اس کا تصور کرو کہ جب وہ ان تمام چیزوں کو روشنی دینے والا ہے تو جب چاہے سلب کر سکتا ہے، جیسا کہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سورج گرہن و چاند گرہن میں ہوتا ہے، اللہ نے گنے میں رس ڈالا ہے جب چاہے رس سلب کرلے، ہمارے یہاں ''بجڑا'' ہوتا ہے اس میں ذرہ برابر بھی رس نہیں ہوتا، وہ جانوروں کو کھلایا جاتا ہے، بالکل گنے سے قریب ہوتا ہے لیکن اس میں بالکل رس نہیں بالکل مٹھاس نہیں لیکن گنے میں رس بھی ہے اور مٹھاس بھی، تو یہ سب اللہ کی قدرت کا کمال ہے۔

سمندر میں موجیں اٹھتی ہیں، اس کو حرکت دینے والی بھی اللہ کی ذات پاک ہے، سائنس داں کہتے ہیں کہ موجوں کے اٹھنے کی وجہ سے مانسون اٹھتا ہے، اگر موجیں نہ اٹھیں تو مانسون نہیں اٹھے گا، پس موجوں کو اٹھانے والا بھی اللہ ہے اور بارش برسانے والا بھی اللہ ہی ہے، لاکھوں ٹن پانی بیک وقت اوپر اٹھ جاتا ہے، اور اگر اس وقت اس جگہ کوئی جہاز ہو تو وہ ڈگمگا جاتا ہے، بلکہ بعض دفعہ ڈوب جاتا ہے، بعض دفعہ جہاز کے ڈوبنے کی وجہ یہی ہوتی ہے، صرف موجوں کی وجہ سے نہیں ڈوب جاتا بلکہ موجوں کے تموج سے ہزاروں ٹن پانی بخارات بن کر بیک وقت اوپر چلا جاتا ہے جس کی وجہ سے وہاں خلا پیدا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے جہاز تک غرق ہو جاتا ہے، بہر حال موجیں پیدا کرنے والا بھی اللہ، اور بخارات بنانے والا بھی وہی اللہ، بخارات بن جانے کے بعد اس کو حکم اللہ ہی کی طرف سے ملتا ہے کہ فلاں جگہ جاؤ اور وہاں برسو، لہٰذا جہاں کیلئے حکم ہوتا ہے وہ مانسون وہاں چلا جاتا ہے اور وہاں برستا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے، اور جہاں کے لئے حکم نہیں ہوتا وہاں نہیں جاتا لہٰذا کسی علاقہ میں بارش ہوتی ہے اور کسی علاقہ میں خشکی، اب دیکھو! ہمارے یہاں بارش نہیں ہورہی ہے، سب لوگ کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض ہے، ہرطرف بارش ہورہی ہے اور الہ آباد میں نہیں ہورہی ہے، سنو! یہ سب کے سب چاند، سورج، بادل، برسات اللہ کے حکم کے تابع ہیں، ہوا کو بھی وہی جاری کرتا ہے اور جس رخ پر چاہے جاری کردیتا ہے کوئی روکنے کی طاقت نہیں رکھتا، بہرحال یہ اللہ کی قدرت ہے، اس میں غور وفکر کرنا چاہئے۔

خدا کی قدرت کا عجیب وغریب کرشمہ

ابھی جلد ہی میں ساؤتھ افریقہ گیا تھا، مکرم حافظ ایوب صاحب کڑوا کے شہر ڈربن واپس ہوتے وقت لوگوں نے دکھلایا کہ یہاں سمندر کی سطح اونچی ہے اور زمین کی سطح نیچی ہے، مجھے بھی اس کا احساس ہوا۔

چنانچہ گجرات راندیر کے حضرت مولانا احمد اللہ صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ لوگو! غور کرو کہ پانی کی سطح اونچی ہے اور زمین کی سطح نیچی، اب عقل، کا تقاضہ یہ ہے کہ پانی زمین پر آجائے، اس لئے کہ ادھر نشیب ہے، لیکن پانی زمین پر نہیں آتا، پانی سمندر میں اپنی جگہ ٹھہرا رہتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی قدرت ہے کہ سمندر اوپر ہے اور ہم نیچے ہیں، ابھی ایک موج آجائے ہم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سب غرق ہو سکتے ہیں لیکن نہیں، خدا کا حکم ہے کہ ایک انچ بھی آگے نہ بڑھنا، اسلئے موجیں وہیں رکی رہتی ہیں، بلکہ یوں کہئے کہ موج کی حیات وہیں ختم ہو جاتی ہے، یہ سب خدا کی قدرت ہے، کسی بزرگ نے فرمایا'' ماموجیم'' یعنی ہم موج ہیں، ہمارا حرکت میں رہنا ہماری حیات اور نہ رہنا ہماری موت ہے، یعنی سالک جب تک عمل میں مستعد رہتا ہے اس وقت تک زندہ ہے اور جب عمل سے رک گیا تو موت آ گئی، سبحان اللہ! کیا عمدہ مثال ہے۔

دوستو بزرگو! غور کرو کہ اللہ نے کتنی نعمتوں سے نوازا ہے پھر بھی ان کی قدر نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ نے روپیہ پیسہ دیا ہے، بلکہ ایسی کریم ذات کی نافرمانی کے باوجود اللہ تعالیٰ نے صحت دیا ہے، فراغت دیا ہے، یہ سب بڑی نعمتیں ہیں، مشکوٰۃ شریف کی حدیث میں آیا ہے:'' قال رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِیْھِمَا کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ الصِّحَۃُ وَ الْفَرَاغُ'' (بخاری) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو چیزوں میں آدمی بہت گھاٹے میں ہے، ایک صحت دوسرے فراغت، یہ دونوں بہت بڑی نعمت ہیں، شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے لکھا ہے کہ اسباب ہدایت میں پہلا سبب صحت ہے، صحت نہ ہو تو کیا آپ کچھ کر سکتے ہیں؟ آپ پڑھ بھی نہیں سکتے، تلاوت بھی نہیں کر سکتے، اس لئے صحت کیلئے دعا کرنی چاہئے، میرے لئے بھی دعائے صحت فرمائیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دوستو بزرگو! ان چیزوں کا استحضار ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں صحت دیا، معاشی اعتبار سے فراغت سے نوازا، اس لئے اس کی ہم کو قدر کرنی چاہئے، ایک ایک لمحہ قیمتی ہے اس کو فکر میں گذارو، کتنی عبادت کرو گے، زیادہ سے زیادہ چھ گھنٹے، آٹھ گھنٹے، دس گھنٹے کر سکتے ہو، لیکن عبادت تو پورے چوبیس گھنٹے کرنی ہے، تو اس کی کیا صورت ہوگی؟ اس کی صورت یہی ہے کہ اپنے اوقات کو فکر میں گذارو۔ حضرت یونس علیہ السلام کی عبادت پورے اہل ارض کے برابر تھی، علماء نے اشکال کیا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ تو بتلایا کہ یہی فکر کے ذریعہ ان کی عبادت اہل ارض کی عبادت کے برابر ہو جاتی تھی۔

کچھ لوگ کسی قدر ظاہری عبادت کرتے ہیں تو اس پر ان کی نظر ہوتی ہے کہ عبادت کر رہے ہیں، لیکن اس کی وجہ سے کسی کو ذلیل نہ سمجھو، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ فکر کی عبادت میں لگا ہو، جس کی ایک ساعت کی عبادت ایک سال کی عبادت سے بڑھ کر ہے، اس بنا پر کسی کو کسی پر تنقید نہیں کرنی چاہئے، اور نہ کسی کی تحقیر کرنی چاہئے، اور نہ اپنے آپ کو بڑا سمجھنا چاہئے۔

حدیث میں آتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " **خصلتان من كانتا فيه كتب الله شاكراً وصابراً من نظر في دينه الى من هو فوقه فاقتدى به ونظرفي دنياه الى من هودونه فحمد الله على ما فضله الله عليه** "

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ترجمہ: جس شخص کے اندر یہ دو خصلتیں ہوں گی اللہ تعالیٰ اس کو شاکرو صابر لکھیں گے، دین میں اپنے سے بڑے کو دیکھ کر اس کی اقتداء کرے اور دنیا میں اپنے سے چھوٹے کو دیکھ کر اپنی نعمتوں پر اللہ کی حمد بیان کرے۔

میرے دوستو بزرگو! اللہ تک پہنچنے کا طریق یہی ہے، یہ بھی ایک باطنی حکومت ہے جو رواں دواں ہے، ہر چیز اللہ کے سامنے ہے، ہر چیز لکھی جارہی ہے، وہاں ہمارے کسی عمل سے غفلت نہیں ہے، یہاں کوئی کتنا ہی بڑا لکھنے والا ہو اس سے غفلت ہوسکتی ہے، لیکن وہاں اس کی کوئی گنجائش نہیں، وہاں ہر چھوٹی اور بڑی چیز برابر لکھی جارہی ہے، ذرّہ برابر کمی زیادتی کا امکان نہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ﴿كُلُّ صَغِيْرٍ وَّ كَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ﴾ (سورۂ قمر: ۵۳) ہر چھوٹی بڑی بات (اس میں) لکھی ہوئی ہے، وہاں ایک ایک چیز لکھی ہوئی ملے گی، ہاں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور احسان سے جس کو معاف کردے اور مٹادے یہ دوسری بات ہے، لیکن فرشتے اس سے غفلت نہیں کرسکتے، اس میں کوتاہی نہیں کرسکتے۔

بہر حال میرے دوستو بزرگو! اللہ تعالیٰ نے ہم کو جو یہ مہلت دی ہے، اللہ تعالیٰ نے ہم کو جو یہ فراغت دی ہے، اور صحت دی ہے یہ اس کا کرم ہے، اور یہ بھی بہت بڑی نعمت ہے کہ ہمیں رمضان جیسی نعمت ملی ہے، بہت بڑی نعمت ہے، تراویح پڑھ رہے ہیں، روزے رکھ رہے ہیں، تلاوت کررہے ہیں، کیا یہ سب نعمتیں نہیں ہیں؟ اللہ تعالیٰ اس کے قدر کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اتنی بشارت اور اتنا خوف!

ہمارے بزرگوں کو اپنی اصلاح کی بہت زیادہ فکر تھی، دیکھئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی کتنی فکر تھی کہ ایک مرتبہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا اے حذیفہ بتلاؤ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے بارے میں نفاق کے متعلق تو کچھ فرماتے نہ تھے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو کہ عشرۂ مبشرہ میں سے تھے، اور آپ کے بارے میں یہ بھی ارشاد نبوی ہے: "لَوْ كَانَ بَعْدِیْ نَبِیًّا لَكَانَ عَمَرُ" [فیض القدیر ۵/۳۲۵] یعنی اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر نبی ہوتے، اتنی بڑی بڑی بشارت ہے لیکن نفاق تک سے ڈرتے تھے، اسی ڈرنے کی وجہ سے تو یہ سب مقامات عالیہ ملے تھے، معلوم ہوا کہ یہ راستہ خوف وخشیت، تواضع وفروتنی کا ہے، نہ کہ جبروت اور بیبا کی کا، فنائیت کا ہے نہ کہ انانیت کا۔

ایک عالم نے ﴿اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحاً مُّبِیْناً﴾ [سورۂ فتح:۱] کے تحت لکھا ہے کہ اس بشارت کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کے طویل حصے میں بے حد عبادت کرتے تھے، یہاں تک کہ پیر مبارک پر ورم آجاتا تھا، پس یہ آیت اسی ذات مبارکہ کو سنائے جانے کے لائق ہے، جس کا یہ حال ہوگا کہ باوجود اس بشارت کے عبادت میں تعب برداشت کرے، پس اس منصب عالی سے ہر کس وناکس کو مشرف نہیں کیا جا سکتا، جو اپنے متعلق سمجھتا ہو کہ ہم کو اب عبادت کی کیا ضرورت جبکہ ہم کو مغفرت کی بشارت مل ہی چکی ہے، اس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لئے ایسا شخص غیر مخلص طالب بلکہ بوالہوس قرار دیا جائیگا۔

دیکھئے! حضرت عمر رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین اور عشرۂ مبشرہ میں ہوتے ہوئے کتنا ڈرتے تھے، جب حضرت حذیفہؓ سے اپنے نفاق کے متعلق پوچھا تو دونوں ہی رونے لگے، حضرت عمرؓ اس لئے کہ نفاق سے ڈرتے تھے اور حضرت حذیفہؓ اسلئے کہ حضرت عمرؓ باوجود امیر المؤمنین ہونے نیز دوسری بشارتوں کے ہوتے ہوئے جب نفاق سے اتنا ڈرتے ہیں تو پھر ہم کو کیوں نہیں ڈرنا چاہئے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم (ج ا ص ۱۶۴) میں لکھا ہے ''قال ابن ابی ملیکۃ ادرکت ثلاثین و مائۃ وفی روایۃ خمسین و مائۃ اصحاب النبیؐ کلھم یخافون النفاق'' یعنی ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سو تیس اور ایک روایت میں ایک سو پچاس صحابہ کرام سے ملا ہوں کہ وہ سب نفاق سے ڈرتے تھے۔

یہ حضرات نفاق سے اس لئے ڈرتے تھے کہ کہیں ظاہر و باطن میں تخالف تو نہیں، صورت اور سیرت میں تخالف تو نہیں، ہر وقت غور و فکر میں رہتے تھے، یہ ان کے کمال کی بات تھی نہ کہ نقص کی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خانقاہ میں

ہم نے حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب سے سنا کہ بصرہ کے سردار

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت احنف بن قیس جو نہایت فصیح و بلیغ تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گئے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کا انداز گفتگو بہت پسند آیا، ان سے کہا کہ آپ حجرے میں جایئے اور وہاں رہئے، ایک سال تک ان کو وہاں اس حجرہ میں رکھا اور روزانہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس تحقیق حال کیلئے جاتے تھے اور خیریت دریافت کرتے تھے، جب ایک سال پورا ہوگیا تو ان کو بلایا اور کہا کہ مجھے تمہارے متعلق شبہ ہوگیا تھا کہ تمہارے اندر نفاق ہے اس لئے اپنے پاس ایک سال تک رکھ کر دیکھتا رہا، تمہاری جانچ کرتا رہا کہ تمہارے اندر نفاق کی خصلت تو نہیں ہے، چونکہ تمہاری زبان بہت فصیح و بلیغ ہے اور ایسے لوگوں کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ کُلُّ مُنَافِقٍ عَلِیْمِ اللِّسَانِ" (مسند احمد) سب سے زیادہ اپنی امت پر منافق چرب زبان سے ڈرتا ہوں، معلوم ہوا کہ جو شخص بہت زیادہ زبان داں ہو اس کے اوپر نفاق کا اندیشہ ہے، ایسے شخص کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں ایسے شخص سے اپنی امت پر سب سے زیادہ خوف محسوس کرتا ہوں یعنی اس کی ضلالت پر، چونکہ ایسا چرب زباں عالم اپنی چرب زبانی سے امت کو ضلالت و گمراہی میں ڈال دیگا، چنانچہ حضرت عمرؓ نے اس شخص سے فرمایا کہ مجھے بھی اس حدیث کی وجہ سے تم پر نفاق کا اندیشہ ہوا تھا اس بنا پر میں نے سال بھر تم کو اپنے پاس روک لیا تاکہ اصلاح

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہو جائے اور مجھے اطمینان ہو جائے، لہٰذا اب مجھے اطمینان ہو گیا کہ تم مخلص ہو، لہٰذا اپنے وطن جاسکتے ہو۔

اس سے خانقاہ کی اصل بھی ملتی ہے کہ اس شخص کی اصلاح کے لئے ایک سال تک حجرہ میں رو کے رکھا۔ اسی کو صوفیہ خلوت کہتے ہیں اور جہاں اصلاح کا کام ہوتا ہے اسی کو تو خانقاہ کہتے ہیں، پھر بدعت کیسے ہوئی، ظاہری امراض کی اصلاح و معالجہ کیلئے تو اسپتال کی ضرورت ہے تو کیا باطنی امراض کی اصلاح کیلئے کسی شفاخانے کی ضرورت نہیں ہے؟ مگر چونکہ باطنی امراض کی اہمیت نہیں اس لئے اس سے شفاء وصحت کی طلب بھی نہیں جبکہ ان امراض کا نقصان ظاہری امراض سے کہیں زیادہ ہے، اللہ سمجھ دے اور ہم سب کو اس کام پر لگائے۔ آمین

ظاہر و باطن کی اصلاح کیسے؟

میرے دوستو بزرگو! جب اصلاح کی فکر ہوگی تو یہ سب چیزیں سمجھ میں آئیں گی، اور اگر آدمی آزاد ہی رہنا چاہے تو پھر اس کو کوئی بات سمجھ میں نہیں آئے گی، اللہ تعالیٰ ہم سب لوگوں کو اصلاح کی فکر عطا فرمائے، اپنے قلب اور اخلاق کو درست کرنے کا خیال پیدا فرمائے، اگر خیال ہو جائے گا تو پھر اس کی اہمیت بھی سمجھ میں آجائے گی اور پھر انشاء اللہ العزیز اصلاح ہو ہی جائے گی۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جب ظاہری مریض ظاہری معالج کے علاج سے اچھے ہوجاتے ہیں تو کیا یہ باطنی مریض باطنی معالج یعنی مشائخ ومرشدین کے علاج سے اچھے نہیں ہوسکتے جب کہ اس کے اصلی معالج طبیب حاذق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہو! پس جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے نسخوں پر عمل کیا جائیگا تو باطنی مریض بھی بالیقین اچھے ہوجائیں گے۔ اگر ہم شریعت مقدسہ پر عمل کریں گے تو ظاہر کی بھی اصلاح ہوگی اور باطن کی بھی اصلاح ہوگی۔ اللہ پاک نے فرمایا: ﴿وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَهٗ﴾ ظاہری گناہ کو چھوڑو اور باطنی گناہ کو بھی چھوڑ دو، اسی طریقہ سے ہمارے اندر کمال آئے گا اور اللہ تعالیٰ کا قرب وقبول حاصل ہوگا، اللہ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔

دعا کیجئے:

الحمدللہ رب العالمین ، والصلاۃ و السلام علیٰ سید الاولین والاٰخرین وعلیٰ اٰلہ واصحابہ اجمعین ،

اللھم صل علی سیدنا و مولانا وعلی آل سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم،

یا اللہ! ہم سے بہت کوتاہیاں ہوئی ہیں، ان سب کو معاف فرما، اپنے فضل وکرم سے اصلاح فرما، یا اللہ! ہمارے قلب کو اپنی محبت ومعرفت سے سرشار فرما، اپنے ذکر وفکر سے ہمارے قلوب کو منور فرما، یا اللہ! ہر قسم کی عافیت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عطا فرما، تمام بلیات سے، مصیبتوں سے ہماری حفاظت فرما، یا اللہ! دین مستقیم پر ہم سب کو دائم و قائم فرما، یا اللہ! نعمت دین کے سامنے دنیا کی کسی نعمت کو ہم ہیچ سمجھیں، دین کی نعمت کو سب سے بڑھ کر نعمت سمجھیں، ایمان کی نعمت کو سب سے بڑھ کر ہم نعمت سمجھیں، یا اللہ! کوئی شخص ہم کو ایمان سے ہٹا نہ سکے، ایمان سے متزلزل نہ کر سکے، یا اللہ! ہمارے بچوں کو بچیوں کو دین پر قائم رکھ اور ایمان کا سلسلہ قیامت تک جاری فرما، یا اللہ! تقویٰ اور طہارت والی زندگی ہم کو اور ہماری اولاد کو نسلاً بعد نسلٍ عطا فرما، یا اللہ! کوئی گمراہ کرنے والا ہمیں گمراہ نہ کر سکے، یا اللہ! یہ جو تخریبی ایجادات ہیں ان کے شرور سے، ان کی بلاؤں اور ہلاکتوں سے ہماری حفاظت فرما، ہماری آنکھوں کی حفاظت فرما، ہمارے کانوں کی حفاظت فرما، ہمارے دلوں کی حفاظت فرما، ہمارے خیالات کی حفاظت فرما، ہماری عقل کو، ہمارے ذہن کو، ہمارے ہر ہر عضو کو شریعت کا تابع بنادے۔ آمین

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم وتب علينا انك انت التواب الرحيم ، سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمدلله رب العالمين ،

☆☆☆☆☆

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! عَلِّمْنِیْ وَ اَوْجِزْ قَالَ : ” اِذَا قُمْتَ فِیْ صَلٰوتِکَ فَصَلِّ صَلٰوۃَ مُوَدِّعٍ وَ لَا تَکَلَّمْ بِکَلَامٍ تَعْتَذِرُ مِنْہُ وَ اَجْمِعِ الْیَأسَ عَمَّا فِیْ أَیْدِی النَّاسِ “

(ابن ماجه :۳۰۷)

رسول اللہ ﷺ کی تین نصیحتیں

۹ر رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ مسجد دار العلوم کنتھاریہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

خلاصۂ وعظ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین نصیحتیں فرمائی ہیں: پہلی نصیحت یہ فرمائی جب تم نماز پڑھنے کیلئے کھڑے ہوتو ایسی نماز پڑھو گویا کہ رخصت کرنے والے کی نماز ہو۔ کیسی عمدہ نصیحت ہے، اللہ غنی! تصوف وسلوک کی کتنی اہم بات ہے، یہی تو یہاں سکھایا جاتا ہے کہ نماز کے اندر خشوع پیدا کرو، یہ نماز بین العبد والرب وصلہ یعنی بندے اور اس کے رب کے درمیان واسطہ ہے، اس کو ٹھیک سے ادا کرو، صحیح طریقہ سے ادا کرو۔

دوسری نصیحت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی "وَ لَا تَكَلَّمْ بِكَلَامٍ تَعْتَذِرُ مِنْهُ" ایسی بات نہ کرو کہ کل کے دن تم کو عذر کرنا پڑے۔

تیسری نصیحت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی "وَ اَجْمِعِ الْيَأسَ عَمَّا فِيْ أَيْدِي النَّاسِ" لوگوں کے ہاتھوں میں جو مال و دولت ہے اس سے ناامید ہو جاؤ۔ آج جتنے فسادات ہیں سب امید کی بنا پر ہیں، اس لئے کہ ہر شخص بھائی سے امید رکھے ہوئے ہے، چچا سے امید رکھے ہوئے ہے، اس لئے جب امید کے خلاف کوئی بات پیش آئیگی تو ناگواری ہوگی اور باہم عداوت ومخالفت کا سبب بنے گی، اگر کسی سے امید نہ رکھو اور پھر اس سے کچھ حاصل ہو جائے تو اللہ کا شکر ادا کرو، امید رکھو گے اور اس کے خلاف جب ہوگا تو دل میں کبیدگی پیدا ہوگی، دل میں انقباض پیدا ہوگا، دل میں انبساط نہیں رہے گا، جب دل میں کبیدگی آئے گی تو اب تعلقات خراب ہو جائیں گے، اس کی وجہ سے مار پیٹ، قتل وقتال کی نوبت آئے گی اور پھر اخیر میں مقدمہ بازی شروع ہو جائے گی، اسی بنا پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی جڑ کو ہی کاٹ دیا اور فرمایا کہ لوگوں کے ہاتھوں میں جو ہے اس سے ناامید ہو جاؤ، جتنی ناامیدی ہوگی اتنا ہی سکون ہوگا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نُؤْمِنُ بِهٖ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ ، وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِيَ لَهٗ، وَ نَشْهَدُ أَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَشَرِيْكَ لَهٗ ، وَ نَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ ، صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ عَلٰى آلِهٖ وَاَ صَحَابِهٖ وَ اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّاتِهٖ وَ سَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ، أَمَّابَعْدُ!

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! عَلِّمْنِیْ وَ اَوْجِزْ قَالَ : " اِذَا قُمْتَ فِیْ صَلٰوتِکَ فَصَلِّ صَلٰوةَ مُوَدِّعٍ وَ لَا تَكَلَّمْ بِكَلَامٍ تَعْتَذِرُ مِنْهُ وَ اَجْمِعِ الْيَأْسَ عَمَّا فِیْ أَيْدِی النَّاسِ " (ابن ماجه :۳۰۷)

دوستو!، بزرگو! گذشتہ شب میں نے ایک مختصر سی حدیث کے متعلق بیان

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کیا تھا، اس حدیث میں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین نصیحتیں فرمائی ہیں، اور آج ابھی میں نے ایک اور مختصر حدیث پڑھی ہے اس میں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین نصیحتیں فرمائی ہیں، وہاں بھی نجات کے متعلق سوال کیا گیا تھا، یہاں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مختصر نصیحت طلب کی گئی ہے، وہاں سوال کیا گیا تھا نجات کے متعلق کہ نجات کیسے حاصل ہوگی، دنیا میں نجات کیسے حاصل ہوگی، آخرت میں نجات کیسے حاصل ہوگی، یہ جو نجات کا سوال تھا وہ جملہ نجاتوں کو شامل ہے، یہ نہیں کہ صرف نجات کی کوئی ایک ہی قسم مراد ہو کہ کسی بیماری سے نجات یا فقر وفاقہ سے نجات مراد ہو، بلکہ نجات کی جتنی صورتیں ہوسکتی ہیں وہ تمام مراد ہیں، تو آپؐ نے تین باتیں بتلائی تھیں جو آپ حضرات کو یاد ہی ہوں گی۔

دین اسلام میں تکلف کی گنجائش نہیں

اب یہ دوسری حدیث بھی اسی قسم کی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم کو کوئی نصیحت فرمایئے مگر مختصر نصیحت فرمایئے، دیکھئے! یہ صحابہ کی سادگی اور بے تکلفی کی بات ہے، چنانچہ کسی شیخ سے اگر آدمی کہے کہ مجھے وظیفہ بتلایئے مگر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مختصر ہی بتلایئے گا، تو شیخ صاحب کہیں گے کہ نالائق وظیفہ پوچھ رہے ہو اور اپنی رائے بھی دے رہے ہو، لیکن صحابۂ کرام بلا تکلف بات کہتے تھے، اسلئے کہ ان کی زندگی میں کوئی تکلف و تصنع نہیں تھا، جو کچھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنا ہے کہہ دیتے تھے، اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بشاشت سے سنتے تھے، بعض دفعہ مسکرا بھی دیتے تھے، اس بنا پر کہ ہمارا یہ دین بہت سادگی والا ہے، تکلف و تصنع سے بالکل پاک وصاف ہے، اسلئے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے لکھا ہے کہ ''نسبت ہائے صوفیا غنیمتے ست کبریٰ ولکن رسوم ایشاں ہیچ نیرزد'' یعنی کہ صوفیا کی نسبت بہت بڑی نعمت وغنیمت ہے لیکن ان کے رسموں کی کوئی وقعت نہیں کہ اس طرح بیٹھو اور اس طرح ٹیک لگاؤ اور ایسے تکیے لگاؤ، ان سب رسموں کی کوئی وقعت نہیں، جس کا جو مزاج ہو، جیسی ضرورت ہو اسکے مطابق عمل کرے، ہاں سنت کے خلاف ہرگز نہ کرے۔

میں ایک مرتبہ جلال آباد حضرت مولانا مسیح اللہ خاں صاحب نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں گیا، تو ان کے سرہانے ایک گاؤ تکیہ رکھا ہوا تھا، قالین بھی بچھا ہوا تھا، جس پر تشریف فرما تھے، لیکن وہ تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے نہ تھے، فرمایا کہ تکیہ اس لئے رکھا جاتا ہے تا کہ ضرورت کے وقت ٹیک لگا لیا جائے، ضروری نہیں ہے کہ تکیہ رکھا ہے تو ضرور ٹیک لگایا جائے، ضرورت کے موقع پر ٹیک لگایا جاسکتا ہے، کتنی عمدہ بات فرمائی، خود حضرت مسیح الامتؒ کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اندر بہت سادگی تھی اور عموماً ہمارے تمام مشائخ ایسے ہی تھے۔

تکلفات عجمیوں کا شیوہ ہے

یہ سب تکلفات عجمی ہیں، یہ عربی نہیں، الحمدللہ گجرات میں بے تکلفی عربوں والی نظر آتی ہے، ہم لوگوں کے یہاں یہ بات نہیں ہے، اور میں تو کہتا ہوں کہ میرا مزاج اس معاملہ میں گجراتیوں جیسا ہوگیا ہے، اس لئے تکلفات مجھ کو پسند نہیں آتے، غرض گجرات میں عرب کا کچھ اثر معلوم ہوتا ہے اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے طرف کے بہت سے لوگ گجرات آکر یہاں کی سادگی دیکھ کر بہت متأثر ہوئے، اب بھی عربوں کا مزاج سادہ ہے، مگر جب سے عجمیوں سے تعلقات بڑھے ہیں تکلفات میں اضافہ ہوا ہے۔

حضرت ابن عباس کی اپنے شاگرد کو ایک عجیب نصیحت

حضرت ابن عباسؓ نے اپنے شاگرد عکرمہ سے فرمایا: ’’حدث الناس کل جمعة مرة فان ابیت فمرتین فان اکثرت فثلث مرات‘‘ (بخاری) یعنی فرمایا اے عکرمہ! ہفتہ میں ایک ہی دن حدیث بیان کرنا، اگر لوگ زیادہ طلب کریں تو دو دن بیان کرنا، اور اگر اصرار بڑھ جاوے تو تین دن بیان کرنا اس سے زیادہ بیان نہ کرنا تاکہ حدیث کی وجہ سے قرآن سے بے اعتنائی نہ ہو جائے، اس لئے کہ اصل قرآن پاک ہے حدیث کا درجہ اس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کے بعد کا ہے۔

بہر حال میں یہ کہہ رہا تھا کہ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا صوفیا کی نسبت بہت بڑی غنیمت ہے لیکن ان کے رسوم کی کوئی وقعت نہیں ہے، اور فرمایا کہ بہت سے لوگوں پر میری یہ بات گراں گذرے گی لیکن مجھ کو پرواہ نہیں، اسلئے کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان واقعوں کے کہنے پر مامور ہوں اور یہ کام میرے سپرد منجانب اللہ ہوا، کیونکہ اس زمانہ میں بھی صوفیا سے شاہ صاحبؒ کو ناگواری کا اندیشہ تھا اس لئے یہ تحریر فرمایا۔

میرے دوستو! اب جس حدیث کی تلاوت کی ہے اس کے متعلق سنئے وہ یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صحابی آئے اور کہا "عَلِّمْنِیْ وَ اَوْجِزْ" مجھے کچھ نصیحت فرمایئے اور مختصر فرمایئے، اور مسند احمد کی روایت میں ہے "عِظْنِیْ وَ اَوْجِزْ" مجھے نصیحت کیجئے اور مختصر نصیحت کیجئے، اسی طرح کسی دوسرے موقع پر ایک اور صحابی نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ "عِظْنِیْ وَ اَوْجِزْ" کہ اے اللہ کے رسول! شرائع عام ہو گئے ہیں کچھ ایسی بات بتلا دیجئے جس کو میں کرتا رہوں۔ فرمایا کہ تمہاری زبان ذکر اللہ سے تر رہنی چاہئے، سب جواب ہو گیا، کتنا عمدہ جواب دیا، کہ تمہاری زبان ذکر اللہ سے تر رہنی چاہئے، اب ذکر اللہ سے زبان کب تر رہے گی؟ جب کہ پڑھو گے تب تو تر رہے گی، اب اسی کو بدعت کہہ دو گے تو تم کو کیسے یہ نعمت ملے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

گی؟ ایک جماعت ہے جو یہ کہتی ہے کہ ذکر وغیرہ سب بدعت ہے، میں کہتا ہوں کہ یہ اس سلسلہ کے عنین لوگ ہیں، ان کو کچھ ذوق نہیں ہے، کیونکہ ''مَنْ لَّمْ یَذُقْ لَمْ یَدْرِ'' جو کسی چیز کو چکھے گا نہیں تو اس کا مزہ کیا جانے گا! اس سلسلہ میں آؤ، اس راستہ میں آؤ تب مزہ معلوم ہوگا کہ اس راستہ میں کیا مزہ ہے؟ جس نے مٹھائی چکھی ہی نہیں تو مٹھائی کا مزہ کیا جانے گا، اسی طرح اس راہ میں لوگوں کو دور سے مشکلات نظر آتی ہیں لیکن جب قریب آئیں گے اور دیکھیں گے تو اس میں بھی شیرینی محسوس کریں گے، اللہ اللہ کہنے میں بھی شیرینی ہے، سبحان اللہ کہنے میں بھی شیرینی ہے، چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت ﴿كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوْا هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ﴾ (سورۂ بقرہ: ۲۵) کے تحت لکھا ہے کہ جب جب جنتی جنت میں پھل دیئے جائیں گے تو وہ کہیں گے کہ ہم تو یہ پھل پہلے کھا چکے ہیں، اس پر بہت اشکال علامہ بیضاویؒ وغیرہ نے کیا ہے کہ ''كُلَّمَا'' کا لفظ آیت میں ہے یعنی جب جب پھل دیئے جائیں گے، اور ''كُلَّمَا'' کا لفظ تکرار کا متقاضی ہے، حالانکہ جنتی کو جب پھل پہلی مرتبہ دیا جائے گا اس پر ''كُلَّمَا'' کا لفظ صادق نہیں آتا، اس لئے کہ اس سے پہلے کھایا ہی نہیں ہے تو کیسے کہے گا۔ اور بہت سے لوگ دنیا میں ایسے بھی ہیں کہ بہت سے پھل کھائے ہی نہیں ہوں گے۔ شاہ صاحبؒ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جس نے سبحان اللہ، الحمدللہ نہ کہا ہو، تو جب اس نے سبحان اللہ الحمدللہ کہا، اس کا جو مزہ ملا ہے وہی پھل کی شکل میں جنت میں ملے گا تب وہ کہے گا کہ مجھ کو تو دنیا میں یہ مزہ مل چکا ہے، سبحان اللہ کہا تھا تو یہ مزہ ملا تھا اور الحمدللہ کہا تھا تو یہ مزہ ملا تھا، اللہ اکبر کہا تھا تو یہ مزہ ملا تھا۔

ابراہیم علیہ السلام کا سلام و پیغام

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج میں تشریف لے گئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے محمد! اپنی امت سے میرا سلام کہنا، (لکھا ہے کہ اس کا جواب دینا چاہئے وعلیکم وعلیہ السلام) اور کہنا کہ جنت میں بہت چٹیل میدان باقی ہے اور اس کے درخت تمہارا سبحان اللہ اور الحمدللہ ہے، لہٰذا کثرت سے سبحان اللہ اور الحمدللہ کہا کرو تمہارے خوب باغ جنت میں ہو جائیں گے، آدمی دنیا میں باغ تیار کرنا چاہتا ہے تو اس کو عرصہ لگ جاتا ہے، اور پھل آنے میں تو ایک طویل مدت درکار ہوتی ہے، اور یہاں یہ شکل ہے کہ ابھی سبحان اللہ کہو ابھی ایک پھل دار باغ تیار، ابھی مرو اور ابھی جا کر کھالو۔

اہل طریق کی تین قسمیں

اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے کوئی ویزا لینے ایمبسی جاتا ہے تو نتیجہ کے اعتبار سے اس میں تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک وہ ہے جس کو ویزا بلا تکلف

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دے دیا جاتا ہے، اب وہ خوشی خوشی واپس لوٹتا ہے چہرہ سے معلوم ہوجاتا ہے کہ ویزا مل گیا ہے، اور دوسرا وہ شخص ہے جس سے کہا جاتا ہے کہ ابھی بیٹھو کچھ سوال جواب ہوں گے، جرح ہوگی، اور وہ بٹھا دیا جاتا ہے، اور تیسرا وہ شخص ہے جس کو صاف انکار کر دیا جاتا ہے کہ تم کو ویزا نہیں ملے گا، اب وہ منہ لٹکائے واپس آتا ہے، اسی طرح اللہ کے یہاں کا معاملہ ہے، میرے دوستو! کسی کیلئے تو راستہ بالکل کھلا ہوا ہے اور کھلتا ہی چلا جاتا ہے اس کو ''سالک'' کہتے ہیں، اور ایک ''واقف'' ٹھہرا ہوا رہتا ہے، اس کا معاملہ کچھ پیچ دار ہوتا ہے، جیسے ویزے کے بارے میں باز پرس کیلئے روک دیا جاتا ہے، اور ایک ہے راجع یعنی لوٹنے والا کہ جس کو ویزا نہیں ملا تو کہتا ہے چلو اب لوٹ چلو۔

اللہ کو وزیر و مشیر کی ضرورت نہیں

علماء نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ صمد ہے اس لئے اس کو فرشتوں کی ضرورت نہیں ہے، یہ جو کندھے پر فرشتے بیٹھ کر لکھا کرتے ہیں یہ تو انسان کو سمجھانے کے لئے ہے، کہ جیسے تم کسی چیز کو محفوظ کرنے کیلئے لکھ لیا کرتے ہو ایسے ہی فرشتے تمہارے اعمال لکھ لیا کرتے ہیں ورنہ تو اللہ تعالیٰ کو نہ کسی فرشتے کی ضرورت ہے نہ کاتب کی، نہ وزیر کی نہ مشیر کی، وہ ذات تو بڑی بے نیاز ہے، وہ اپنی ذات کے اعتبار سے غنی ہے، ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ﴾

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اللہ ایک ہے اور اللہ بے نیاز ہے، اس کے لئے نہ وزیر کی ضرورت ہے اور نہ مشیر کی۔

رسول اللہ ﷺ کی پہلی نصیحت

میرے دوستو! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی نصیحت یہ فرمائی جب تم نماز پڑھنے کیلئے کھڑے ہوتو ایسی نماز پڑھو گویا کہ رخصت کرنے والے کی نماز ہو۔ کیسی عمدہ نصیحت ہے، اللہ غنی! تصوف وسلوک کی کتنی اہم بات ہے، یہی تو یہاں سکھایا جاتا ہے کہ نماز کے اندر خشوع پیدا کرو، یہ نماز بین العبد والرب وُصلہ یعنی بندے اور اس کے رب کے درمیان واسطہ ہے، اس کو ٹھیک سے ادا کرو، صحیح طریقہ سے ادا کرو۔

بہت سے لوگ ایسے بھی ہوئے ہیں جو تراویح پڑھتے پڑھتے ہی انتقال کر گئے، ہمارے بہت سے علماء بھی اسی طرح انتقال کر گئے، حضرت مولانا منت اللہ صاحبؒ کا بھی تراویح کی حالت میں انتقال ہوا، خود ہم نے دیکھا کہ ایک آدمی کا تراویح کی حالت میں انتقال ہوگیا، اس طرح کے واقعات ہوتے ہی رہتے ہیں، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی بات یہ فرمائی ''اِذَا قُمْتَ فِیْ صَلٰوتِكَ فَصَلِّ صَلٰوةَ مُوَدِّعٍ '' کیسی عمدہ نصیحت ہے، کتنے جامع کلمات ہیں، اچھے سے اچھے عربی داں اور ادیب بھی اتنا جامع کلام نہیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہہ سکتے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی بڑی بات کو چند کلمات میں ادا کر دیا، یہ آپؐ ہی کی خصوصیت تھی، خود آپؐ نے فرمایا'' اُوْتِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ '' [مشکوٰۃ:۵۱۲] مجھے جامع کلمات دیئے گئے، کہ تھوڑے سے کلمات میں زیادہ معانی بیان کر دیتا ہوں۔

نامۂ اعمال میں اضافہ کی فکر

بہر حال جب رخصت کرنے والے کی جیسی نماز پڑھے گا تو ضرور احساس ہوگا کہ ذرا اچھی طرح پڑھوں، خشوع کے ساتھ پڑھوں، حضرت جنید بغدادیؒ جو سید الطائفہ ہیں، تمام صوفیا کے سردار ہیں، ان کے حالات میں لکھا ہے کہ انتقال کا وقت قریب تھا، اس حالت میں تلاوت کر رہے تھے، ایک مرید حاضر ہوئے اور کہا اے ابو القاسم! ذرا اپنے اوپر رحم کرو، اتنی پریشانی ہے اور تم تلاوت میں مشغول ہو؟ فرمایا دیکھو میرا نامۂ اعمال لپیٹا جا رہا ہے ایسی صورت میں تلاوت کا کون محتاج نہیں، میں چاہتا ہوں کہ اس میں زیادہ سے زیادہ حسنات لکھے جائیں، تو میں اس حرص اور لالچ میں اپنے اس آخری وقت میں تلاوت کر رہا ہوں تا کہ اپنے نامۂ اعمال میں مزید اضافہ کر دوں، دیکھئے! جاں کنی کا وقت ہے لیکن اپنے اعمال کی کتنی فکر ہے، ان حضرات کا ایسی حالت میں بھی دل و دماغ ٹھیک رہتا ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ابھی تو چند لمحات باقی ہیں

ایک بزرگ کے وصال کا وقت قریب آیا تو شیطان ان کے پاس پہنچ گیا اور کہا کہ آپ کو مبارک باد ہو کہ شیطان کے مکر سے آپ بچ کر جارہے ہیں، کہا کہ ابھی کہاں بچا، ابھی تو جو چند لمحات باقی ہیں ان میں بھی تو بہکا سکتا ہے، اور اگر میں یہ سمجھ لوں کہ میں تیرے مکر سے بچ گیا اور چھٹکارا پالیا تو تیرا یہی بہکانا کامیاب ہو جائے گا، اس بنا پر یہ لمحہ بھی ایمان کے ساتھ گذر جائے اور ایمان کے ساتھ جاؤں تب جانوں گا کہ میں تیرے مکر سے بچ کر جارہا ہوں۔ ”اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ نَفْساً بِکَ مُطْمَئِنَّۃً تُؤمِنُ بِلِقَائِکَ وَ تَرْضٰی بِقَضَائِکَ وَ تَقْنَعُ بِعَطَائِکَ“[کنز العمال ۲/۱۹۸] اے اللہ! میں ایسا نفس چاہتا ہوں جو آپ پر اطمینان رکھے، جو آپ سے ملنے کا یقین رکھے اور آپ کے فیصلے پر راضی رہے اور آپ کے عطیہ پر قناعت رکھے۔ کامیاب وہی ہے جس کا ایمان پر خاتمہ ہو، اس سے پہلے کیا کامیابی!

دو اللہ والوں کا حال

حضرت مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے آدمی تھے، بانی ندوۃ العلماء کہلاتے ہیں، کسی نے آپ سے پوچھا حضرت! مزاج کیسا ہے؟ کہا مزاج کیا پوچھتے ہو، خوف اور امید کے درمیان میں ہوں، ایمان پر خاتمہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہو جائے اور جنت میں داخلہ ہو جائے تب مزاج پوچھنا، یہ واقعہ حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت بیان فرمایا کرتے تھے، خود ان کا بھی ایسا ہی حال تھا، ایک دفعہ ہم لوگوں نے سمجھا کہ حضرت کا بالکل جاں کنی کا وقت ہے، ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ اب تب کا عالم ہے، پھر تھوڑی دیر کے بعد طبیعت سنبھل گئی، ہم لوگوں سے کہا کہ ابھی میں سوچ رہا تھا کہ جس حال میں میں جا رہا ہوں وہ حال اچھا نہیں ہے، میں دل میں کہہ رہا تھا یا اللہ! اس حال کو بدل دیجئے، پس حضرت کو بھی یہ خیال ہو گیا تھا کہ میرا آخری وقت ہے، اس لئے دعا کی اور حیات مل گئی، ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان پر خاتمہ فرمایا ہے، حج کے سفر میں جا رہے تھے، اثناء راہ حق میں انتقال ہوا، اس سے بڑھ کر کون سی موت اچھی ہو سکتی ہے! ہمیشہ حج کا ثواب ملتا رہے گا۔

بہر حال میرے دوستو بزرگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی نصیحت یہ فرمائی کہ نماز اس طرح پڑھو جیسے رخصت ہونے والا آدمی پڑھتا ہے، پس اللہ تعالیٰ سے ہم کو ایسے حال میں ملنا چاہئے کہ وہ ہم سے راضی اور خوش ہوں، وہ ایمان اور عمل صالح ہی سے تو راضی ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری نصیحت

دوسری نصیحت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی ''وَ لَا تَكَلَّمْ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بِكَلَامٍ تَعْتَذِرُ مِنْهُ ''ایسی بات نہ کرو کہ کل کے دن تم کو عذر کرنا پڑنے، وہی ''اَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ'' والی بات آ گئی، جب آدمی اپنی زبان کو قابو میں رکھے گا تو یہ نوبت نہیں آئے گی کہ وہ اپنے کلام کی وجہ سے شرمندہ ہو اور لوگوں سے معذرت کرنا پڑے، آدمی زبان سے کوئی بات کہہ دیتا ہے، لوگ پکڑ لیتے ہیں کہ آپ نے یہ بات کہی تھی، بڑے بڑے لوگ ایسی حرکتیں کرتے رہتے ہیں، کوئی بات کہتے ہیں پھر اس سے صاف مکر جاتے ہیں کہتے ہیں کہ پریس والوں نے یہ بات مشہور کر دی ہے، جو لوگ اخبار پڑھتے ہیں وہ جانتے ہوں گے، بہر حال منہ سے ایسی بات نہیں نکالنی چاہئے کہ کل کو عذر کرنا پڑے، کل کے دن جب لوگ پوچھیں گے کہ تم نے یہ بات کیسے کہی تو عذر کرنا پڑے گا، یا جھوٹ بولنا پڑے گا، عزت ختم ہو جائیگی، آبرو ختم ہو جائیگی۔

یہ نصیحت تمام لوگوں کے لئے عام ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف ہم ہی لوگوں کے لئے نبی بنا کر نہیں بھیجے گئے بلکہ تمام عالم کیلئے بھیجے گئے ہیں، اس میں امریکہ، برطانیہ، روس، چین وغیرہ سب آ گئے، اس نصیحت کے یہ لوگ بھی مخاطب ہیں، پوری دنیا کے لوگ مخاطب ہیں، یہ نصیحتیں صرف ایک صحابی کے لئے نہیں ہیں بلکہ تمام انسانیت اس کی مخاطب ہے، چاہے یہود ہوں چاہے نصاریٰ ہوں چاہے مشرکین، سب اس کے مخاطب ہیں، اگر اس پر عمل کریں تو آج دنیا میں امن ہو جائے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عیاشی وفحاشی کے بدنتائج

میں زامبیا جاتا رہتا ہوں ، وہاں عیسائیوں کا ایک بڑا قبرستان ہے جو قبروں سے پورا بھرا ہوا ہے، اور وہیں مسلمانوں کا بھی ایک چھوٹا سا قبرستان ہے لیکن وہ خالی ہے، حالانکہ وہاں مسلمانوں کی کافی تعداد ہے، آج کل ایک جان لیوا بیماری چل پڑی ہے جسے ایڈز کہا جاتا ہے، ایک دن میں سینکڑوں آدمی اس کا شکار ہوتے ہیں، اور ان میں تمام کے تمام عیسائی ہی ہوتے ہیں، میں نے کہا کہ ان لوگوں کو معلوم ہے کہ فلاں وجہ سے بیماری ہوتی ہے، تو یہ لوگ اسے روکتے کیوں نہیں ،تو لوگوں نے کہا کہ اگر یہ روکیں گے تو ان کا مذہب ہی ختم ہو جائے گا ،لواطت اور زنا وہاں عام ہے اور یہی اس بیماری کا سبب ہے، صدر کا لڑکا بھی اس میں مبتلا ہو کر مر گیا، یہ حالات ہیں، جب عیاشی اور فحاشی عام ہوگی تو یہی نتیجہ ہوگا ، دنیوی چین غارت ہو جائے گا ، دنیوی سکون میسر نہ ہوگا۔

علامہ ابن قیمؒ کی تحقیق

علامہ ابن قیم کہتے ہیں کہ '' لَوْ لَا النُّبُوَّاتُ لَبَطَلَ الْمَعَاشُ وَ الْمَعَادُ '' اگر نبوتیں نہ ہوتیں تو معاش اور معاد سب باطل ہو جاتے ،آج چونکہ نبوت پر عمل نہیں ہو رہا ہے، نبوت کی روشنی کو نہیں لیا جا رہا ہے اس لئے ہر طرف

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اندھیرا ہی اندھیرا ہے، تاریکی ہی تاریکی ہے، ظلمت ہی ظلمت ہے، کہیں کسی کو چین نہیں ہے، ہم ہی لوگوں کو چین نہیں ہے، آج دنیا میں مسلمان بھی بہت بے چین و پریشان حال ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ قرآن وحدیث کو پس پشت ڈال دیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: ﴿وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ [سورۂ انبیاء: ۱۰۷] اے محمد! ہم نے آپ کو تمام جہان کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ جب رحمت والا طریقہ چھوڑ دیا جائے گا تو پھر کیسے رحمت ملے گی، زحمت ہی زحمت ہوگی، پریشانی ہی پریشانی ہوگی، اس بنا پر میرے دوستو بزرگو! یہ قرآن وحدیث سب لوگوں کیلئے ہے، صرف مسلمانوں کیلئے نہیں ہے، اسی میں لوگوں کیلئے چین وسکون ہے، آج اگر دنیا اس کو اختیار کر لے تو پورے عالم میں سکون واطمینان ہو جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری نصیحت

تیسری نصیحت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی ''وَ اَجْمِعِ الْيَأْسَ عَمَّا فِيْ أَيْدِي النَّاسِ'' لوگوں کے ہاتھوں میں جو مال و دولت ہے اس سے ناامید ہو جاؤ، آج جتنے فسادات ہیں سب امید کی بنا پر ہیں، اس لئے کہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہر شخص بھائی سے امید رکھے ہوئے ہے، چچا سے امید رکھے ہوئے ہے، اس لئے جب امید کے خلاف کوئی بات پیش آئیگی تو ناگواری ہوگی اور باہم عداوت ومخالفت کا سبب بنے گی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی سے امید نہ رکھو اگر کسی سے کچھ حاصل ہوجائے تو اللہ کا شکر ادا کرو، امید رکھو گے اوراس کے خلاف جب ہوگا تو دل میں کبیدگی پیدا ہوگی، دل میں انقباض پیدا ہوگا، دل میں انبساط نہیں رہے گا، جب دل میں کبیدگی آئے گی تو اب تعلقات خراب ہوجائیں گے، اس کی وجہ سے مار پیٹ، قتل وقتال کی نوبت آئے گی اور پھر اخیر میں مقدمہ بازی شروع ہوجائے گی، اسی بنا پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی جڑ کو ہی کاٹ دیا اور فرمایا کہ لوگوں کے ہاتھوں میں جو ہے اس سے ناامید ہوجاؤ، جتنی ناامیدی ہوگی اتنا ہی سکون ہوگا۔

خالق ومخلوق دونوں کی محبوبیت کیسے حاصل ہوگی؟

ایک صحابی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا ''دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهٗ اَحَبَّنِیَ اللّٰهُ وَ اَحَبَّنِی النَّاسُ قَالَ ازْهَدْ فِی الدُّنْیَا یُحِبُّكَ اللّٰهُ وَ ازْهَدْ فِیْ مَا عِنْدَ النَّاسِ یُحِبُّكَ النَّاس '' (ترمذی) یعنی یارسول اللہ! ایسی بات بتلادیجئے کہ جس سے میں اللہ کا محبوب ہوجاؤں اور لوگوں کا بھی محبوب ہوجاؤں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی قسم کا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جواب دیا کہ اللہ سے سب امیدیں وابستہ کرو تو اللہ کے محبوب ہو جاؤ گے اور لوگوں سے امیدیں منقطع کرلو تو ان کے محبوب ہو جاؤ گے، اللہ کے یہاں محبوبیت اسی وقت ہوگی جب ہم اپنی تمام ضروریات کو اللہ کے حضور پیش کریں لیکن مخلوق کی محبوبیت چاہتے ہو تو اس کے برخلاف کرنا پڑے گا، اپنی تمام امیدوں کو ان سے منقطع کرنا پڑے گا تب جا کر مخلوق کے محبوب بنو گے، مخلوق سے آدمی جتنی بے اعتنائی برتے گا، جتنی طمع کو قطع کرے گا اتنی ہی اللہ تعالیٰ مخلوق کے اندر اسے عزت ومحبت دیں گے، آج جو مشائخ حقہ ہیں ان کو عموماً اسی وجہ سے مانتے ہیں، لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ ہمارے مال کے محتاج نہیں ہیں بلکہ ہم ان کے دین کے محتاج ہیں بلکہ دنیا کے بھی محتاج ہیں، اگر ایسی بات نہ ہو تو مشائخ سے فیض بھی نہیں پہنچے گا۔

لوگوں سے تعلقات کیلئے دو شرطیں

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''وَ اصۡحَبِ النَّاسَ عَلٰی شَرِیۡطَتَیۡنِ قَطۡعُ الطَّمَعِ عَنِ النَّاسِ عَمَّا فِیۡ اَیۡدِی النَّاسِ وَ حُسۡنُ الۡخُلُقِ مَعَ کُلِّ اَحَدٍ'' لوگوں کے ساتھ دو شرطوں پر مصاحبت رکھو، پہلی شرط یہ ہے کہ قطع طمع کرو، لالچ منقطع کرو، لوگوں سے اور ان کے ہاتھوں میں جو ہے اس سے بالکل ناامید ہو جاؤ، یہ تھے شاہ ولی اللہ صاحب

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دہلوی! کیونکہ یہ حدیثیں ان کے سامنے تھیں، مجدد تھے، اس لئے جو بھی بیان فرماتے وہ قرآن واحادیث سے استنباط کر کے فرماتے، چنانچہ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ قطع طمع کے ساتھ ساتھ ہر شخص سے حسن خلق کے ساتھ پیش آؤ، قطع طمع کا معاملہ کرنے میں بھائیوں کے ساتھ ترشی اور بدخلقی نہ آنا چاہئے اور فرمایا کہ اگر اس کے باوجود بھی کوئی شخص معاملہ کرنے میں ترشی اختیار کرتا ہے تو وہ خبیث الباطن ہے اس کی خباثت ہی دشمنی پر ابھارتی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلویؒ نے حسن خلق کا بھی معیار تحریر فرمایا وہ یہ کہ حسن خلق آدمیوں کے مرتبہ کے اعتبار سے ہوگا، جو عامی لوگ ہیں وہ ''باندکے راضی میشوند'' عامی لوگ تو تھوڑی سی رعایت سے راضی ہو جائیں گے، لیکن جو بڑے لوگ ہیں ان کے لئے مزید اکرام کی ضرورت ہوگی۔

حضرت مصلح الامتؒ کا خاص دستور

ہمارے حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خاص دستور تھا کہ راستہ چلتے تو ہر ایک سے خیریت دریافت کرتے ہوئے آگے بڑھتے تھے، چنانچہ اب تک لوگ حضرت کو یاد کرتے ہیں کہ حضرت ہمارا مزاج پوچھا کرتے تھے، اور کہتے تھے کہ بھائی ہم کو تم سے کام لینا ہے، ظاہر ہے کہ یہ باتیں اپنے حسن اخلاق کی بنا پر کہتے تھے تا کہ لوگ مانوس رہیں، قریب آئیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور دین کی باتیں سنیں۔

خلاصۂ وعظ

بہر حال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں تین چیزیں بیان فرمائیں، پہلی بات تو یہ بیان فرمائی کہ جب نماز کے لئے کھڑے ہو تو ایسی نماز پڑھو جیسے رخصت کرنے والے کی نماز ہوتی ہے، عام طور سے لوگ پوچھتے ہیں کہ نماز میں ہم کو خشوع حاصل نہیں ہو رہا ہے اس کے لئے کیا کریں، میں سمجھتا ہوں کہ اس کا اس سے بڑھ کر اور کیا علاج ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی ہر نماز کو آخری نماز سمجھے گویا وہ دنیا سے رخصت ہونے والا ہے تو انشاء اللہ خشوع وخضوع کی کیفیت پیدا ہو جائے گی، بزرگوں کی تمام تدابیر ایک طرف اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا علاج ایک طرف، کتنا نافع علاج تجویز فرمایا، واقعی اس سے آدمی کو ضرور کچھ نہ کچھ خشوع وخضوع کا استحضار پیدا ہو جائے گا کہ اللہ کے سامنے کھڑے ہیں اور اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کے باوجود، چہرہ تو ہمارا اللہ تعالیٰ کے گھر کی طرف ہے لیکن ہمارا دل اس کے برخلاف ہے، کس قدر تعجب وتأسف کی بات ہے، علماء نے لکھا ہے کہ جب نماز میں کھڑا ہو تو چہرہ جس طریقہ سے بیت اللہ کی طرف ہوتا ہے اسی طریقہ سے تمہارا دل بیت اللہ کے رب کی طرف ہونا چاہئے یہی نماز میں خشوع ہے۔

میرے دوستو! نماز میں خشوع اور یکسوئی پیدا کرنا بہت ضروری ہے، اور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دیکھو! پوری نماز میں تو ہر ایک کو خشوع حاصل نہیں ہوتا اس لئے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اگر شروع میں اللہ کی طرف توجہ کرلیا جائے تو امید ہے کہ انشاء اللہ پوری نماز خشوع والی ہوجائے گی، اس بنا پر پوری کوشش یہ ہونی چاہئے کہ سنت کے مطابق نیت ہو، سنت کے مطابق تحریمہ ہو، انشاء اللہ العزیز اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ کے یہاں نماز کو مقبولیت حاصل ہوگی۔

اور دوسری نصیحت یہ فرمائی کہ زبان سے ایسی بات نہ کرو کہ کل کو عذر کرنا پڑے، جس کے متعلق پہلے مختصراً کچھ عرض کر چکا ہوں، اور تیسری نصیحت بھی بہت عمدہ فرمائی کہ لوگوں سے امیدیں مت وابستہ کرو، تمام فسادات کی جڑ یہی ہے کہ لوگ دوسروں سے امیدیں وابستہ کئے رہتے ہیں جب خلاف امید بات پیش آتی ہے تو پھر فسادات شروع ہوجاتے ہیں۔

بہرحال یہ مختصر سی حدیث تھی، جس کی میں نے کسی قدر تشریح کی، میرے ذہن میں دوسرا مضمون تھا، میں نے سوچا کہ جب کل ایک حدیث اسی قسم کی بیان کر چکا ہوں تو آج اسی کے مناسب جو دوسری حدیث ہے اس کی تشریح کردوں، چنانچہ اس پر بھی اللہ تعالیٰ نے کچھ کہلوا ہی دیا، اللہ تعالیٰ مجھے بھی عمل کی توفیق دے اور آپ حضرات کو بھی، آپ لوگوں کے خلوص کی برکت سے میں بیان کردیتا ہوں ورنہ طبیعت بعض دفعہ بہت نڈھال رہتی ہے، اس وجہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سے کہتا ہوں کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمائے، قوت عطا فرمائے کیونکہ بعض دفعہ دل میں بھی بہت زیادہ ضعف محسوس ہوتا ہے، پہلے مجھے کبھی ضعف نہیں ہوتا تھا، اس مرتبہ کافی نقاہت محسوس ہوتی ہے، اتنی پیاس لگتی ہے کہ برداشت نہیں ہوتا، حالانکہ مئی جون کے مہینے میں ہم لوگ روزہ رکھ چکے ہیں، تب یہ کیفیت نہیں ہوتی تھی اور اب سردی میں یہ حال ہو رہا ہے، اب پھر دوبارہ مئی جون میں رمضان آئے گا، ہوسکتا ہے اس سے پہلے ہی ہم اس دنیا سے رخصت نہ ہو جائیں، بہرحال اس وقت اتنی تکلیف ہے کہ میں بول بھی نہیں سکتا، دعا کیجئے اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمائے، قوت عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ مجھے خلوص عطا فرمائے تاکہ دین کا جو کام ہو رہا ہے وہ ہوتا رہے اور آپ حضرات کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے نفع عطا فرمائے، مجھے بھی اجر و ثواب مرحمت فرمائے، میرے لئے اسے خیر کا ذریعہ بنادے۔ آمین

دعا کیجئے:

الحمدلله رب العالمين ، والصلاة و السلام علىٰ سيد الاولين والأخرين وعلىٰ اٰله واصحابه اجمعين ،

اللهم صل على سيدنا و مولانا وعلى آل سيدنا ومولانا محمد وبارک وسلم ،

یا اللہ! ہم کو عافیت عطا فرما، ہم سب لوگوں کو صحت کاملہ عطا فرما، ظاہری و

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

باطنی ہر بیماری سے نجات کلی عطا فرما، ہمارے قلوب کی اصلاح فرما، ہمارے اخلاق کی اصلاح فرما، ہماری آخرت کو سنوار دے، یا اللہ! اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق مرحمت فرما، اپنی محبت اور نسبت سے ہم سب لوگوں کو بہرہ ور فرما، نور ذکر سے اور نور فکر سے ہمارے قلوب کو منور فرما، یا اللہ! اس خانقاہ کو باقی رکھ یہاں سے دین کا نفع ہو، تمام لوگوں کو احسانی اور ایمانی نفع عطا فرما، یا اللہ! جو حضرات بھی اس کے منتظم ہیں اور کسی بھی درجہ میں معاون ہیں ان سب کو جزاء خیر مرحمت فرما، یا اللہ! جو حضرات تشریف لائے ہیں ان کو پورا پورا فیض اس خانقاہ سے عطا فرما، باطنی چیزوں سے مناسبت پیدا فرما، اے اللہ! اصلاح کی فکر پیدا فرما، آخرت کو درست فرما، یا اللہ! دینی اور دنیوی دونوں عافیت عطا فرما، یا اللہ! ہر قسم کی خیر اور بھلائی عطا فرما، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور آپ کی کامل اطاعت کی توفیق مرحمت فرما، یا اللہ! باطنی سلسلہ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے چلا آرہا ہے اس کو باقی فرما، اس کو ترقی عطا فرما، سارے عالم میں اس کے فیض کو جاری فرما، یا اللہ! اس کے برکات سے سارے جہاں کو فیضیاب فرما، یا اللہ! اپنے فضل وکرم سے ہر قسم کی عافیت عطا فرما۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم وتب علينا انك انت التواب الرحيم ، سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمدلله رب العالمين ،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰـهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ

" أَوَّلُـهُ رَحْمَةٌ وَ أَوْسَطُـهُ مَغْفِرَةٌ وَ آخِـرُهُ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ "

(مشکوٰۃ ۱۷۴)

رحمت خداوندی کے امیدوار بنو

۱۰ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ مسجد دار العلوم کنتھاریہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

خلاصۂ وعظ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے رحمت کا سوال کیا ہے ''اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ رَحْمَةً أنَالُ بِھَا شَرْفَ کَرَامَتِكَ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ '' (ترمذی کتاب الدعوات) اے اللہ! ہمیں رحمت عطا فرما تاکہ دین اور دنیا کی کرامت ہم کو حاصل ہو، شرف کرامت نصیب ہو۔ یہ ان خاص دعاؤں میں ہے جس کی حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب قدس سرہ نے مجھے خاص تعلیم فرمائی ہے۔ پس رحمت کا تو ہر وقت امیدوار رہنا ہی چاہئے، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے جن پر اپنی رحمت کا نزول فرمایا ہے واقعی وہ دینی و دنیوی ہر اعتبار سے مطمئن ہیں، یوں حالات تو آتے ہی رہیں گے، بظاہر پریشانی وتکلیف بھی ہوگی مگر قلب مطمئن رہیگا۔

اپنی طاقت کے بل پر اللہ کا راستہ ہم طے نہیں کرسکتے، اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی مدد کی ضرورت ہے، اس کے فضل کی ضرورت ہے، اسی بناپر ہمارے مصلح الامت حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ فرماتے تھے کہ بھائی! بوڑھوں کو چاہئے کہ وہ یہ دعا کریں: اے اللہ! ہمارے بڑھاپے پر رحم فرما، ہم اپنے طور پر راستہ طے نہیں کرسکتے، آپ کا جب تک کرم نہیں ہوگا، آپ کی جب تک رحمت نہیں ہوگی اس وقت تک ہم راستہ طے نہیں کرسکتے۔

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ (جو صدرالمدرسین دارالعلوم دیوبند اور حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ ہیں) فرماتے ہیں کہ میاں! یہ راستہ تو اتنا طویل ہے کہ عمر نوح بھی مل جائے تب بھی کوئی طے نہیں کرسکتا مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت شامل حال ہوجائے تو ایک آن میں طے کرسکتا ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نُؤْمِنُ بِهٖ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ ، وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِيَ لَهٗ، وَ نَشْهَدُ أَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَشَرِيْكَ لَهٗ ، وَ نَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَ مَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ ، صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ عَلٰى آلِهٖ وَاَ صَحَابِهٖ وَ اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّاتِهٖ وَ سَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ، أَمَّابَعْد ! قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ " أَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَ أَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَ آخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ " (مشکوۃ ۱۷۴)

دوستو بزرگو بھائیو! یہ ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان شریف کے آنے سے پہلے ہی خطبہ میں فرمایا تھا، تاکہ رمضان شریف کا کوئی جزء غفلت میں نہ گذرے، ظاہر بات ہے کہ جب لوگوں کو کسی چیز کے متعلق پہلے ہی سے آگاہ کردیا جائے گا تو ضرور اس سے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نے رمضان شریف کے آنے سے پہلے ہی خطبہ دیا اور وہ خطبہ ایسا ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ سبھی لوگوں نے اس کے متعلق علماء کے بیان میں سنا ہوگا، اس کی ابتداء یوں ہے ''قَدْ أَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيمٌ'' تم لوگوں پر ایک عظیم الشان مہینہ سایہ فگن ہورہا ہے، ایسا مہینہ ہے جو مبارک ہے، اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے،'' پھر اس کے بعد تفصیل بیان فرمائی ہے۔

اس وقت ذہن میں اس حدیث کا یہ ٹکڑا اسی لئے آیا کہ آج دسویں شب ہے، یہ دسویں روزے کی رات ہے، گویا رحمت کا جو عشرہ ہے اس کی یہ آخری رات ہے، اس بنا پر ذہن میں بات آئی کہ اس کے متعلق کچھ گوش گذار کردوں تاکہ اسکی طرف مزید توجہ ہوجائے، ویسے تو ماشاء اللہ آپ حضرات کو اس کی طرف رغبت بھی ہے، علم بھی ہے، معرفت بھی ہے اور اس کے متعلق کچھ کرتے بھی رہتے ہیں، لیکن ہمارا یہ فریضہ ہے کہ ایسی باتوں سے آگاہ کردیا کریں، ہوسکتا ہے کہ کوئی غفلت میں ہو تو اس سے وہ آگاہ ہوجائیگا تو انشاء اللہ اس کے حق کی ادائیگی کی کوشش کرے گا۔

عشرۂ رحمت سے خصوصی رحمت مراد ہے

میرے دوستو بزرگو! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہینہ کو گویا تین اجزاء میں تقسیم فرمایا ہے، دس دس دن کے تین اجزاء، پہلے عشرہ کو رحمت سے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

موسوم فرمایا کہ یہ پہلا عشرہ رحمت کا عشرہ ہے، ظاہر ہے کہ رحمت کس قسم کی ہے؟ اس کی کیا نوعیت ہے؟ اس کو تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی بتلا سکتے ہیں ورنہ تو ابھی کئی دن سے سنایا جارہا ہے کہ اللہ کی رحمت تو ہر وقت ہم پر مبذول ہے، دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی رہے گی، انسان کا کوئی وقت اللہ کی رحمت سے خالی نہیں ہے، اگر اللہ کی رحمت شامل حال نہ ہو تو شیطان ہم کو اُچک لے، نیست و نابود کردے، اور یہ کفار بھی ہم کو نیست و نابود کردیں، اللہ کی رحمت کا سایہ ہی ہے کہ ہم بچے ہوئے ہیں۔

اپنی اصلاح کی کوشش کرتے رہنا چاہیے

دو سال قبل حج کے موقع پر مدینہ منورہ بھی حاضری ہوئی، اس وقت حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحبؒ باحیات تھے، بہت بڑے عالم تھے، ابھی ابھی انتقال ہوا ہے، ان سے کسی نے کہا کہ حضرت! ہندوستان کے کانپور شہر میں یہ سب مصیبتیں مسلمانوں پر آئی ہوئی ہیں، اتنے آدمی قتل کردیئے گئے، اتنی دوکانیں جلادی گئیں۔ تو فرمایا کہ بھائی! یہ کوئی نئی بات تو نہیں ہے، یہ تو چودہ سو سال سے چلی آرہی ہے، اور یہ تو ہوتا ہی رہے گا، بس دعا کرتے جاؤ کہ اللہ تعالیٰ اپنا رحم و کرم فرمائے، اور اپنی اصلاح کی کوشش کرتے جاؤ۔

خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق یہودیوں نے سازش رچی تھی،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ایسی جگہ بٹھایا تھا کہ پتھر لڑھکا دیں گے اور کام تمام ہو جائیگا، لیکن اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ آپ کو ان کی سازش کی اطلاع کردی، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے ہٹ گئے، یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت وعنایت اور رأفت ہی تو تھی، اور ہم بھی اللہ کی رحمت ہی سے اب تک محفوظ ہیں، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت ہی سے ہم پر نعمتیں نازل فرمارہا ہے، اس رحمت کا تصور تو ہر وقت رہنا چاہئے، اس بنا پر ہمیں رحمت کی دعا بھی کرتے رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہم پر خاص رحمت نازل فرمائے اور ہمارے جان و مال اور ایمان کی حفاظت فرمائے۔ آمین

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رحمت کا سوال کیا

خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رحمت کا سوال کیا ہے "اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ رَحْمَۃً أنَالُ بِھَا شَرْفَ کَرَامَتِكَ فِی الدُّنْیَا وَ الْآخِرَۃِ " (ترمذی، کتاب الدعوات) یہ ان خاص دعاؤں میں ہے جس کی حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ نے مجھے خاص تعلیم فرمائی ہے، اے اللہ! ہمیں رحمت عطا فرما تاکہ دین اور دنیا کی کرامت ہم کو حاصل ہو، شرف کرامت نصیب ہو، پس رحمت کا تو ہر وقت امیدوار رہنا ہی چاہئے، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے جن پر اپنی رحمت کا نزول فرمایا ہے واقعی وہ دینی ودنیوی ہر اعتبار سے مطمئن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہیں، یوں حالات تو آتے ہی رہیں گے، بظاہر پریشانی وتکلیف بھی ہوگی مگر قلب مطمئن رہے گا۔

مرض ترقی کا ذریعہ

دنیا دار الابتلاء ہے، اسی ابتلاء میں ترقیات ہیں، اس میں اللہ تعالیٰ کی بڑی مصلحتیں اور حکمتیں ہیں، ان مصلحتوں اور حکمتوں کو کوئی کیا سمجھ سکتا ہے؟ پریشانیاں آتی ہیں اس میں بھی حکمتیں ہیں، مصائب آتے ہیں اس میں بھی حکمتیں ہیں، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ بہت سے مقامات طے کرادیتے ہیں، روایتوں میں آتا ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے " ان العبد اذا سبقت له من الله منزلة لم يبلغها بعمله ابتلاه الله فى جسده أو ماله " [مشکوٰۃ ۱۳۷] یعنی آدمی اپنے مجاہدہ اور ریاضت سے اس مقام پر نہیں پہنچ پاتا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کیلئے مقرر ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جسمانی مرض یا کسی مالی مصیبت میں مبتلا کر دیتے ہیں، اس کے ذریعہ اس مقام تک پہنچ جاتا ہے، کیونکہ مرض سے عاجزی پیدا ہوتی ہے، مرض سے اپنی کمزوری کا استحضار ہوتا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا استحضار

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مرض الموت میں مبتلا تھے، بہت بیمار تھے،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اب دیکھئے! انہوں نے کہا کہ بیس سال تک میں نے حکومت کیا، مگر آج میرا یہ حال ہے کہ اس چادر کو اٹھا کر خود سے اوڑھ نہیں سکتا، ان کا یہ سوچنا کوئی معمولی بات نہیں ہے، جس طرح عبادت کرنا موجب قرب ہے اسی طرح اپنی عاجزی کو سوچنا، بے بسی کو سوچنا بھی موجب قرب ہے، اللہ تعالیٰ کے قرب کا یہ بھی ایک ذریعہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کو قادر مطلق سمجھیں اور اپنے آپ کو عاجز محض، جب یہ سوچیں گے کہ ہمارے اندر کمزوریاں ہیں تو اللہ کی قوت و قدرت کی معرفت ہوگی، حضرت یحییٰ بن معاذ الرازی کا مقولہ "مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ عَرَفَ رَبَّهٗ" کا مفہوم یہی ہے یعنی جو اپنے نفس کو سمجھے گا تو اسے اللہ کی قدرت وقوت کی معرفت ہوگی۔

بوڑھوں کو یہ دعا کرنا چاہئے

اپنی طاقت کے بل پر اللہ کا راستہ ہم طے نہیں کر سکتے، اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی مدد کی ضرورت ہے، اس کے فضل کی ضرورت ہے، اسی بنا پر ہمارے مصلح الامت حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ فرماتے تھے کہ بھائی! بوڑھوں کو چاہئے کہ وہ یہ دعا کریں: اے اللہ! ہمارے بڑھاپے پر رحم فرما، ہم اپنے طور پر راستہ طے نہیں کر سکتے، آپ کا جب تک کرم نہیں ہوگا، آپ کی جب تک رحمت نہیں ہوگی اس وقت تک ہم راستہ طے نہیں کر سکتے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اللہ کی رحمت شامل حال ہو جائے تو.....

اسی بنا پر حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ (جو صدر المدرسین دار العلوم دیوبند اور حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ ہیں) فرماتے ہیں کہ میاں! یہ راستہ تو اتنا طویل ہے کہ عمر نوح بھی مل جائے تب بھی کوئی طے نہیں کر سکتا مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت شامل حال ہو جائے تو ایک آن میں طے کر سکتا ہے۔

آدمی اپنی طاقت سے، اپنی قوت سے امریکہ و برطانیہ کا راستہ تو طے نہیں کر سکتا، اس کیلئے بھی اسباب کی ضرورت ہوتی ہے، تو کیا اللہ کا راستہ ایسے ہی طے ہو جائے گا، اس کے لئے بھی اللہ کی رحمت کی ضرورت ہے، اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے رحمت کا سوال کیا ''اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ رَحْمَةً أنَالُ بِھَا شَرْفَ کَرَامَتِكَ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ''

[رواہ الترمذی فیض القدیر ۲/ ۱۱۳]

دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ ہمیں شرف کرامت سے نوازے، دنیا میں بھی کوئی کچھ نہیں کر سکتا، اللہ تعالیٰ ہی عطا فرمائے تو سب کچھ ہے، رہی آخرت میں تو اپنے قوت و بازو سے وہاں کچھ حاصل کرنا تو اس کا سوال ہی نہیں، وہاں تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی حکومت ہوگی، کوئی مجازی مالک یا مِلک (بادشاہ) بھی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نہیں ہوگا، لہٰذا اگر اللہ تعالیٰ دین ہو یا دنیا نہ دیں تو کسی کو کچھ نہیں مل سکتا، بس دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ دنیا و آخرت ہر جگہ اپنے فضل و کرم سے رحمت کا معاملہ فرمائے۔ آمین

پس میں کہہ رہا تھا کہ اللہ کی رحمت ہر وقت ہم پر مبذول ہے، اب یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ ''أَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ'' اس کا کیا مطلب ہے میں نے کتابوں میں بہت دیکھا کوئی خاص مفہوم سمجھ میں نہیں آیا، میری تو سمجھ میں یہی آتا ہے کہ رمضان کے اول عشرہ میں اللہ کی خاص رحمت کا نزول ہوتا ہوگا جس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس کیا، رحمت الٰہی کا تو ہر وقت ہی نزول ہوتا ہے، مگر اس عشرہ میں کسی خاص رحمت کا نزول ہوتا ہوگا جس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس فرمایا اور یہ فرمادیا کہ ''اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ'' اس میں اس بات کی طرف اشارہ فرمادیا کہ اس عشرہ میں رحمت کو زیادہ طلب کرو، رحمت کا سوال زیادہ کرو، اللہ تعالیٰ جب رحم فرمائے گا تو تمہارے سب کام بن جائیں گے، اس بنا پر اس عشرہ میں اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور اپنے تمام بھائیوں کے لئے رحمت کی طلب کرنا چاہئے ''اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ، ''اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ'' اے اللہ! امت محمدیہ کی اصلاح فرمایئے اور امت محمدیہ پر رحم فرمایئے، یعنی ان کے ساتھ رحمت کا معاملہ فرمایئے، اگر اللہ رحمت کا معاملہ نہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فرمائے تو کوئی بچ نہیں سکتا۔

عمل کی توفیق رحمت خداوندی سے ہوتی ہے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مَا مِنْ اَحَدٍ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا بِرَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالیٰ ثَلٰثاً قُلْتُ وَلَا اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ فَوَضَعَ یَدَهٗ عَلیٰ هَامَتِهٖ فَقَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ یَّتَغَمَّدَنِیَ اللّٰهُ مِنْهُ بِرَحْمَتِهٖ'' (مشکوٰۃ:۱۱۵) کوئی شخص اپنے عمل سے جنت میں نہیں جائیگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا تو صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا آپ بھی !؟ تو آپؐ نے اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا میں بھی نہیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔

یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے، حالانکہ قرآن وحدیث میں عمل کی کتنی ترغیب دی گئی ہے لیکن حقیقت یہی ہے کہ عمل کی توفیق بھی رحمت ہی سے ہوتی ہے، اگر رحمت خداوندی نہ ہو تو عمل کی بھی توفیق نہ ہو، کتنے لوگ ہیں جنہیں اللہ کو یاد کرنے کا موقع ہے، فارغ بیٹھے ہوئے ہیں، لیکن اللہ اللہ نہیں کرتے، یہ بھی توفیق ہی کی بات ہے، اللہ جب توفیق دیتا ہے تب ہی آدمی اللہ کو یاد کرتا ہے، ورنہ بقول ہمارے مرشد حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ کہ پوری دنیا بھول بھلیاں ہے اس میں پڑ کر آدمی کچھ سراغ ہی نہیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لگا پاتا کہ کہاں ہم کو جانا ہے اور کہاں سے نکلنا ہے، بس اللہ تعالیٰ ہی جس کو راستہ دکھادے وہی راستہ پاتا ہے ورنہ تو آدمی دنیا میں بھٹک کر نیست و نابود اور گمراہ درگمراہ ہوجاتا ہے۔ کتنے پڑھے لکھے لوگ، کتنے منطقی فلسفی لوگ ہیں مگر ان کو راستہ نہیں ملا، اپنے علم سے اپنے منطق وفلسفہ سے وہ اللہ تک پہنچنا چاہتے تھے مگر اللہ تعالیٰ کو گوارہ نہیں ہوا۔ اسلئے توفیق الٰہی سے حرماں نصیبی رہی اسلئے گمراہ کے گمراہ ہی رہے۔

رحمت سے محروم

مثنوی میں آیا ہے کہ کسی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا دریافت کیا کہ فلاں شیخ کا کیا حال ہوا؟ فرمایا بغیر میری وساطت کے وہ جنت میں جانا چاہتا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کو جانے نہ دیا، معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں رحمت ملے گی، جب کوئی شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو واسطہ نہیں بنائے گا تو وہ رحمت سے محروم رہیگا، اسی بنا پر رحمت کی دعا برابر کرتے رہنا چاہئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اپنا شعار بنانا چاہئے۔

ایک عابد کا واقعہ

ایک بہت مشہور واقعہ ہے، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے وعظ میں بیان فرمایا ہے، کہ ایک عابد ایک

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پہاڑ کی چوٹی پر عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے تھے، جب بہت دنوں تک عبادت میں لگے رہے تو الہام ہوا کہ اس عابد کو میری رحمت سے جنت میں داخل کر دو، تو انہوں نے کہا کہ ہم اتنے دنوں سے پہاڑ کی چوٹی پر کتنی محنت و مشقت سے عبادت کر رہے ہیں، اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی سے جنت میں جائیں گے!؟ کہا گیا کہ ہم نے ہرنی مقرر کر دی تھی کہ وہ آ کر دودھ پلا دیتی تھی، انگور کی بیل لگا دی تھی جس سے تم کھاتے تھے، چشمہ جاری کر دیا تھا جس سے تم پیتے تھے اگر یہ سب ہم نہ کرتے تو تم یہاں کیسے عبادت کر سکتے تھے؟ معلوم ہوا کہ عبادت کرنے کا وسیلہ اور ذریعہ ہماری رحمت تھی، ہماری رحمت ہی سے تم نے یہ سب کیا۔

اس لئے میرے دوستو بزرگو! یہ جو کچھ یہاں آنا اور جانا ہے اور ذکر و تلاوت کا معمول ہے یہ سب اللہ کی رحمت ہی سے ہے، ورنہ بندہ از خود کچھ نہیں کر سکتا۔

حضرت مصلح الامتؒ کا ایک ملفوظ

حضرت مرشدی مصلح الامت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بعض لوگ لکھتے تھے کہ ہم رمضان میں آپ کے پاس آئیں گے، مگر آتے نہ تھے، تو حضرت فرماتے کہ اللہ کی رحمت شامل حال نہیں ہوئی اس لئے وہ نہیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

آسکے اور جولوگ آگئے ہیں سمجھو کہ اللہ کی توفیق شامل حال ہوگئی جس کی بنا پر دین کی باتوں کو سننے کیلئے، دین کی باتوں کو دل میں جمانے اور بسانے کیلئے اور اللہ کے ذکر کیلئے اپنے اوقات فارغ کر کے آگئے، یہ بڑی سعادت کی بات ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہی فضل فرماتے ہیں تو آدمی کی طبیعت ادھر آتی ہے اور وہ اوقات کو فارغ کر کے خانقاہ میں جاتا ہے۔

حلقۂ ذکر میں بیٹھنا سعادت کی بات ہے

ابھی میں نے تفہیمات الٰہیہ میں لکھا ہوا دیکھا کہ ذکر کے حلقوں میں بیٹھنا بھی سعادت ہے، علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جس طرح ذکر کی فضیلت ثابت ہے ویسے ہی ذکر کے حلقوں میں شریک ہونے کی فضیلت بھی ثابت ہے۔

اسی بنا پر مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''حلقۂ ذکر را گرم دارند'' [مکتوبات ۲۱۷] یعنی حضرت مجدد صاحبؒ اپنے لوگوں کو لکھتے تھے کہ ذکر کے حلقوں کو خوب گرم رکھو، معلوم ہوا جیسے انفرادی ذکر ہوتا ہے ویسے ہی اجتماعی ذکر ہونا چاہئے، نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا قَالُوْا وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ حِلَقُ الذِّكْرِ'' [مشکوٰۃ ۱۹۸] کہ جب ریاض الجنہ یعنی جنت کی کیاریوں سے تمہارا گذر ہو تو تم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

خوب چرلیا کرو، صحابۂ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! جنت کی کیاریاں کیا ہیں؟ فرمایا ذکر کے حلقے۔

گھر فروخت کرکے ''کتاب الاذکار'' خریدلو

خود علامہ نوویؒ بہت بڑے آدمی ہیں، ذکر کے سلسلہ میں اپنی ''کتاب الاذکار'' میں بہت تفصیل سے گفتگو کیا ہے، اسی کے اقتباسات میں نے اپنی کتاب ''ریاض السالکین فی احادیث سید المرسلین'' الملقب بہ'' گلدستۂ اذکار'' میں درج کیا ہے، میں تو پوری کتاب کا ترجمہ کررہا تھا اور کچھ کر ہی چکا تھا لیکن مکمل نہ کرسکا اثنائے ترجمہ میں اس حقیر نے حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا ذکر کیا تو فرمایا کہ علامہ نوویؒ بہت بڑے محدث بھی ہیں اور بہت بڑے صوفی بھی، لہٰذا ان کی اس کتاب کا ترجمہ ضرور کرو، بہت ہی اہم کتاب ہے، چنانچہ اس کتاب کے متعلق ایک بہت مشہور مقولہ ہے کہ ''بِعِ الدَّارَ وَ اشْتَرِ الْأَذْکَارَ'' گھر کو فروخت کرکے ''کتاب الاذکار'' کو خریدو، بہرحال اس اہم کتاب میں علامہ نوویؒ نے حلقۂ ذکر کی طرف بہت ترغیب دی ہے۔

حدیث میں آتا ہے: ''قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ لَا یَقْعُدُ قَوْمٌ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا حَفَّتْھُمُ الْمَلَائِکَۃُ وَ غَشِیَتْھُمُ الرَّحْمَۃُ وَ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَ ذَكَرَ اللّٰهُ فِيْ مَنْ عِنْدَهُ ''(مسلم)فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب ذکر کا حلقہ ہوتا ہے تو اس کو فرشتے گھیر لیتے ہیں ،اللہ تعالیٰ رحمت کا نزول فرماتے ہیں ،سکینہ نازل فرماتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ ان ذکر کرنے والوں کا تذکرہ اپنے پاس والوں میں کرتے ہیں، یہ سب چیزیں ایسی ہیں کہ آدمی تھوڑی سی توجہ سے زیادہ نفع حاصل کرسکتا ہے، اسلئے ذکر کے حلقے ہوں یا قرآن کریم کے پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ ہو، یہ سب چیزیں ایسی ہی ہیں کہ جب بندے اس کی طرف توجہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ ضرور اپنی رحمتیں نازل فرمائے گا۔

سعادت حقیقیہ کے حصول کا طریقہ

لکھا ہوا ہے کہ سعادات حقیقیہ کو حاصل کرنے کے لئے تین چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے، ایک تو یہ کہ اپنے قلب کو ان چیزوں سے محفوظ رکھے جو فسادِ وقت اور فسادِ قلب کا ذریعہ بنتے ہیں، یعنی وقت کو فاسد کرنے والی چیزوں سے بچو اسی طرح قلب کو فاسد کرنے والی چیزوں سے بھی بچو، اور دوسری چیز ہر امر میں اتباع سنت کو لازم پکڑو، اور تیسری چیز یہ ہے کہ اتباع سنت کا نور حاصل ہو جائے، اس کے بعد لکھا ہے کہ ابتدائی دو چیزیں یعنی وقت کو ضائع کرنے والی چیزوں سے بچنا اور اتباع سنت کرنا یہ دونوں تو اختیاری امر ہیں،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لیکن نورِ ایمان کا......مل جانا، یہ غیر اختیاری امر ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے موہبت اور عطیہ خداوندی ہے، اور اسکے بعد صاحب مرقاۃ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر چہ نورِ ایمان کا حصول غیر اختیاری ہے لیکن اس کے اسباب اختیاری ہیں، جب آدمی ان اسبابِ اختیاریہ کو اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر نزول رحمت فرمادیتے ہیں اور نور سے مشرف فرماتے ہیں، پس جن اللہ والوں کو نور ملا اور جن لوگوں پر اللہ کی رحمت کا نزول ہوا وہ اسی صورت میں ہوا جب کہ انہوں نے اسباب اختیاریہ کو اختیار کیا، دراصل اسباب بھی اللہ تعالیٰ ہی اپنی رحمت سے موافق فرماتے ہیں، ورنہ آدمی کچھ نہ کر پائے۔

چنانچہ بزرگوں نے ﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ﴾ کے تحت لکھا ہے کہ ہمارا ذکر، اللہ تعالیٰ کے دو ذکروں کے درمیان ہے، اللہ تعالیٰ نے ہم کو یاد کیا تو ہم نے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا، اور جب ہم نے اللہ کو یاد کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور عنایت سے ہم کو یاد کیا اور نوازا۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ مجھے یاد کرتے ہیں تو مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے یاد کر رہے ہیں وہ اس طرح کہ جب میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے یاد فرمارہے ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ﴾ مجھ کو یاد کرو تو میں تجھ کو یاد کروں گا، یاد کی توفیق دی تبھی تو میں یاد کر رہا ہوں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور کہتے ہیں کہ میں تو اللہ تعالیٰ کی خوشی وناراضی کو بھی سمجھ لیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے خوش ہیں یا ناراض، وہ اس طرح کہ اگر میری گائے سیدھی رہتی ہے تو میں سمجھ جاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے خوش ہیں، اور جب وہ بہت اچھل کود مچاتی ہے تو میں سمجھ جاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے ناراض ہیں، تو اطاعت و فرماں برداری کا اثر دنیا میں بھی پڑتا ہے، اسی طرح نافرمانی کا بھی۔

ایک معرفت والی دعا

بہرحال آدمی کو رحمت خداوندی کا ہر وقت امیدوار رہنا چاہئے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق مرحمت فرمائے، اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ ہم کو مانگنے کی توفیق دے، واقعی اس میں بھی بڑی کوتاہیاں ہورہی ہیں، اللہ تعالیٰ سے مانگنا یہ بھی ایمان کی بات ہے، یہ بھی ایک تصدیق کی بات ہے، جتنا ایمان ہوگا جتنی تصدیق ہوگی اتنا ہی دعاؤں میں بھی لطف آئے گا، اتنا ہی دعاؤں کی طرف توجہ ہوگی، آج ہم لوگوں کا حال یہ ہے کہ ہمارے دلوں کی قساوت اور یکسوئی کے نہ ہونے کی بنا پر ہمارے دلوں میں جو گریہ وزاری ہونی چاہئے تھی وہ نہیں ہے، اور ہمارے دلوں میں چونکہ یکسوئی نہیں ہے اس لئے ہماری آنکھیں بھی ساتھ نہیں دیتیں، گویا کہ آنسو خشک ہوگئے ہیں، حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے بھی مستقل دعا فرمائی ہے: ''اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عَیۡنَیۡنِ هَطَّالَتَیۡنِ تَشۡفِیَانِ الۡقَلۡبَ بِذُرُوۡفِ الدُّمُوۡعِ مِنۡ خَشۡیَتِکَ قَبۡلَ اَنۡ تَکُوۡنَ الدُّمُوۡعُ دَماً وَ الۡاَضۡرَاسُ جَمراً ‘‘ (فیض القدیر ج:۲ ص:۱۴۳) اے اللہ! ہماری آنکھوں کو اپنی خشیت سے خوب آنسو بہانے والی بنا دیجئے، جو قلوب کو آسودہ کردیں قبل اس کے کہ ہمارے یہ آنسو خون ہوجائیں اور قبل اس کے کہ ہمارے یہ جبڑے آگ ہوجائیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کتنی زبردست دعا ہے، کتنی معرفت بھری دعا ہے، کتنی عبدیت والی دعا ہے، میں تو کہتا ہوں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعائیں مستقل معجزہ ہیں، کوئی دوسرا یہ دعائیں کرہی نہیں سکتا تھا، یہ دعا تو نبی ہی کرسکتا ہے، اتنی باریکی اور اتنی دقّت نظر تو نبی کو ہی مل سکتی ہے۔

نبی ہی ایسی تقسیم کرسکتا ہے

تلاوت کلام پاک کے سلسلہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی اچھی مثال دی ہے اور تلاوت کرنے والوں اور نہ کرنے والوں کی کتنی اچھی تقسیم فرمائی ہے، اس تقسیم کے بارے میں ایک مصری عالم العلامہ عبدالعزیز خولی ’’الادب النبوی‘‘ میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ تقسیم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کرسکتے تھے دوسرا کوئی ایسی تقسیم پر قادر ہو ہی نہیں سکتا تھا، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’مَثَلُ الۡمُؤمِنِ الَّذِیۡ یَقۡرَأُ الۡقُرۡاٰنَ مَثَلُ الۡاُتۡرُجَّةِ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

رِیْحُھَا طَیِّبٌ وَ طَعْمُھَا طَیِّبٌ وَ مَثَلُ الْمُؤمِنِ الَّذِیْ لَا یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ التَّمْرَۃِ لَا رِیْحَ لَھَا وَ طَعْمُھَا حُلْوٌ ، مَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ لَایَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ کَمَثَلِ الْحَنْظَلَۃِ لَیْسَ لَھَا رِیْحٌ وَ طَعْمُھَا مُرٌّ وَ مَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ رَیْحَانَۃٍ رِیْحُھَا طَیِّبٌ وَ طَعْمُھَا مُرٌّ'' (متفق علیہ) وفی روایۃ المؤمن الذی یقرأ القرآن ویعمل بہ کالاترجۃ والمؤمن الذی لایقرأ القرآن ویعمل بہ کالتمرۃ (بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس مومن کی مثال جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے مانند نارنگی کے ہے جس کا مزہ بھی شیریں اور خوشبو بھی عمدہ ہے اور جو قرآن پاک کی تلاوت نہیں کرتا اس کی مثال تمرہ (چھوہارے) جیسی ہے کہ اس کا مزہ تو شیریں ہے مگر خوشبو اس میں مطلقاً نہیں، اور اس منافق کی مثال جو قرآن شریف پڑھتا ہے مانند ریحانہ کے ہے کہ خوشبو اگرچہ اس میں ہوتی ہے مگر مزہ نہایت کڑوا ہوتا ہے، اور اس منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا مانند حنظلہ کے ہے جس کا مزہ بھی تلخ اور خوشبو بھی نہیں ہوتی۔ اور ایک روایت میں ہے: وہ مومن جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے اور اس پر عمل بھی کرتا ہے اس کی مثال نارنگی کی سی ہے، اور جو مؤمن قرآن کی تلاوت نہیں کرتا مگر اسکے احکام پر عمل کرتا ہے تو اس کی مثال تمرہ کی ہے۔

یعنی جو شخص قرآن پاک پڑھتا ہو اور اس پر عمل بھی کرتا ہو تو اس کی مثال

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

’’اُتْرُجَّة‘‘ یعنی سنترے جیسی ہے، کہ اس کا رنگ بھی اچھا خوشبو بھی اچھی اور مزہ بھی اچھا، کتنی عمدہ مثال ہے، ہر طرف سے اچھا ہی اچھا، تلاوت بھی کررہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے اعمال واخلاق کو بھی درست کررہا ہے، تو گویا وہ کامل ومکمل شخص ہے۔

اور اس کے بعد دوسرا وہ شخص ہے جو عمل تو کرتا ہو لیکن وہ تلاوت نہیں کرتا اس کی مثال چھوہارے جیسی ہے، کہ اس کے اندر مٹھاس تو ہے لیکن کوئی خوشبو نہیں، اچھی سے اچھی کھجور اور چھوارہ لے لو بہترین مزہ ہوگا لیکن اس میں خوشبو نہیں ہوگی، کہ ایسے شخص کی مثال ایسی ہے گویا کہ اس نے اپنے قلب کو ماء سلسبیل سے دھولیا ہے لیکن تلاوت قرآن کا عطر نہیں لگایا، اس لئے خوشبو نہیں آئے گی، آپ کتنا ہی عمدہ کپڑا پہن لیجئے، لیکن اس میں سے خوشبو نہیں آئیگی، خوشبو اسی وقت آئیگی جب آپ عطر لگائیں گے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ شخص جس نے اپنے اعمال واخلاق کو درست کرلیا ہو اور معاملات کو صاف کرلیا ہو، آداب کو سدھار لیا ہو لیکن اگر وہ تلاوت نہیں کرتا تو ایسا شخص خوشگوار تو ہے لیکن خوشبودار نہیں ہے، معلوم ہوا کہ تلاوت سے، اللہ کے ذکر سے آدمی کے اندر خوشبو پیدا ہوتی ہے۔

اور تیسرا وہ شخص جو تلاوت تو کرتا ہے لیکن اس پر عمل نہیں کرتا اس کی مثال ’’ریحانہ‘‘ یعنی تلسی جیسی ہے، کہ اس کی خوشبو تو اچھی ہے لیکن مزہ کڑوا، تو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اوپر والی مثال میں تو اس بات کی ترغیب وتشویق دلائی گئی ہے کہ اپنے اندر خوشبو پیدا کرو اور اس مثال میں خوف دلایا گیا ہے کہ تمہارے دل کا یہ حال ہے ایسا نہیں ہونا چاہئے، دل کے اندر کڑوا پن اور فساد نہیں ہونا چاہئے، تلاوت کے باوجود اس نے اصلاح کی فکر نہیں کی، یہ نہیں کہ تلاوت کی وجہ سے اصلاح نہیں ہوتی، لیکن اصلاح کا مستقل ارادہ کرنا ہوگا، اس پر مستقل محنت کرنی پڑے گی، جتنا علم پر محنت کی جاتی ہے اتنا ہی علم آتا ہے اسی طرح جب عمل پر بھی محنت کی جاتی ہے تو زندگی میں عمل آتا ہے، اخلاص پر جب محنت کی جاتی ہے تب اخلاص آتا ہے، اخلاق پر جب محنت کی جائے گی تب اخلاق درست ہوں گے۔

بہرحال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بات یہ ارشاد فرمائی کہ جو آدمی تلاوت تو کرتا ہے لیکن اس پر عمل نہیں کرتا ہو تو اس کی مثال ''ریحانہ'' یعنی تلسی جیسی ہے کہ اس کی خوشبو تو اچھی ہے لیکن اس میں کڑوا پن موجود ہے۔ حضرتؒ فرماتے تھے کہ اجی! میں پہلے کبھی کبھی لڑکیوں کا نام ریحانہ رکھ دیتا تھا لیکن جب سے یہ حدیث پڑھی ہے تو ریحانہ نام رکھنے کو جی ہی نہیں چاہتا، کہ اس کو موضع مذمت میں بیان کیا گیا ہے۔

اور چوتھی بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمائی کہ جو آدمی تلاوت بھی نہیں کرتا اور اس کے اخلاق بھی درست نہیں اس کی مثال ''حنظل''

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ایلوے جیسی ہے کہ وہ بدذائقہ اور بدبودار ہے، نہ اس میں کوئی مزہ ہے اور نہ ہی اس میں کسی قسم کی کوئی خوشبو ہے۔

اس کے بعد مصری عالم علامہ عبدالعزیز خولی نے بڑے اچھے الفاظ تحریر فرمائے ہیں کہ اے وہ شخص جو سلیم الطبع ہے! وہ دیکھ لے کہ ان چاروں جماعتوں میں سے کس جماعت میں شامل ہونا چاہتا ہے، اور پھر فرمایا کہ میں تو سمجھتا ہوں کہ قسم اول میں تم اپنے آپ کو داخل کرنا پسند کرو گے۔

بہرحال میں یہ کہہ رہا تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعائیں مانگی ہیں وہ انتہائی عبدیت اور معرفت پر مبنی ہیں، کوئی دوسرا آدمی ایسی دعائیں کر ہی نہیں سکتا، یہ تو نبی کی ہی شان ہے کہ وہ ایسی دعائیں مانگتا ہے، چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! مجھے ایسی آنکھیں مرحمت فرما جو آنسوؤں کے قطرات سے دل کو آسودہ کردیں، دل کو سیراب کردیں قبل اس کے کہ یہ آنسو خون ہوجائیں اور یہ جبڑے انگارے ہوجائیں۔

سورۂ یوسف کی خصوصیات

یوں تو ذہن میں بہت سے مضامین ہیں، سورۂ یوسف ہی سے متعلق اتنے مضامین ذہن میں آرہے ہیں، اللہ غنی! کہ کیا بیان کروں اور کیا چھوڑوں، سورۂ یوسف معمولی سورت نہیں ہے، خود اللہ تعالیٰ نے اس کو ”احسن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

القصص'' فرمایا ہے، تو اس کو ناولانہ انداز سے نہیں پڑھنا چاہئے بلکہ اس کو واعظانہ انداز سے پڑھنا چاہئے، اس میں اتنے احکام، اتنی نصیحتیں، اتنی حکمتیں اور موعظتیں ہیں کہ کوئی تصور بھی نہیں کرسکتا، علماء نے اس سورت کی خاص طور سے مستقل تفسیر لکھی ہیں۔

خود ہمارے حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ جب اس سورت کو پڑھاتے تھے تو اس پر بہت خاص توجہ دیتے تھے، اللہ تعالیٰ حضرت کو جزائے خیر مرحمت فرمائے، حضرت ایسی سورتوں کو بہت خاص اہتمام سے پڑھاتے تھے جس میں اخلاقی پہلو پر زیادہ باتیں ہوتی ہیں، کیونکہ اس میں اخلاقی پہلو پر خوب تذکرہ ہے اسلئے اس پر خصوصی توجہ فرماتے تھے، فرماتے تھے کہ دیکھئے! برادران یوسف علیہ السلام یعقوب علیہ السلام کی اولاد تھے، لیکن بھائی حضرت یوسف علیہ السلام سے اتنی عداوت کہ اسے کنویں میں ڈال دیا، یہ کوئی خوش اخلاقی کی بات ہے؟ یہ تو بداخلاقی کی بات ہے، حسد کی بات ہے، کتنی بدخواہی کی بات ہے، ان کا قصور صرف یہ تھا کہ ان کے والد ان کو سب سے زیادہ چاہتے تھے، اس بنا پر انہیں کنویں میں ڈال دیا اور ان کے قتل کے درپے ہوگئے، معلوم ہوا کہ نبی کی اولاد بھی اگر اصلاح کا ارادہ کرے گی جب ہی اصلاح ہوگی ورنہ کبر میں بھی مبتلا ہوسکتی ہے، حسد میں بھی مبتلا ہوسکتی ہے، اگرچہ ان کے بارے میں بہت اختلاف ہے کہ اولیاء اللہ میں سے تھے یا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نہیں، مگر یہ تو ایک دوسری بحث ہے لیکن جو معاملہ ہوا اس سے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یوسف علیہ السلام والد ماجد کے محبوب تھے اس بنا پر بھائیوں کو ان سے عداوت ہوگئی تھی، اس سے حسد کا پتہ چلتا ہے، رشک کا پتہ چلتا ہے، کبر کا پتہ چلتا ہے، کتنی بڑی سازش کا پتہ چلتا ہے کہ ان کو کس طرح ختم کر دیا جائے، جیسے عام طور سے اس زمانہ میں کسی کو حکومت سے ہٹانے کے لئے سازشیں کی جاتی ہیں، اس قسم کی سازش انہوں نے کی، بھائیوں نے پوری پوری عدوات کا ثبوت دیا مگر یوسف علیہ السلام نے پورا پورا صبر وتحمل کا ثبوت دیا، کنویں میں پڑے ہوئے تھے، جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: ''هَل لِي حَاجَةٌ ؟'' کیا آپ کو میری کوئی ضرورت ہے؟ فرمایا کہ ضرورت تو ہے لیکن جس سے ضرورت ہے وہ میری ضرورت کو جان رہا ہے وہی میری حاجت روائی کرے گا، جب کہ ابھی کم عمر ہی تھے، دیکھئے! سب کے سب نبی کی اولاد ہیں، سب ایک باپ کی ہی اولاد ہیں، صرف ماں کا فرق ہے، لیکن طبیعت میں کتنا فرق تھا، بھائیوں کے ذہن میں تو یہ ہے کہ کسی طرح ان کو راستے سے ہٹاؤ، دور کرو، یہ تو راستہ کے روڑے ہیں، اور یوسف علیہ السلام کا یہ حال ہے کہ کنویں کے اندر بھی توحید کے حال میں مطمئن ہیں جبھی تو اس مصیبت میں جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ جس سے حاجت ہے وہ میری حاجت روائی کرے گا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں وہاں سے نکالا، اس کے بعد کے واقعہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سے آپ سب حضرات واقف ہی ہیں کہ انہیں معمولی قیمت پر فروخت کردیا گیا، اس وجہ سے کہ ان کو حضرت یوسف علیہ السلام کی قیمت کا اندازہ ہی نہیں تھا، معلوم ہوا کہ جب کسی چیز کی قدر نہیں ہوتی تو اس کو آدمی معمولی قیمت پر فروخت کردیتا ہے، قرآن کریم میں ہے ﴿وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزَّاهِدِيْنَ﴾ کہ وہ زاہدین میں سے تھے، لیکن جو ان کی قدر و قیمت سمجھتے تھے انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بادشاہ کے دربار میں لے گئے، پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں کتنی ترقی دی، اس اثنا میں بھی کیسے کیسے واقعات سے دوچار ہوئے، حضرت زلیخا کا واقعہ بھی پیش آیا، کہ خلوت تھی، تنہائی تھی، بادشاہ کی بیوی تھی، جوان تھی اور پھر سب سے بڑی بات خود طالبہ تھی، لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد اور حفاظت شامل حال تھی اسلئے عین شباب کے عالم میں بھی حضرت یوسف علیہ السلام ذرا بھی راغب نہیں ہوئے، اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت فرمائی، اور جب اللہ تعالیٰ کی حفاظت ہوتی ہے تو پھر ہزار پانی میں ہو اللہ تعالیٰ اس کو ڈوبنے سے محفوظ رکھتا ہے، ہزار آگ میں ہو اللہ تعالیٰ اس کو جلنے سے محفوظ رکھتا ہے، اس موقع پر اپنے کو بچالے جانا یہ عصمت ہی کا کرشمہ تھا ورنہ کوئی بچ نہیں سکتا تھا، اس بنا پر اللہ تعالیٰ سے حفاظت کا سوال ہر وقت کرتے ہی رہنا چاہئے، اور اپنے آپ کو اللہ کا محتاج سمجھنا چاہئے اور اس حفاظت کا مدار بھی اللہ کا رحم و کرم ہی ہے، دیکھئے! حضرت یوسف علیہ السلام کتنی بڑی آزمائش

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سے دوچار ہوکر جب صحیح سالم اس سے پار ہوگئے تو ایسے موقع پر بھی وہ اس کامیابی کو اللہ کی رحمت سمجھتے ہیں، اور اپنا کوئی کارنامہ نہیں سمجھتے، بلکہ اپنے نفس کی برأت کو بھی اللہ کا فضل شمار کرتے ہیں، ﴿وَ مَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ﴾ [سورۂ یوسف: ۵۳] اور میں اپنے نفس کو بری نہیں بتلاتا، نفس تو بری ہی بات بتلاتا ہے سوائے اس کے جس پر میرا رب رحم کرے۔ یہ تو اللہ کی رحمت تھی، اللہ نے رحمت کیا اور بچالیا، رحمت کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ افطاری کا انتظام کردیا، کھانے کا انتظام کردیا اور بس، بلکہ اصل رحمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دین کی حفاظت فرمائے، ہمارے دین کی نگہبانی فرمائے، ایمان کی حفاظت فرمائے، چنانچہ اس موقع پر جبکہ زلیخا طالب بن کر سامنے آئی اللہ تعالیٰ کی رحمت نے حضرت یوسف علیہ السلام کی حفاظت فرمائی، خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ﴿وَ لَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَ هَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ﴾ [سورۂ یوسف: ۲۴] اور اس عورت کے دل میں ان کا خیال جم ہی رہا تھا اور ان کو بھی اس عورت کا کچھ کچھ خیال (امر طبعی کے درجہ میں) ہو چلا تھا اگر اپنے رب کی دلیل کو انہوں نے نہ دیکھا ہوتا، یعنی تقاضے دونوں طرف ہوئے لیکن اللہ تعالیٰ نے برہان دکھلادیا، برہان کی بہت سی تفسیریں لکھی ہوئی ہیں، گرچہ مفسرین اس کا بھی انکار کرتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی تقاضا ہوا، اور آیت کا ترجمہ کرتے ہیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہ عورت نے یوسفؑ کا ارادہ کیا اور یوسف علیہ السلام بھی عورت کا ارادہ کرتے اگر اپنے پروردگار کی قدرت وحجت نہ دیکھ لیتے ،لیکن اگر کسی درجہ میں بالفرض وسوسہ مان بھی لیا جائے تو لکھا ہوا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام سامنے آگئے اور انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم نے ذرا بھی اقدام کیا تو نبوت کے دفتر سے تمہارا نام کاٹ دیا جائیگا ،بس وہ محفوظ ہوگئے ، اور اللہ تعالیٰ نے حفاظت فرمالی ،اللہ تعالیٰ ہر قسم کی حفاظت کرنے پر قادر ہیں ، ظاہری حفاظت بھی اور باطنی حفاظت بھی ۔اور قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتیؒ نے تفسیر مظہری میں حضرت جعفر صادقؒ کا قول نقل فرمایا ہے کہ برہان وہ نور نبوت تھی جو اللہ نے یوسف علیہ السلام کے سینے میں ودیعت کررکھی تھی یہی نور نبوت اس امر سے مانع ہوگیا ،جو اللہ کی ناراضگی کا موجب تھا۔

شیخ کی اطاعت کا ثمرہ

ایک واقعہ ہے کہ ایک مرید نے اپنے پیر سے پوچھا کہ حضرت آپ کا ہم پر کیا حق ہے اور ہمارا آپ پر کیا حق ہے؟ فوراً جواب نہیں دیا ،مگر اس کے بعد کسی موقع پر غالباً فرمایا کہ تم افغانستان چلے جاؤ اور کچھ ہدیہ بھی دیا کہ وہاں کے بادشاہ کی خدمت میں پیش کردینا ،اس مرید کو جیسے ہی شیخ کا یہ حکم ملا وہ فوراً اسی وقت افغانستان کیلئے چل دیا ،پیروں میں اس وقت جوتے بھی نہ تھے ،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ننگے پیر ہی اپنے شیخ کی اطاعت کیلئے نکل پڑا، وہاں پہنچ کر بادشاہ کے پاس حاضر ہوا اور امانت بادشاہ کی خدمت میں پیش کردی، جب وہ مرید وہاں سے نکلنے لگا تو بادشاہ نے ایک خوبصورت باندی ان کے ساتھ کردی اور کہا کہ یہ ہماری طرف سے شیخ کی خدمت میں پیش کردینا، راستہ میں جب تنہائی ملی تو آزمائش کا وقت آگیا اور دل اس کی طرف مائل ہونے لگا اور امانت میں خیانت کا ارادہ کیا، تو معاً وہ بزرگ دانتوں میں انگلی دبائے ہوئے ظاہر ہوئے، یہ دیکھ کر اس ارادے سے وہ باز آگیا اور صحیح سالم باندی شیخ کی خدمت میں پیش کردیا۔

تب شیخ نے فرمایا کہ تم پر میرا یہ حق تھا کہ جب میں تم سے بادشاہ کی خدمت میں جانے کیلئے کہا تو تم فوراً ہی چلے گئے یہاں تک کہ جوتا تک نہیں پہنا، خلوص کا ثبوت تم نے پیش کیا، اور مجھ پر تمہارا یہ حق تھا کہ جب تمہاری نیت خراب ہورہی تھی اس وقت میں نے تم کو بچالیا اور میں نے تمہارے دین کی حفاظت کی۔

صاحب مرقاۃ کی توضیح

حدیث میں ہے ''مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ'' [ترمذی، مشکوٰۃ ۳۲/۲] یعنی جو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

شخص کسی کی دنیا کی مصیبت کو دور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی آخرت کی مصیبت کو دور فرماویں گے، اس پر صاحب مرقاۃ لکھتے ہیں کہ جب دنیا کی کربت دور کرنے پر آخرت کی کربت اللہ دور فرمادیتے ہیں تو کوئی شخص کسی کی دین کی کربت دور کرے تو اس کی آخرت کی کتنی بڑی کربت اللہ تعالیٰ دور فرماوے گا، چنانچہ اہل اللہ دین کی کربت کو ہی اس دنیا میں دور کرتے ہیں، کوئی شخص شک وشبہ میں پڑا ہوا ہوتا ہے، کوئی وساوس کی گھاٹیوں میں بھٹکتا رہتا ہے، اس کو تحقیق کے میدان میں لے آنا اور اس کو یقین کا مزہ چکھانا یہ سب دین کی کربت کا ازالہ ہے، تو اللہ تعالیٰ اسکے صلہ میں آخرت کی کتنی کربت کو دور فرمائیں گے۔

دین کے دسویں حصہ پر عمل نجات کا باعث

تو میرے دوستو بزرگو! اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں بھی نجات کا انتظام فرمایا ہے، اگر آدمی چلنا چاہے تو اس کو ہر جگہ روشنی ملے گی، غور کرو جب کہ امریکہ جانے کی راہ کھلی ہوئی ہے، برطانیہ جانے کی راہ کھلی ہوئی ہے تو کیا اللہ تک پہنچنے کی راہ بند ہوسکتی ہے!؟ اور ویسے تو ہمارے اوپر ہر طرف سے مار ہی مار ہے، لیکن اگر اللہ تعالیٰ بھی اپنا راستہ بند کردیں تو ہم کہاں جائیں گے؟ اس بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اب بھی عام ہے، حدیث میں آتا ہے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے ارشاد فرمایا: ''اِنَّکُمْ فِیْ زَمَانٍ مَنْ تَرَکَ مِنْکُمْ عشر ما أمر به هلک ثم یأتی زمان من عمل منهم بعشر ما أمر به نجا'' (ترمذی) کہ اگر اِس زمانہ میں تم دین کا دسواں حصہ بھی چھوڑ وگے تو مؤاخذہ میں آجاؤ گے، مگر ایک زمانہ وہ آئے گا کہ اگر دین کے دسویں حصہ پر بھی کوئی عمل کرلے گا تو نجات پا جائے گا، یقیناً یہ زمانہ وہی معلوم ہوتا ہے جس کی طرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیشین گوئی فرمارہے ہیں، مگر کچھ نہ کچھ کرنے کی ضرورت ہے، طلب، ارادہ اور عزم ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد ہوگی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے راستہ کھلے گا، اس بنا پر اللہ تعالیٰ سے رحمت کی خوب دعا کرنی چاہئے۔

ایک نبی کی معرفت بھری بات

میرے دوستو! میں یہ کہہ رہا تھا کہ جس طرح حق تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی حفاظت فرمائی اور اتنی ترقی سے نوازا وہ خزائن مصر کے محافظ و وزیر تک بن گئے، بلکہ خود انہوں نے اس عہدہ کو طلب کیا جیسا کہ قرآن پاک میں وارد ہے ﴿قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَائِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ﴾ [سورۂ یوسف] یعنی یوسف علیہ السلام نے کہا ملک مصر کی پیداوار اور مال پر مقرر کردو، میں (اس کام کی) بخوبی نگہداشت کرنے اور جاننے والا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہوں، اس آیت کے تحت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتیؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ جب آدمی کو پورا اعتماد ہو کہ وہ کوئی کام بخیر وخوبی انجام دے سکتا ہے تو اس کام ومنصب کو طلب کر سکتا ہے، آپ سب حضرات جانتے ہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ کس طرح نصرت کا معاملہ فرمایا، اور ایک وقت وہ آیا جب آپ مصر کے بادشاہ بن گئے، اور پھر آپ کے تمام بھائی اور والد محترم بھی وہیں پہنچ گئے، مفسر قرآن قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتیؒ نے لکھا ہے کہ اس موقع پر حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد محترم حضرت یعقوب علیہ السلام سے پوچھا کہ ابا جان! آپ میرے لئے اتنا کیوں روئے کہ آپ نابینا ہو گئے؟ آپ تو نبی ہیں، آپ اتنا کیوں غمگین ہوئے؟ تو یعقوب علیہ السلام نے فرمایا بیٹے! غم اس پر نہیں تھا کہ تم غائب ہو گئے ہو بلکہ غم اس بات کا تھا کہ کہیں غیر کے ہاتھوں میں پڑ کر تم اپنا دین ہی نہ کھو بیٹھو، اور گمراہ نہ ہو جاؤ، بس تمہارے دین کی فکر تھی اس لئے اس قدر غمگین ہوا تھا، معلوم ہوا کہ دین کی حفاظت کیلئے رو رہے تھے، جان کی حفاظت کے لئے نہیں، ان کے نزدیک دین کتنی بڑی چیز تھی، دین اور علم بہت بڑی نعمت ہے، بہت بڑی دولت ہے، اس کو اپنی اولاد کو سکھاؤ اور دین سے ان کی زندگیوں کو آباد کرو، خوب سمجھ لو!

ایک نبی کی شان

اس کے بعد یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کی خطا کو معاف کر دیا، اور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صاف اعلان کردیا:

﴿لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ﴾ [سورۂ یوسف]

تم پر آج کوئی مؤاخذہ نہیں ہے، یہ معمولی بات نہیں ہے، یہ تو نبی ہی کرسکتا ہے، اتنی بڑی دشمنی، کنویں میں بھی ڈالا، ہلاک کرنے کی پوری کوشش کرلی، ہمارا تو یہ حال ہے کہ اگر کوئی صرف دو چار تھپڑ ماردیتا ہے تو معاف کرنے کے روادار نہیں ہوتے اور اپنے کو بہت بڑا مظلوم ظاہر کرکے معاملہ کو طول دیتے ہیں، لیکن نبی کی شان ہی کچھ عجیب ہوتی ہے، صاف کہہ دیا تم لوگوں پر کوئی ملامت نہیں ہے، ہم تم سے کوئی بدلہ نہیں لیں گے، میرے دوستو! یہ بھی بہت بڑی بات ہے، یہ شان نبوت ہے، جس طرح شان نبوت کی بنا پر شہوت کے موقع پر اس پر عمل کرنے سے صاف بچ گئے اسی طرح شان نبوت ہی کی بنا پر غضب کے موقع پر اس کے ضرر سے صاف طور پر بچ گئے اور انتقام نہ لیا حالانکہ اس کے نفاذ کا ان کو پورا پورا اختیار بھی حاصل تھا، لیکن نہیں، یہاں قوت غضبیہ کو دبایا اور وہاں قوت شہویہ کو قابو میں رکھا، دونوں جگہ اللہ کی رحمت کارفرما تھی، یوسف علیہ السلام کے نزدیک عصمت کی بنا پر عورت اور دیوار میں کوئی فرق نہیں رہا تھا، اسی طرح ہمارے بزرگان دین فرماتے ہیں کہ ہم نے نفس کی ایسی اصلاح کی ہے کہ عورت اور دیوار میں کوئی فرق نہیں رہ گیا ہے، دوستو! جب آدمی اصلاح کی نیت اور کوشش کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اندر صلاح پیدا فرما دیتے ہیں، قوت شہویہ میں بھی اعتدال آجاتا ہے اور قوت غضبیہ میں بھی اعتدال آجاتا ہے، میرے دوستو! یہ بھی اصلاح کی ایک بہترین صورت ہے، یعنی اصلاح کی نیت اور اس کیلئے سعی، بس جب آدمی اصلاح کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اصلاح کی توفیق بھی مرحمت فرماتے ہیں، اور اس کی اصلاح ہو بھی جاتی ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا

تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے شہوت اور غضب دونوں موقعوں پر اپنے آپ کو بچالیا، غضب کے موقع پر بھائیوں میں صاف اعلان کر دیا کہ تم پر کوئی ملامت نہیں، اور یہ اس وقت اعلان کر رہے ہیں جب کہ ایک ملک کے بادشاہ تھے، اور وہ بھی کون سا ملک؟ وہی ملک جس پر فرعون نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا ﴿اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی﴾ کہ میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں، لیکن مصر کی حکومت ہاتھ میں ہونے کے باوجود حضرت یوسف علیہ السلام کیا فرما رہے ہیں سنئے ﴿ رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْکِ وَ عَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَأْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِماً وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ﴾ [سورہ یوسف:۱۰۱] یوسف علیہ السلام کی کوئی خواہش نہیں، اگر خواہش ہے تو یہ ہے کہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اے اللہ! حکومت آپ نے دیا ہے، (یعنی عزت ومنصب آپ نے دیا ہے،) مجھ کو خوابوں کی تعبیر آپ نے سکھائی، آپ زمین وآسمان کے بنانے والے ہیں آپ ہی دنیا وآخرت میں ہمارے ذمہ دار ہیں آپ مجھے مسلمان بنا کر وفات دیجئے اور صالحین کے ساتھ لاحق کردیجئے۔ ایسا نہ ہو کہ اس حکومت کی وجہ سے ہمارے ایمان میں کچھ کمی آجائے، ہمارے اسلام میں کچھ کمی آجائے، آپ کے تعلق میں کچھ کمی آجائے، اگر ان حکومتوں کی وجہ سے اللہ کے تعلق میں کچھ کمی آئی تو اس منصب کی وقعت نہیں، کسی کو صدارت مل گئی، کسی کو وزارت مل گئی اور اگر وہ خدا سے دور ہوگیا تو یہ بہت گھاٹے کا سودا ہے، خوب سمجھ لو، بہت سے اہل اللہ تو ایسے ہیں کہ اگر ان کو مفت صدارت یا وزارت دی جائے تو وہ ان پر لات ماردیں گے اور یوں کہیں گے کہ ہم کو اسی میں رہنے دو، اس کی ہم کو ضرورت نہیں ہے۔

کہو تو اس کے برعکس کردوں!

ایک بزرگ تھے، وہ ایک مرتبہ ایک شہر میں آئے تو دیکھا کے اس کی فصیل کے دروازے بند ہیں، پوچھا کہ بھائی یہ اب تک شہر پناہ کے دروازے کیوں بند ہیں؟ تو دربان نے کہا کہ آپ کو معلوم نہیں بادشاہ کا باز غائب ہوگیا ہے، کہا کہ یا اللہ! ایسے ایسے بے وقوفوں کو آپ نے حکومت دے دیا ہے، جو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یہ بھی نہیں جانتے کہ پرندے کے لئے شہر کے دروازوں کا بند ہونا کیا معنی رکھتا ہے! ہم لوگوں کی تو جوتی بھی صحیح نہیں ہے، اور ایسے ایسے بے وقوفوں کو آپ نے بادشاہت دے دیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں الہام ہوا کہ کہو تو اس کے برعکس کردوں، حکومت تمہیں دے دوں اور معرفت اس کو دے دوں، بس! فوراً زمین پر سجدہ ریز ہوگئے، اور کہنے لگے اے اللہ! مجھ کو ایسی حکومت نہیں چاہئے، مجھے آپ کی معرفت اور آپ کی رضا وخوشنودی مطلوب ہے، یہ سب حکومت کیا ہے، چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیری رات ہے، دنیا کی حکومت اہل اللہ کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں رکھتی، وہ لوگ اس سے بالکل متأثر نہیں ہوتے۔

حملہ کرنے سے بھی یہ دولت نصیب نہیں ہوگی

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر ان دنیوی بادشاہوں کو معلوم ہوجائے کہ ہمارے قلب میں کونسی دولت ہے تو یہ لوگ ہم پر حملہ کردیں، اور اس کے بعد فوراً ہمارے شیخ حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ اتنا جملہ بڑھا دیتے تھے کہ حملہ کرنے سے بھی انہیں یہ دولت نصیب نہیں ہوگی، جب تک جوتیاں سیدھی نہیں کریں گے۔

☆☆☆

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہر مسلمان ولی ہے

اور یہ بھی سمجھ لو کہ ہر مسلمان کو کسی نہ کسی درجہ میں اللہ کی نسبت و ولایت حاصل ہے، قرآن کریم میں ہے ﴿ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ﴾[سورۂ بقرہ/۲۵۷] اللہ ان لوگوں کا ولی ہے جو ایمان لائے، نفس ایمان سے ہی اللہ کی ولایت و نسبت حاصل ہو جاتی ہے، لیکن اگر کثرتِ ذکر ہے، کثرتِ تلاوت ہے تو پھر ولایت میں ترقی کرتا جاتا ہے، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ نفس ایمان سے نسبت مع اللہ مل جاتی ہے ''وَاِنْ کَانَ فَاسِقاً اَوْ فَاجِراً'' اگر چہ مومن فاسق و فاجر ہی کیوں نہ ہو، لیکن اگر نسبت معہودہ چاہتے ہو تو اس کیلئے ذکر کی کثرت کرو، اور طاعات پر مداومت کرو، اگر ایسا کرو گے تو نسبت میں قوت پر قوت آتی چلی جائے گی اور آگے ہی بڑھتے چلے جاؤ گے۔

ہم جو خانقاہ میں جمع ہیں، ہم سب اسی نسبت معہودہ ہی کے حصول کیلئے جمع ہیں، اسی خاص نسبت حاصل کرنے کے لئے ہی جمع ہیں، ویسے نسبت تو کسی درجہ میں ہم لوگوں کو بھی حاصل ہے، اللہ کا شکر ہے، میرے دوستو! ہم تمام رشتوں اور نسبتوں کی فکر کرتے ہیں، بیوی کی نسبت، باپ کی نسبت، شیخ کی نسبت، غرض ہر نسبت کی فکر و خیال رکھتے ہیں، اور چاہتے ہیں کہ یہ نسبت بڑھ بھی جائے، اس کیلئے کوشش بھی کرتے ہیں، تو کیا اللہ تعالیٰ کی نسبت ایسی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے جس میں اضافہ کے فکر کی ضرورت نہیں، اس کی بھی فکر ہونی چاہئے، جو نسبت حاصل ہے اس پر صبر کر کے نہیں بیٹھے رہنا چاہئے

اے کہ صبرت نیست از فرزند و زن
صبر چوں داری ز رب ذوالمنن

ترجمہ: اے وہ شخص! جس کو بیوی بچوں سے صبر نہیں ہے، اسے احسانات وانعامات والے رب سے کیسے صبر ہو گیا۔

اے کہ صبرت نیست از دنیائے دوں
صبر چوں داری ز نِعم الماھدوں

ترجمہ: جب کمینی دنیا سے تم کو صبر نہیں ہے اس میں بڑھوتری اور اضافہ اور ترقی چاہتے ہو تو اللہ جو زمینوں کو بچھانے والا ہے اس سے تم کو کیسے صبر ہوتا ہے۔

بہر حال میرے دوستو بزرگو! آپ لوگوں نے میری طبیعت تو دیکھا ہی ہے کہ خراب چل رہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ بہت محنت ومشقت سے کچھ بیان کر ہی دیا، دعا کیجئے اللہ میرے لئے بھی اس کو نافع بنائے اور آپ حضرات کے لئے بھی۔

و آخر دعوانا أنِ الحمد للّٰــہ رب العالمین

دعا کیجئے:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الحمدلله رب العالمین ، والصلاۃ و السلام علیٰ سید الاولین والاٰخرین وعلیٰ اٰله واصحابه اجمعین ،

یا اللہ ! اپنے فضل وکرم سے ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمایئے ، اپنی خاص رحمت ہم سب لوگوں پر نازل فرمایئے ، اپنے فضل وکرم کا معاملہ فرمایئے ، یا اللہ ! یہ رحمت کا عشرۂ اولیٰ جو کہ خصوصی ہے اس رحمت سے بھی ہم سب لوگوں کو بہرہ ورفرمایئے ، یا اللہ ! اس رحمت کی بنا پر ہمارے نفس کا تصفیہ فرمایئے ، ہمارے نفس کی اصلاح فرمایئے ، اخلاق کا تزکیہ فرمایئے ، یا اللہ ! انبیاء کرام علیہم السلام کی جو خصلتیں ہیں اور بزرگان دین کی جو خصلتیں ہیں وہ ہمارے اندر بھی پیدا فرمایئے ، اور کفار ، مشرکین اور منافقین کی جو بری خصلتیں ہیں ان سے نجات کلی عطا فرمایئے ، یا اللہ ! ہر قسم کی خیر و بھلائی عطا فرمایئے ، رمضان شریف کے فیوض و برکات ، قرآن پاک کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمایئے ، یا اللہ ! ہم تمام مسلمانوں کو عافیت عطا فرمایئے ، تمام مسلمانوں کو رمضان شریف کی برکت سے ، اپنی نسبت سے ، اپنی محبت سے ، اپنی معرفت سے مالا مال فرمایئے ، یا اللہ ! ہم کو ، ہماری اولاد کو نسلاً بعد نسلٍ ایمان اور دین اور تقویٰ پر قائم ودائم رکھئے ، یا اللہ ! ہمارے اخلاق کو درست فرمایئے ، اپنوں کے ساتھ اور غیروں کے ساتھ رعایت کا ، مروت کا معاملہ کرنے کی توفیق مرحمت فرمایئے ، محبت کا معاملہ کرنے کی توفیق مرحمت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فرمائیے، یا اللہ! اسلام کی جو خصوصیات ہیں ان پر عمل کرنے کی ہم کو توفیق مرحمت فرمائیے۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم وتب علينا انك انت التواب الرحيم ، سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمدلله رب العالمين ،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وَ الْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (سورۂ عصر)

مقصدِ علم
خشیت خداوندی

۱۱ر رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ مسجد دار العلوم کنتھاریہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

خلاصۂ وعظ

یہ جو دل میں غرور اور فخر ہوتا ہے، اس کی بھی کچھ وجہ ہوتی ہے، کوئی اپنے مال پر فخر کرتا تو کوئی اپنے علم پر، مجمع البحار میں ہے ''اِنَّ لِلْعِلْمِ طُغْيَاناً كَطُغْيَانِ الْمَالِ'' جیسے صاحب مال کو مال سے طغیان ہوتا ہے ویسے ہی صاحب علم کو علم سے بھی طغیان ہوتا ہے۔

ہمارے حضرت فرماتے تھے کہ ایسے ہی عبادت میں بھی طغیان ہوتا ہے عبادت کر کے بھی آدمی عجب میں مبتلا ہو جاتا ہے، دوسروں کو ذلیل سمجھنے لگتا ہے، بس وہیں سے وہ تنزلی کا شکار ہو جاتا ہے، اور اپنے مرتبہ سے گر جاتا ہے جیسا کہ شیخ محی الدین ابن عربی نے فرمایا کہ ''كَمْ رَأَيْنَا شُيُوْخاً سُقِطُوْا'' بہت سے مشائخ کو ہم نے دیکھا کہ وہ اپنے مرتبے سے ساقط ہو گئے۔ اسلئے کہ جب ان کی نظر اپنے عمل پر ہوئی، اپنے مقام پر ہوئی، وہیں سے اللہ گرا دیتا ہے، پھر آگے نہیں بڑھاتا، بلکہ پست فرماتا ہے پس ہم کو کیا حق ہے کہ ہم دعوائے کمال کریں بلکہ ہم کو تو فنا اور فروتنی اختیار کرنی چاہئے اسی میں عافیت ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نُؤْمِنُ بِهٖ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ ، وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِيَ لَهٗ، وَ نَشْهَدُ أَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ ، وَ نَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ ، صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَ عَلىٰ آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَ اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّاتِهٖ وَ سَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا ،

أَمَّابَعْدُ! أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿ وَ الْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴾ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ ،

میرے دوستو بزرگو! ابھی میں نے جس سورت کی تلاوت کی ہے قرآن پاک کی مختصر سورتوں میں سے ایک سورت ہے، چند سورتیں جو بہت مختصر ہیں ان سورتوں میں اس کا بھی شمار ہے لیکن اپنے معانی اور مطالب کے اعتبار سے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یہ مختصر نہیں ہے، بلکہ پورے دین کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے، چنانچہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اگر قرآن کی صرف یہی ایک سورت نازل ہوتی تو عمل کے لئے کافی ہوتی، ان کا یہ کلمہ بہت مہتم بالشان سمجھا گیا ہے، روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ جب صحابہ کرام ایک دوسرے سے ملتے تھے تو اس سورت کی تلاوت کرتے تھے، اس سے بھی اس کے اہتمام کا اندازہ ہوتا ہے، اس کے اندر ایسے مضامین ہیں کہ ہر صحابی ایک دوسرے صحابی کو اس کے مضامین سے مطلع کرنا چاہتا تھا، خبر دار کرنا چاہتا تھا کہ دیکھو! اس میں ایسے مضامین ہیں جو پیش نظر رکھنے کے لائق ہیں۔

ظاہر بات ہے کہ جب اس سورت کو اللہ نے نازل فرمایا، اللہ تعالیٰ کے بندوں نے اس کی طرف توجہ کی، اس کے متعلق کیسے کیسے اقوال، ارشادات فرمائے گئے، تو ہمارے ذمہ بھی ضروری ہے کہ ہم اس کے مضامین کو پیش نظر رکھیں، اصلاح کے لئے یہ سورت بہت اہم ہے، صرف اسی سورت کے معانی و مطالب کو پیش نظر رکھیں گے تو انشاء اللہ اصلاح کے لئے بہت مفید و کارآمد ثابت ہوگا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق مرحمت فرمائے۔

زمانہ بھی بہت مہتم بالشان ہے

سب سے پہلی بات اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں یہ فرمائی کہ تمام انسان

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

گھاٹے میں ہیں، یہ ایک کلیہ کے طور پر بیان فرمایا اور اس کو مؤکد کرنے کے لئے قسم بھی کھائی، ظاہر ہے کہ قسم جو کھائی جاتی ہے وہ کلام میں تاکید پیدا کرنے کے لئے کھائی جاتی ہے، اللہ رب العزت جب اپنے کلام کے بارے میں قسم کھا رہے ہیں تو ظاہر ہے کہ اس کلام کی کتنی اہمیت ہوگی، اور قسم بھی کھائی تو اپنی نہیں بلکہ زمانہ کی، اس سے معلوم ہوا کہ زمانہ بھی بہت ہی مہتم بالشان ہے، اللہ کا زمانہ کی قسم کھانے نے اس کی قدر و منزلت کو لاکھوں کروڑوں گنا بڑھا دیا، ہم اور آپ زمانہ ہی میں تو ہیں، اس کی طرف توجہ بھی نہیں ہوتی کہ ہم زمانہ میں ہیں، حالانکہ جس طرح کسی عمل کیلئے مکان کی ضرورت ہے اسی طرح زمان کی بھی تو ضرورت ہے، اگر یہ مسجد نہ ہوتی تو کیسے آپ نماز پڑھتے؟ کہاں پڑھتے؟ ہر عمل کیلئے مکان کی بھی ضرورت ہے اور زمان کی بھی ضرورت ہے، زمانہ ملے گا جب ہی تو اس میں نماز ادا کرو گے یا اور کوئی عمل نیک کرو گے، بہت سے ہمارے دوست ایسے ہیں جو رمضان میں اعتکاف کرتے تھے، معلوم ہوا کہ ان کا انتقال ہو گیا، ان کو رمضان کا زمانہ ہی نہیں ملا کہ روزہ رکھیں، اعتکاف کریں، اس بنا پر زمانہ کی بھی ضرورت ہے، نحو کی کتاب میں آپ لوگوں نے پڑھا ہوگا کہ ظرف کی دو قسمیں ہیں: ایک ظرف زمان اور دوسرے ظرف مکان، تو ہر عمل کا زمان و مکان دونوں ہی سے تعلق ہوتا ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حیات اور موت کی تخلیق کا مقصد

اسی بنا پر ایک اور مسئلہ بیان کروں، اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ﴿تَبَارَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ وَ هُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلاً﴾ (سورۂ ملک:۱) بابرکت ہے وہ ذات جس کے قبضہ وقدرت میں پوری دنیا ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، جس نے موت وحیات کو پیدا کیا تاکہ دیکھیں کون از روئے عمل حسن ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ موت وحیات کو پیدا کیا، تو موت تو ایک عدمی چیز ہے، اس کو پیدا کرنے کا کیا سوال؟ حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مفسرین نے لکھا ہے کہ حیات کا تعلق عمل سے ہے لیکن موت کا تعلق عمل کی جزاء سے ہے، جس طرح عمل کے لئے حیات کی ضرورت ہے اسی طرح عمل کی جزاء کے لئے موت کی ضرورت ہے، اس بنا پر اللہ تعالیٰ نے جیسے حیات کو پیدا کیا موت کو بھی وجود بخشا، بغیر موت کے جزاء کا کوئی سوال ہی نہیں ہوتا، یہ جو جتنی جزاء ہم کو مل رہی ہیں، کھانا پینا مل رہا ہے، اللہ تعالیٰ دے رہا ہے، یہ ہمارے اعمال کی اصلی جزاء نہیں ہے، اصلی جزاء تو اللہ تعالیٰ موت کے بعد عطا فرماویں گے، ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی کیا جزاء ہے؟ کیا بدلہ ہے؟ ہمارے حضرت مولانا محمد احمد

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے کا بدلہ ساری دنیا میں سمانہیں سکتا، اس کا اتنا اجر وثواب ہے کہ ساری دنیا اس کے لئے ناکافی ہے، کیونکہ دنیا محدود ہے اور سبحان اللہ کی جزاء لامحدود ہے، اس کی جزاء تو آخرت میں ہی ملے گی، دنیا تو محدود ہے، جیسا کہ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے ایک مربع دائرہ بنایا اور پھر اس سے باہر نکلنے والی ایک لکیر کھینچی اور پھر بہت سی چھوٹی چھوٹی لکیریں اس طرف سے کھینچیں جو درمیان میں تھی اور ان کا رخ اس جانب تھا جو درمیان میں تھی اور ارشاد فرمایا کہ یہ انسان ہے اور یہ اس کا وقت مقرر ہے جو اسے چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے اور یہ لکیر جو اس دائرہ سے باہر نکل رہی ہے یہ انسان کی امیدیں و آرزوئیں ہیں۔ [بخاری]

غور کرنے کا مقام ہے کہ جب ہماری آرزوئیں موت سے آگے بڑھی ہوئی ہیں، تو ہماری یہ آرزوئیں دار دنیا میں کیسے پوری ہوسکتی ہیں، ہماری آرزوؤں کو پوری فرمانے کیلئے دار آخرت رکھا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيٓ أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ﴾ (حٰمٓ السجدۃ: ۳۱/۳۲) ترجمہ: اور تمہارے لئے اس جنت میں جس چیز کو تمہارا جی چاہیگا موجود ہے اور نیز

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تمہارے لئے اس میں جو مانگو گے موجود ہے یہ غفور رحیم کی طرف سے بطور مہمانی کے ہے۔

یہاں آرزوؤں پر ذرا برف رکھ کر انہیں ٹھنڈی کرو، اپنی تمناؤں کو ذرا کم کرو، اس کو دارِ آخرت کے لئے چھوڑ دو تو اللہ تعالیٰ جو غفور و رحیم ہے اس کی طرف سے وہاں میزبانی ہوگی، یہاں کی زندگانی جیسے سب کی کٹ رہی ہے ویسے ہماری بھی کٹ رہی ہے، یہاں کافر اور مسلمان سب ہی برابر سرابر معلوم ہوتے ہیں لیکن وہاں جا کر تفریق ہوگی دونوں جماعت الگ الگ ہو جائیگی چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَ فَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ﴾ [سورۂ شوریٰ: ۷] ایک فریق جنت میں جائے گا اور ایک فریق جہنم میں جائیگا۔ یعنی مسلمان جنت میں جائیگا اور کافر جہنم میں۔

اس جواب سے دل سرد ہو گیا

ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑے بزرگ تھے، اور بزرگ ہی نہیں بلکہ بادشاہ بھی تھے، بہت مشہور واقعہ ہے، نام تو سبھی جانتے ہوں گے، ہمارے سلسلۂ چشتیہ میں ان کا بھی ذکر آتا ہے، ان کا دل دنیا اور سلطنت سے سرد ہو گیا، اس سرد ہونے کی وجہ بہت سے لوگوں نے بیان کی ہے۔

لکھتے ہیں کہ ایک رات اپنے محل کے نہایت آرام دہ بستر پر سوئے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہوئے تھے، چھت پر کسی کے چلنے کی آواز آئی، کہا کون ہے؟ جواب دیا کہ میرا اونٹ گم ہوگیا ہے میں اسی کی تلاش میں ہوں، دیکھئے جب اللہ تعالیٰ کی تائید و توفیق ہوتی ہے تو ایسے واقعات پیش آتے ہیں، تو انہوں نے کہا کہ ارے بیوقوف! اس چھت پر اونٹ کہاں سے آئے گا جو تم یہاں تلاش کرنے آگئے، اس نے کہا حضرت! ایسے ہی جیسے تخت پر بیٹھ کر آپ حق تعالیٰ کو تلاش کر رہے ہیں تو تخت پر آپ کو اللہ کہاں سے مل جائیگا! بس اس جواب سے دل سرد ہوگیا اور ساری سلطنت چھوڑ چھاڑ کر نکل پڑے، اس ایک بات کا یہ اثر ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف نکل پڑے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ہدایت وتوفیق تھی لہٰذا پھر آپ اتنے بڑے آدمی بنے کہ سلسلۂ چشتیہ میں آپ کا نام بہت مشہور ہوا۔

دیکھئے! میں نے کل کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو توفیق عطا فرمائی تو کیسے کیسے امتحانات میں کامیابی کے ساتھ گذر گئے، شہوت کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے حفاظت فرمائی، انبیاء معصوم ہوتے ہیں اس وجہ سے برہان دکھلا کر محفوظ فرمایا گیا، اور جب مصر کے تخت پر بیٹھ گئے، اور بھائیوں کی آمد ہوئی تو غصہ وغضب کا آنا ایک طبعی بات تھی کہ یہی لوگ تھے جو مجھے کنویں میں ڈال کر روانہ ہوگئے تھے، ان باتوں کا ذہن میں آنا ناگزیر تھا مگر اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال رہی اور قوت غضبیہ کو دبالیا اور اعلان کردیا ﴿لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ﴾ [سورۂ یوسف:۹۲] کہ آج کے دن تم پر کوئی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ملامت نہیں ہے، اگر ملامت کردی ہوتی تو پھر نبی اور غیر نبی میں کیا فرق رہ جاتا، یہ تو انبیاء کی شان ہوا کرتی ہے کہ وہ غیروں کو بھی معاف کردیتے ہیں اور یہ تو اپنے ہی بھائی تھے۔

پھر ان میں اور مجھ میں کیا فرق رہ جائیگا!؟

علامہ ابن تیمیہؒ کتنے بڑے آدمی تھے، علامۂ دھر تھے، سارا سعودی عرب ان کو مانتا ہے، لیکن عام طور سے لوگ بادشاہ سے ان کی شکایت کردیتے تھے جس کی وجہ سے بار بار جیل بھیج دیئے جاتے تھے، چنانچہ جیل ہی میں ان کا انتقال ہوا، ان کے فتاویٰ کی سینتیس ۳۷ جلدیں ہیں، اس کے علاوہ بھی بہت سے کتابیں ہیں، لیکن افسوس کہ قوم ان کے پیچھے پڑ گئی تھی، علماء کو بھی ان سے ناگواری تھی اس لئے شکایت کرتے تھے اور بادشاہ ان کو جیل میں بھیج دیتا تھا، کسی نے کہا حضرت! آپ کی بیجا شکایت کرکے یہ لوگ آپ کو جیل بھیج دیتے ہیں آپ بھی ان لوگوں کی شکایت کردیجئے تو کہا پھر ان میں اور مجھ میں کیا فرق رہ جائے گا۔

ذکر اللہ میرا ناشتہ ہے

میں حال میں ابھی جب جامعۃ الصالحات (تنکاریہ، بھروچ، گجرات)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مؤسسہ حضرت مولانا اسماعیل صاحب بھوٹا کے افتتاحی اجلاس میں آیا تھا جس میں تقریباً پندرہ ہزار کا مجمع تھا، اس میں عرب مہمان بھی تشریف فرما تھے، میں نے یہ واقعہ بیان کیا اور کہا کہ انہوں نے قوت غضبیہ اور شہویہ کو دبایا تب فتاویٰ اور اس کے علاوہ بھی بہت سی کتابیں لکھیں، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق تھی، اپنے اخلاق کی اصلاح فرمائی تھی، ذکر اللہ کے پابند تھے چنانچہ ان کا یہ حال تھا کہ اشراق کے وقت تک بیٹھتے تھے اور فرماتے تھے ''ھذا غدوتی'' یہ میرا ناشتہ ہے، جب میرا یہ معمول پورا نہیں ہوتا ناغہ ہوتا ہے تو میں اپنے بدن میں ضعف محسوس کرتا ہوں۔

خانقاہ کی بنیاد دو چیزوں پر

حضرت مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم [متوفی ۸ ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۷ مئی ۲۰۰۵ء] نے ایک دفعہ مجھ سے پوچھا کہ آپ خانقاہ میں کیا بیان کرتے ہیں؟ میں نے کہا کہ حضرت! اس سلسلہ میں دو چیزیں بیان کرتا ہوں (۱) کثرت ذکر (۲) حسن اخلاق، یعنی تکثیر ذکر کے ساتھ تحسین اخلاق کو ضروری قرار دیتا ہوں، پس میری خانقاہ کی بنیاد انہیں دو چیزوں پر ہے، یہ سن کر حضرت بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ یہ مجھے لکھ کر دیجئے، چنانچہ ہم نے لکھ کر پیش خدمت کیا، حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب باندوی رحمۃ اللہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

علیہ بھی کبھی کبھی پوچھتے تھے کہ آپ خانقاہ میں کیا کرتے ہیں، میں نے انہیں بھی یہی جواب دیا۔

بہرحال علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ جو اللہ والے تھے ان دو باتوں کا بہت زیادہ اہتمام فرماتے تھے جیسا کہ ان کی سیرت سے ظاہر ہے، حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ علامہ ابن تیمیہ صوفی تھے لیکن خشن صوفی تھے یعنی سخت تھے، عام طور پر لوگ ان کو تصوف کا مخالف کہتے ہیں لیکن حضرت تھانویؒ نے ان کو صوفی قرار دیا ہے اس لئے کہ بغیر صوفیت کے ان کو یہ درجہ مل ہی نہیں سکتا جو انہوں نے اتنا اہم تجدیدی کارنامہ انجام دیا۔

اسی طرح مجدد الف ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلویؒ نے بھی بڑے بڑے کارنامے یوں ہی انجام نہیں دے دیئے بلکہ پہلے اپنے دل کو دل بنایا، اللہ سے ربط پیدا کیا، تعلق قائم کیا، ذکر کی کثرت کی، اخلاق کو درست کیا، تو پھر اللہ نے ان لوگوں کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا، اور دین متین کی خوب ہی خوب خدمت کی توفیق مرحمت فرمائی۔

علامہ ابن تیمیہؒ کی عزیمت

بہرحال علامہ ابن تیمیہؒ بہت بڑے شخص ہیں، کہتے ہیں کہ دشمن میرا کیا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کریں گے، حکومت میرا کیا کرے گی، اگر مجھ کو جیل میں بھیج دے گی تو "هذا خلوتی" یہ میرے لئے خلوت ہوگا، اللہ کے ذکر کا موقع ملے گا، اگر شہر بدر کرے گی تو "هذا سیاحتی" تو یہ میرے لئے سیاحت ہے میں سیر کروں گا ﴿ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ﴾ پر عمل کروں گا، اور اگر قتل کرے گی تو "هذا شهادتی" تو مجھے شہادت کی سعادت حاصل ہوگی، اس سے زیادہ ہمارے دشمن اور کیا کر سکتے ہیں؟ تینوں چیزوں میں میں راضی ہوں، جیل بھیجو تب بھی راضی، شہر بدر کردو تب بھی راضی اور قتل کردو تب بھی راضی۔

دیکھئے یہ اخلاق کی بات ہے

بہر حال میرے دوستو بزرگو! میں یہ کہہ رہا تھا کہ ابن تیمیہؒ نے بدلہ کے طور پر اپنے مخالفوں کی شکایت تک نہ کی اور کہا کہ اگر میں بھی شکایت کردوں تو مجھ میں اور ان میں کیا فرق رہ جائے گا، اسی طرح آپ لوگوں نے کل سنا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی اپنے بھائیوں سے انتقام نہیں لیا بلکہ معاف کردیا، اور خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ مکرمہ فتح کیا تو مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ تھی کہ آپ جھکے ہوئے مکہ مکرمہ میں داخل ہورہے تھے، دیکھئے! یہ غایت تواضع وفروتنی کی بات تھی حالانکہ کوئی دنیوی حکمراں اور بادشاہ کسی ملک کو فتح کرتا ہے اور اس میں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

داخل ہوتا ہے تو اکڑتے ہوئے جاہ وجلال کے ساتھ داخل ہوتا ہے اور تکبر کی وجہ سے اس کا سر اونچا رہتا ہے اور فساد کے ساتھ داخل ہوتا ہے قرآن کریم بھی اس کو صاف لفظوں میں بیان کرتا ہے:

﴿ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَ جَعَلُوْا اَعِزَّةَ اَهْلِهَا اَذِلَّةً ﴾ (سورۂ نمل: ۳۴)

جب ملوک کسی قریہ میں داخل ہوتے ہیں تو اس میں فساد برپا کرتے ہیں اور اس کے اعزہ کو یعنی باعزت لوگوں کو ذلیل کر دیتے ہیں۔

آج دیکھئے کیا ہو رہا ہے، کہ اصحاب حکومت اعزہ یعنی جو باعزت لوگ ہیں، جو صاحب علم ہیں، صاحب نسبت ہیں ان کو ذلیل کرنے کے درپے یہ لوگ ہیں، بالکل قرآن کریم کی اسی آیت کا مصداق آج کا ماحول بنا ہوا ہے، اس وقت ساری دنیا میں یہی چل رہا ہے، جو اعزۂ قوم ہیں، اعزۂ ملک ہیں وہ ذلیل کئے جا رہے ہیں وہ جیلوں میں بند ہیں، لیکن انبیاء کا یہ دستور نہیں ہوتا، انبیاء کی یہ شان نہیں ہوتی، ان میں تو اعلیٰ درجہ کی عبدیت ہوتی ہے، وہ تو اعلیٰ اخلاق کے پیکر ہوتے ہیں، وہ کریموں کا اکرام کرتے ہیں، غریبوں کا پاس و لحاظ رکھتے ہیں، چیونٹیوں تک کو اذیت سے بچاتے ہیں جیسا کہ اسلامی تعلیمات میں اس کی شہادت موجود ہے اور مسلم بادشاہوں نے اس کو کر کے دکھایا ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مخلوق کا غلام ہو جاتا ہے

میں نے کل کسی مجلس میں بیان کیا تھا کہ یہاں یہ جتنے منصب ملتے ہیں یہ پبلک کی اعانت سے ملتے ہیں، ان کی مدد سے ملتے ہیں، پھر وہ انہیں پر یہ منصب والے ظلم وستم بھی کرتے ہیں، اور جب اللہ کی طرف سے کوئی دنیوی منصب ملتا ہے تو وہ خلق اللہ کی مزید رعایت کرتا ہے ان کی مدد کرتا ہے بلکہ ان کا غلام و خادم بن جاتا ہے جیسا کہ حق تعالیٰ حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمارہے ہیں ''اِذَا رَأَیْتَ طَالِباً لِّیْ فَکُنْ خَادِماً لَّهٗ'' اے داؤد! جب تمہارے پاس میرا کوئی طالب آئے تو تم اس کے خادم بن جاؤ، داؤد علیہ السلام اولوالعزم پیغمبر ہیں، لیکن ان سے یہ کہا جارہا ہے کہ جب میرا کوئی طالب تمہارے پاس پہنچے تو اس کے خادم بن جاؤ، یعنی اس کی رعایت کرو اور اس کی قدر کرو یہ نہیں کہ اس کو ڈانٹ پھٹکار کرو اور اس کی ناقدری کرو، ہرگز یہ روا نہیں ہے۔

مشائخ کے خدام عموماً محروم رہتے ہیں

میرے دوستو! آج کل جو مشائخ کے خدام محروم رہتے ہیں تو اسکی ایک خاص وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ یہ لوگ طالبین خدا کے ساتھ اچھا معاملہ نہیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کرتے، ان کے ساتھ ادب کا معاملہ نہیں کرتے، جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ ان کو مشائخ کے فیض سے محروم کر دیتا ہے، جب طالبین خدا کے ساتھ تمہارا معاملہ صحیح نہیں ہوگا تو اللہ تم کو اس باطنی دولت سے مشرف نہیں کرے گا، اسی بنا پر کہتا ہوں کہ ہمیں چاہئے کہ ہم طالبین خدا کے ساتھ ادب سے پیش آئیں ورنہ محرومی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا، میں تو اسی جماعت کا آدمی ہوں، اسی میدان کا آدمی ہوں، بچپن سے اسی میں رہا ہوں، اس وجہ سے اس کو میں خوب جانتا ہوں کہ مشائخ کے خدام کیا کیا کرتے ہیں۔

سید الانبیاء کی شان عبدیت

بہر حال میرے دوستو بزرگو! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں فتحیاب ہو کر داخل ہو رہے ہیں لیکن اونٹ پر جھکے جھکے جا رہے ہیں، اس وجہ سے کہ نہ ان کو غرور ہے نہ ان کو فخر ہے، جو کچھ ہے اسے اللہ کا فضل سمجھ رہے ہیں، حالانکہ یہ وہی جگہ ہے جہاں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نکالے گئے تھے، آج اسی شہر کو فتح کر کے نہایت تواضع کے ساتھ داخل ہو رہے ہیں، دوسرا کوئی اور ہوتا تو اس کے اندر کبر آجاتا، فخر آجاتا، عجب آجاتا اور اعلان کر دیتا کہ جن لوگوں نے مجھے یہاں سے نکلنے پر مجبور کیا تھا اور جو لوگ بھی ان کے ہمنوا تھے ان تمام کو قتل کر دو، جیل میں بھیج دو، آج تو ایسا ہی ہو رہا ہے کہ ذرا کسی پر شبہ ہوا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور دور سے دور کا واسطہ کسی مخالف سے نکلا تو فوراً جیل میں بھیج دیا جاتا ہے اور طرح طرح کی اذیتوں اور کلفتوں میں مبتلا کیا جاتا ہے، لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یا معشر قریش! ما ترون انی فاعل بکم قالوا خیراً اخ کریم وابن اخ کریم قال فانی اقول لکم کما قال یوسف لاخوته لاتثریب علیکم الیوم اذھبوا فانتم الطلقاء"

[البدایہ والنھایہ ۴/۳۰۰]

فرمایا اے جماعت قریش! تمہارا میری نسبت کیا خیال ہے کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ کروں گا، لوگوں نے کہا بھلائی کا، آپ شریف بھائی ہیں اور شریف بھائی کے بیٹے ہیں، آپ نے فرمایا میں تم سے وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا کہ تم پر آج کوئی عتاب نہیں ہے، جاؤ تم سب آزاد ہو۔

سبحان اللہ! یہ تھے ہمارے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق مگر آج ہمارے ہی دین کو دہشت گردی کا دین کہا جاتا ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

دین اسلام میں روحانیت ہے

میرے دوستو بزرگو! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دین ہے اور یوں ہی سرسری دین نہیں ہے اس کے اندر روحانیت ہے اس کے اندر باطنیت ہے،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس کے اندر حقیقت ہے، اس کو سمجھنا ہم لوگوں کے لئے ضروری ہے، یہ صرف لفظوں تک کا دین نہیں ہے بلکہ معانی والا دین ہے، حقائق والا دین ہے، تواضع، انکسار، شکستگی کا دین ہے لہٰذا یہ سب چیزیں ہم مسلمانوں اور امتیوں کو اپنے اندر پیدا کرنے کی ضرورت ہے، یہ نہیں کہ صرف زبان سے کہہ دیا کہ ہم کچھ نہیں ہیں اور دل میں ہے کہ ہم بہت کچھ ہیں، یہ دین نہیں ہے، یہ سلوک و تصوف نہیں ہے، یہ تو ریا و نفاق ہے، اللہ ہم سب کو اس مرض سے محفوظ رکھے۔

اعتراف میں عافیت ہے

حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں افغانستان سے ایک صاحب آئے، پوچھا کہ بھائی تمہارا کیا نام ہے، تو کہا میرا نام مثلاً مولانا غلام محمد خاں ہے تو کہا لاحول ولاقوۃ! تم کو شرم نہیں معلوم ہوتی، تم اپنے آپ کو مولانا کہہ رہے ہو، شیخ جب بہت بگڑ چکے پھر اس کے بعد پوچھا کہ اچھا بتلاؤ کیوں آئے ہو، کہا حضرت! اسی مولانیت کو مٹانے کے لئے آیا ہوں، تو فوراً گلے لگالیا اور کہا کہ تم بہت اچھے آدمی ہو، اسی وقت تعلیم بھی شروع کر دی، اللہ کے طالب اور طالب اصلاح بن کر آئے تھے، دل میں فخر و غرور نہیں تھا اسلئے فوراً اپنی غلطی کا اعتراف کرلیا جس سے مولانا فضل رحمٰن صاحبؒ بہت خوش ہوگئے، پس ظاہر ہے کہ ان کی اصلاح کی طرف خاص توجہ فرمائی ہوگی۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

علم، مال اور عبادت باعث طغیان

دیکھئے! یہ جو دل میں غرور اور فخر ہوتا ہے، اس کی بھی کچھ وجہ ہوتی ہے، کوئی اپنے مال پر فخر کرتا تو کوئی اپنے علم پر، مجمع البحار میں ہے" اِنَّ لِلْعِلْمِ طُغْیَاناً کَطُغْیَانِ الْمَالِ "جیسے صاحب مال کو مال سے طغیان ہوتا ہے ویسے ہی صاحب علم کو علم سے بھی طغیان ہوتا ہے۔

ہمارے حضرت فرماتے تھے کہ ایسے ہی عبادت میں بھی طغیان ہوتا ہے عبادت کر کے بھی آدمی عجب میں مبتلا ہو جاتا ہے، دوسروں کو ذلیل سمجھنے لگتا ہے، بس وہیں سے وہ تنزلی کا شکار ہو جاتا ہے، اور اپنے مرتبہ سے گر جاتا ہے جیسا کہ شیخ محی الدین ابن عربی نے فرمایا کہ "کَمْ رَأَیْنَا شُیُوْخاً سُقِطُوْا" بہت سے مشائخ کو ہم نے دیکھا کہ وہ اپنے مرتبے سے ساقط ہو گئے۔ اسلئے کہ جب ان کی نظر اپنے عمل پر ہوئی، اپنے مقام پر ہوئی، وہیں سے اللہ گرا دیتا ہے، پھر آگے نہیں بڑھاتا، بلکہ پست فرماتا ہے پس ہم کو کیا حق ہے کہ ہم دعوائے کمال کریں بلکہ ہم کو تو فنا اور فروتنی اختیار کرنی چاہئے اسی میں عافیت ہے۔

جب دل پر محنت ہوتی ہے تو......

بہر حال میرے دوستو بزرگو! یہ طریق ہے، طریق کے اندر حقیقت ہے، شریعت کے اندر حقیقت ہے، " لَهٗ ظَهْرٌ وَ بَطْنٌ "اس شریعت کا ایک ظاہر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے اور ایک باطن ہے، قرآن کے لئے ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے، اللہ تعالیٰ کے بندے جب اپنے قلوب کو صاف کرتے ہیں تو قرآن کریم کے معانی ان پر منکشف کردیئے جاتے ہیں، کھول دیئے جاتے ہیں، جب آدمی قرآن کریم کے الفاظ پر محنت کرتا ہے تو الفاظ کی روانی اس کے اندر پیدا کردیتے ہیں اور جب دل پر محنت کرتا ہے تو قرآن کے معانی اس پر منکشف کردیئے جاتے ہیں، یہ ظاہر اور باطن دونوں ضروری ہیں، اللہ ہم سب کو اس کی توفیق مرحمت فرمائے۔

احمدؔ خستہ جان کیوں اتنا تو بیقرار ہے

آج عصر بعد کی تعلیم میں جو رقت آمیز روایتیں سنائی جارہی تھیں، ان کو سن کر میں ڈر گیا اور دل میں کہا کہ یا اللہ! ہم لوگوں کا کیا حشر ہوگا؟ کیونکہ دن رات قرآن وحدیث کے پڑھنے پڑھانے میں ہم لوگ مصروف ہیں، پھر بھی نیت صحیح نہ ہو تو پھر کیا ہوگا!؟ یہ سوچ کر میں بہت زیادہ متأثر ہوا، مگر مجھے حضرت مولانا محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر یاد آ گیا تو ذرا تسلی ہوئی، شعر یہ ہے ؎

احمدؔ خستہ جان کیوں اتنا تو بیقرار ہے
وہم وگماں سے بھی سوا رحمت کردگار ہے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اللہ کی رحمت بہت بڑی ہے، بس آدمی کوشش کرے، سعی کرے، اللہ تعالیٰ نے جب علم دیا ہے تو امید ہے کہ وہ خیر ہی کا معاملہ فرمائے گا، لہٰذا نیت کی درستگی کا اہتمام کرنا چاہئے، اور حق تعالیٰ کی ذات سے ناامید بھی نہیں ہونا چاہئے، جب اللہ تعالیٰ نے ظاہری دین سے ہم کو متصف کیا ہے، کچھ پڑھنے پڑھانے کی توفیق دی ہے، تو پھر امید رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے کرم سے باطنی دین سے بھی ہم کو نوازیں گے، لیکن شرط یہ ہے کہ لگا رہے، بہت زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے، اگر تھوڑی سی بھی توجہ رہے گی تو پھر اللہ تعالیٰ ضرور نوازیں گے۔

صاحب باطن پر نکیر نہیں کرنا چاہئے

مجھے ایک واقعہ یاد آیا، علامہ دہلان ایک بہت بڑے محدث گذرے ہیں، اسی زمانہ میں شیخ مدین بھی تھے، یہ اپنی مشیخت میں مشہور تھے اور وہ علم حدیث میں، شیخ مدین کے مریدین جب ان کے پاس سے گذرتے تو وہ طنزیہ طور پر کچھ شیخ کو کہتے اس لئے کہ علماء جب تک ظاہر تک رہتے ہیں تو باطنی چیزوں پر نکیر کرتے رہتے ہیں، ہر زمانہ میں ایسا ہوتا آیا ہے، چنانچہ ایک اور واقعہ یاد آیا، پہلے اسی کو بیان کرتا ہوں، سیدنا عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں لوگ آتے جاتے تھے، اس وقت وہاں ایک بہت بڑے عالم تھے، نظام تھانیسری نام تھا، وہ آنے جانے والوں سے پوچھتے کہ بھائی تمہارے نچنیا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(ناچنے والا) پیر کا کیا حال ہے؟ جس سے ان لوگوں کو بہت رنج ہوتا کہ ہمارے شیخ کو ایسا کہہ رہے ہیں، ایک دفعہ مریدین نے کہا کہ حضرت! فلاں صاحب آپ کے بارے میں ایسا ایسا کہتے ہیں، تو شیخ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے لیکن اب اگر کہیں تو ان سے کہہ دینا کہ وہ ناچتا بھی ہے اور نچاتا بھی ہے، بس جب ان مریدین کا عالم صاحب کے وہاں سے گذر ہوا تو انہوں نے پوچھا کہ تمہارے نچنیا پیر کا کیا حال ہے؟ تو ان لوگوں نے کہا کہ وہ ناچتے بھی ہیں اور نچاتے بھی ہیں، اتنا سننا تھا کہ وہ وہیں سے ناچتے ہوئے رقص کرتے ہوئے تقریباً بارہ میل کی مسافت طے کر کے حاضر خدمت ہوئے، شیخ نے کہا کہئے کیا ہوا مولانا! آپ کیوں ناچ رہے ہو؟ کوئی آپ کو نچا رہا ہے تو آپ ناچ رہے ہیں، اسی طرح مجھے کوئی نچاتا ہے تو ناچتا ہوں اس کے بعد حضرت نظام نے توبہ کی اور داخل سلسلہ ہو گئے، اور پھر شیخ کی خدمت میں رہ گئے اور شیخ طریقت بن کر نکلے۔

جس بزم میں گئے اُسے میخانہ کر دیا

بہر حال میں علامہ دہلانؒ کا واقعہ سنا رہا تھا درمیان میں یہ قصہ نکل آیا تھا تو بیان کر دیا، چنانچہ علامہ دہلانؒ بھی شیخ مدینؒ کے متعلق کچھ نہ کچھ کہتے رہتے تھے، شیخ مدینؒ کو جب معلوم ہوا تو مریدین سے کہا کہ ان کو میری جانب سے دعوت پیش کرو، مریدین نے دعوت پیش کی، اب انکار کی گنجائش تو تھی نہیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس لئے کہ عالم دین تھے، محدث تھے، دعوت قبول کرنیکی سنت کو جانتے تھے، دعوت قبول کرلی، اِدھر شیخ نے مریدین سے کہا کہ جب وہ آویں تو کوئی ان کی جانب متوجہ نہ ہونا، چنانچہ جب وہ آئے تو شیخ مراقب تھے اور تمام مریدین بھی مراقبہ میں تھے، کسی نے ان کی جانب توجہ نہ کی، اب یہاں ان کا پارہ چڑھ رہا ہے، غصہ بڑھ رہا ہے کہ مجھے دعوت دے کر بلایا اور کوئی پوچھنے والا ہی نہیں، لکھا ہے کہ اس قدر غیظ وغضب کا عالم تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ غصہ سے پھٹ پڑیں گے، اس کے بعد شیخ مدینؒ ان کی جانب متوجہ ہوئے، اور ان کو بٹھایا، اور شیخ مدینؒ نے ان سے یہ سوال کیا کہ بتلایئے اگر کوئی شخص بندہ ہوکر اللہ کے بندوں سے اللہ جیسی تعظیم چاہے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ علامہ دہلانؒ نے کہا یہ تو شرک ہے، شیخ مدین نے کہا کہ پھر آپ سچ بتلایئے کہ جب ہم لوگ سر نیچے کئے ہوئے بیٹھے تھے آپ کو غصہ آرہا تھا یا نہیں اور آپ ہم لوگوں سے ادب کے متمنی تھے یا نہیں؟ بس ان کا یہ پوچھنا تھا کہ علامہ دہلان بہت متأثر ہوئے اور فرمایا کہ تم لوگ گواہ رہو اب تک میں مشرک تھا آج شیخ کے ہاتھ پر مسلمان ہورہا ہوں۔ ع

جس بزم میں گئے اسے میخانہ کردیا

اس اثنا میں شیخ نے ان کی طرف خاص توجہ کی، پھر وہ طریق میں داخل ہوئے اور مقامات سلوک طے کیا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اصل میں مجھے یہی بیان کرنا تھا کہ جب کسی کو اللہ تعالیٰ علم دین اور علم حدیث سے مشرف فرماتے ہیں اور علم حدیث کی خدمت کی توفیق مرحمت فرماتے ہیں تو اللہ تعالیٰ یہ بھی گوارہ نہیں فرماتے کہ وہ باطنی دولت سے محروم رہ جائے، ایک نہ ایک دن اس کو باطنی دولت سے ضرور سرفراز کرتے ہیں، جیسے علامہ دہلان حدیث شریف پڑھاتے تھے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی شرح کرتے تھے، اللہ تعالیٰ کو گوارہ نہیں ہوا کہ یہ صرف ظاہری علم تک رہیں اور باطنی علم سے محروم رہیں، چنانچہ ایسے حالات پیش آئے جن کی وجہ سے وہ صاحب نسبت ومعرفت بن گئے اور باطنی دولت سے مشرف ہوئے۔

یہ دین روکھا سوکھا نہیں ہے

بہر حال میرے دوستو بزرگو! ہمارے مرشد حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ بہت فرماتے تھے کہ یہ دین صرف روکھا سوکھا نہیں ہے بلکہ اس کے اندر تری بھی ہے، اور محبت الٰہی، نسبت الٰہی، خشوع، خضوع، مسکنت، یہ سب چیزیں دین کے اندر تری پیدا کرنے والی ہیں، اور اگر کوئی شخص دین پر خوب عمل کرتا ہے مگر اسکے ساتھ ہی ساتھ اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے، اپنی امتیازی شان سمجھتا ہے، اپنے کو بڑا عابد سمجھتا ہے، دوسروں کو ذلیل سمجھتا ہے تو یہ سب چیزیں دین سے ہٹ کر ہیں، دین وطریق سے اس کا کوئی تعلق نہیں، بلکہ آدمی دین میں جتنا بڑھے گا اتنا ہی اس کے اندر تواضع پیدا ہوگا، جتنا علم میں بڑھے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

گا اس کے اندر اتنا ہی انکسار آئے گا، اس کے اندر جھکاؤ پیدا ہوگا، حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں الٰہ آباد علماء دیوبند آتے تھے، چنانچہ متعدد باران حضرات سے بیان فرمایا کہ علم کے نافع ہونے کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ اس کے اندر جھکاؤ پیدا ہو جائے، جس طرح کوئی درخت ہے اور اس کی ٹہنیاں ہیں، جس ٹہنی پر زیادہ پھل ہوں گے اس کے اندر اتنا ہی جھکاؤ ہوگا، جس عالم کے اندر جھکاؤ ہو تو سمجھ لو کہ اس کو علم نافع حاصل ہے، اور اگر جھکاؤ نہیں ہے تو سمجھ لو علم کے ثمرات سے عاری ہے، بڑے بڑے علماء کرام کے سامنے بڑے شد ومد کے ساتھ یہ بات بیان فرماتے تھے، ماشاء اللہ حضرت مصلح الامتؒ کی یہ خصوصیت ہے کہ ان کے استاذ حضرت علامہ مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ بھی بغرض استفاضہ حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرتؒ نے ان کو خلعتِ خلافت سے نوازا۔ فللّٰہ الحمد و المنة

علم کا مقصود خشیت خداوندی ہے

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آدمی کیلئے علم سے اتنا ہی کافی ہے کہ صاحب علم اللہ سے ڈر جائے، اور اس کے جہل ونادانی کیلئے اتنا بس ہے کہ اپنے علم پر نازاں ہو۔ [اقوال سلف ۱/۹۷ بحوالہ اعیان الحجاج]

اور قرآن کریم میں بھی اہل علم کو اللہ سے ڈرنے والا بتلایا گیا ہے، چنانچہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ارشاد ہے ﴿ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰـہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ ﴾ اللہ سے تو علماء ہی ڈرتے ہیں، اس لئے میرے دوستو! اہل علم کو چاہئے کہ وہ خشوع اختیار کریں، علماء کے اندر تو خشوع ہونا ہی چاہئے، اور اگر کوئی چاہے دارالعلوم دیوبند کا فارغ نہ ہو، مظاہر علوم سہارنپور کا فارغ نہ ہو، یا کسی بھی مدرسہ کا فارغ نہ ہو لیکن اس کے اندر خشیت خداوندی ہے تو اس کو علم کا مقصود حاصل ہے، اور اگر علم ہونے کے باوجود اس کے اندر نخوت ہے، کبر ہے اور دیگر اخلاقی بیماریوں میں مبتلا ہے تو پھر میرے دوستو! ایسا شخص جاہلوں سے بھی گیا گذرا ہے.... ع

علمے کہ راہ حق نماید جہالت ست

یعنی وہ علم جو کہ سیدھی راہ نہ دکھلائے وہ جہالت ہے۔

اس بنا پر علم کا نفع دراصل یہی ہے کہ قلب میں خشیت پیدا ہو جائے، اور جتنی معرفت بڑھے گی اتنی ہی خشیت بڑھے گی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''وَ اللہِ انی لاعلمھم باللہ و اشدھم لہ خشیۃ '' [بخاری ومسلم] اللہ تعالیٰ کی قسم مجھے اللہ تعالیٰ کی معرفت اور علم لوگوں میں سب سے زیادہ حاصل ہے اسی وجہ سے خوف وخشیت بھی مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ حاصل ہے۔

صبح میں نے بیان کیا تھا کہ عبادت کا حاصل معرفت ہے اور معرفت کا حاصل خشیت ہے، جب معرفت ہوگی تو خشیت بھی آئے گی، اس بنا پر ان

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

چیزوں کے حاصل کرنے کا بھی اہتمام ہم سب کو ہونا چاہئے۔

اعمال پر جن جزاؤں کا اللہ نے وعدہ فرمایا ہے

ان جزاؤں کا استحضار بھی ہونا چاہئے، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شاہجہاں کے وزیر شیخ فرید کو لکھا کہ جس طرح اعمال کو مستحضر رکھتے ہو اسی طرح جزاؤں کو مستحضر رکھو، تاکہ تمہارے اعمال میں اثر و نشاط پیدا ہوجائے اور اعمال کی طرف رغبت پیدا ہوجائے، جب جزائیں سامنے ہوں گی تو پھر عمل کرنے میں آسانی ہوگی، جیسے دوا کتنی ہی کڑوی ہو لیکن چونکہ معلوم ہے کہ اس کے استعمال سے کھانسی یا اور کوئی جو بیماری ہوگی وہ دور ہوجائے گی، آرام مل جائے گا، راحت ہوجائیگی تو پھر اس کو استعمال کرنے میں پس و پیش نہیں کرتا، اس دوا کی کڑواہٹ برداشت کرتا ہے کیونکہ اس کی جزاء کو سامنے دیکھ رہا ہے، اس لئے کڑواہٹ کے باوجود اس دوا کو پی لیتا ہے، اسی طریقہ سے میرے دوستو! جب کسی عمل کی جزا مستحضر ہوگی اور اس کو یقین ہوگا کہ اس عمل پر اللہ تعالیٰ مجھے یہ بدلہ عنایت فرمائیں گے تو پھر اس کا عمل کرنا آسان ہوجائے گا۔

مدینہ منورہ کے فیوض و برکات ہندوستان میں

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم و محدث تھے،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

انہوں نے اپنی تحریروں سے کایا پلٹ کر رکھ دی، بہت زبردست صاحب نسبت بزرگ تھے، آپ کی اس نسبت کا عکس آپ کی تحریروں میں آیا تھا، جس کی وجہ سے لوگ پڑھ کر متأثر ہوتے تھے، آپ ہی کے ہم عصر مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں، دونوں نے بہت زبردست کام کیا، شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ مدینہ منورہ میں تھے، آپ کے شیخ عبدالوہاب متقیؒ نے کہا کہ ہندوستان تمہارا پیاسا ہے لہٰذا وہاں چلے جاؤ، وہاں پر اشاعت دین کی ضرورت ہے، اور یہ کام اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ سے لے گا، شیخ نے عرض کیا کہ حضرت اگر میں یہاں سے چلا جاتا ہوں تو پھر مدینہ منورہ کے فیوض و برکات سے محروم ہو جاؤں گا، فرمایا نہیں ہرگز محروم نہ ہو گے وہاں پر رہ کر بھی یہاں کی پوری پوری رحمت اور یہاں کے فیوض و برکات تم کو ملیں گے، بہرحال اپنے شیخ کے حکم پر ہندوستان چلے آئے اور پھر کتنا زبردست کام کیا۔

اجرت بقدر مشقت ہوتی ہے

بہرحال میں یہ کہہ رہا تھا کہ جزاء کو مستحضر رکھنے سے عمل کی طرف رغبت اور اس میں سہولت ہوتی ہے، مثلاً تراویح ہے، اس کو ادا کرنے میں کچھ نہ کچھ تو محنت و مشقت ہے ہی، جوانوں کو کم اور بوڑھوں کو کچھ زیادہ، ''الاجرۃ بقدر المشقۃ'' یعنی اجرت بقدر مشقت ہوتی ہے، لیکن جب اس کا بدلہ اور ثواب

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مستحضر رہے گا تو پھر اس محنت و مشقت کی کوئی حیثیت نہیں رہ جائے گی، اور بالکل آسان معلوم ہوگی، چند دن کیلئے اگر ہم اپنی شہوات کو ترک کردیں گے تو پھر ہم اپنی مرضی و شہوت کے مطابق آخرت میں مزے کریں گے، کل میں نے کہا تھا کہ ''چار دن کی چاندنی پھر اندھیری رات'' یہاں خوب مزے کرلو، گل چھرے اڑا لو ﴿كُلُوْا وَ تَمَتَّعُوْا قَلِيْلاً اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ﴾ [سورۂ مرسلات: ۴۶] (تم کسی قدر کھالو اور فائدے اٹھالو بیشک تم گنہگار رہو) لیکن اگر تم یہاں کی شہوات کو ترک کردو گے تو پھر تمہارے لئے یہ کہا جائیگا ''چار دن کی اندھیری اور پھر اجالی رات ہے'' وہاں پر مزے ہی مزے ہوں گے، پھر تم سے کہا جائیگا ﴿كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا هَنِيْئاً بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ [سورۂ مرسلات: ۴۳] یعنی اپنے اعمال کے صلہ میں خوب مزے سے کھاؤ پیو۔

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

بہر حال میں یہ کہہ رہا تھا کہ یہاں کی صرف چار روز کی چاندنی ہے اور پھر تو اندھیری رات ہے، دائمی راحت و سکون آخرت میں ملے گا، اسی کے متعلق حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ یہ آیت تلاوت فرماتے تھے ﴿كُلُوْا وَ تَمَتَّعُوْا قَلِيْلاً اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ﴾ اور یہ بھی فرماتے تھے: ''امروز خوش است ولکن فردا خوش نیست'' یعنی مجرموں کیلئے آج کا دن تو اچھا ہے لیکن کل کا دن اچھا نہیں ہے، حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ یہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہتے تھے اور روتے تھے، چونکہ آخرت کا خوف رکھتے تھے اس لئے اس قسم کے مضامین سے متأثر ہوتے تھے اور روتے تھے، حضرت مصلح الامت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے اس حال کو بکثرت بیان فرماتے تھے۔

ایمان کی تجدید کرتے رہنا چاہئے

بہرحال میرے دوستو بزرگو! اللہ تعالیٰ کا یہ دین سراسر خیر ہی خیر ہے، ہم جتنا اس دین کو اختیار کریں گے ہمیں دینی اور دنیوی ہر قسم کی خیر ملے گی، عافیت ملے گی، سب سے بڑھ کر اللہ کی رضا نصیب ہوگی، ہم اس کا اقرار کریں کہ ہم سوائے اسلام کے کسی اور دین سے راضی نہیں ہیں، لفظ دین؛ حق اور ناحق دونوں پر بولا جاتا ہے، اسلام پر بھی دین کا اطلاق ہوتا ہے اور غیر اسلام پر بھی، جیسے یہود و نصاریٰ کا دین، اور مجوسی کا دین وغیرہ، لیکن ہم وہ دین چاہتے ہیں جو اللہ کی مرضی کا دین ہو، وہ دین دین اسلام ہے، ”رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْناً وَّ بِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا“ [مشکوٰۃ/۳۳] یہ معمولی حدیث نہیں ہے، حضرت عمرؓ اس کا تکرار فرماتے تھے اسلئے کہ اس کا بہت ثواب ہے، اسلئے اس کا ورد رکھنا چاہئے، اس کا مطلب یہ ہے کہ: اے اللہ! ہم راضی ہیں آپ سے رب ہونے کے اعتبار سے، اور اسلام سے راضی ہیں دین ہونے کے اعتبار سے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے راضی ہیں نبی ہونے کے اعتبار سے“

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یہ ایمان کی تجدید ہے، تجدید ایمان کرتے رہنا چاہئے اور ایمانیات کا استحضار کرتے رہنا چاہئے مثلاً ''البعث حق والوزن حق والسوال حق والحوض حق والصراط حق والجنۃ حق والنار حق'' یہ سب چیزیں ایمانیات سے ہیں لہٰذا ان کو زبان سے کبھی کبھی کہتے رہنا چاہئے کہ جنت حق ہے، نار حق ہے، مرنے کے بعد زندہ ہونا حق ہے اور نامۂ اعمال کا تولا جانا حق ہے اور سوال کیا جانا حق ہے اور حوض کوثر حق ہے اور پل صراط حق ہے، یہ سب عقائد کی باتیں ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب لوگوں کو عقائد اہل سنت والجماعت پر باقی رکھے اور ہمارے بچوں کو بھی، ہمارے گھر والوں کو بھی اسی پر قائم ودائم رکھے۔ آمین

خلاصۂ کلام

بہرحال شروع میں میں نے جو سورت پڑھی تھی اب اس کا صرف ترجمہ کردیتا ہوں، ﴿وَ الْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ﴾ ''قسم ہے زمانہ کی، بیشک تمام انسان یقیناً خسارے میں ہیں،'' زمانہ کی ایک اہمیت ہے جس طرح مکان کی اہمیت ہے، اس بنا پر اللہ تعالیٰ نے زمانہ کی قسم کھائی، اس کی اہمیت کے لئے اللہ کا قسم کھانا ہی کافی ہے، پھر اور تاکید '' اِنَّ '' کے ذریعہ کردی، کہ بیشک تمام انسان گھاٹے میں ہیں، خسارہ میں ہیں، اللہ نے انسان کو پیدا فرمایا وہ یہ فرمارہے ہیں، اس لئے وہ اس امر کو بخوبی جانتے ہیں، ہمارے آپ کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہنے سے کچھ نفع بھی نہیں ہوگا کہ گھاٹے میں نہیں ہیں، اللہ جب کہہ رہا ہے تو وہی حق ہے اسلئے اس کو لامحالہ ماننا ہی پڑے گا، پھر کون سے انسان گھاٹے سے نکل گئے اللہ خود ہی اس کو بتلا رہے ہیں ﴿ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ﴾ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے، آخرت پر، دین پر، مرنے کے بعد زندہ ہونے پر، پل صراط پر، جنت اور دوزخ پر، اور یہ دوزخ اور جنت مخلوق ہیں، متوہم نہیں ہیں، رمضان مبارک سے پہلے جنت کو سجایا جاتا ہے، جیسے مہمان کیلئے گھر کو صاف ستھرا کر کے سجایا جاتا ہے۔

اس سورہ میں پہلے اللہ نے تمام انسان کو خسارے میں ہونے کو بتلایا، اس کے بعد ان لوگوں کو بتلایا گیا جو خسارے سے نکل گئے وہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے، ایمان میں ایمان بالرسل، اور ایمان بالکتب، ایمان بالملائکہ سب داخل ہیں، جتنی ایمان کی چیزیں ہیں اور غیب سے متعلق جتنی چیزیں ہیں سب داخل ہیں، ایمان کہتے ہیں ''تَصْدِیْقٌ بِمَا جَاءَ بِهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ قَطْعاً'' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو چیزیں یقیناً لائے ہیں ان کی تصدیق کرنا ضروری ہے، جیسے قرآن وغیرہ۔

بہر حال خسارہ سے نکالنے والی چیزوں میں پہلی چیز ایمان لانا ہے، اور اس کے بعد ﴿ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ﴾ اور جنہوں نے عمل صالح کیا، خسارے سے بچنے کے لئے دوسری چیز بیان فرما رہے ہیں کہ عمل صالح کرنے سے انسان خسارے سے نکل جائیگا، اعمال صالح سے مراد صرف روزہ نماز

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وغیرہ نہیں ہے بلکہ عبادات کے ساتھ معاملات کی درستگی بھی داخل ہے، حسن معاشرت بھی داخل ہے، باطنی اعمال جسے اخلاق حسنہ کہا جاتا ہے وہ بھی اس میں داخل ہیں، جب یہ سب کروگے تو خسارہ سے نکلو گے، پس یہ دو چیزیں تو لازمی ہیں یعنی ایمان اور عمل صالح پہلے انفرادی طور پر ان دونوں کو اختیار کرلو اور اس پر عمل پیرا ہو جاؤ تو پھر اسی پر رُکے ہوئے مت رہو بلکہ آگے بڑھو اور حق بات کی طرف لوگوں کو بلاؤ ﴿ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ﴾ حق بات کی ایک دوسرے کو وصیت کرو، وصیت سے مراد تاکیدی طور پر امر کرو کہ بھائی دیکھو ایمان لاؤ، عمل صالح کرو، اخلاق درست کرو، نماز پڑھو، زکوٰۃ دو، روزہ رکھو، حج کرو، وغیرہ وغیرہ، اس کے بعد اگر تم کو پریشانی آئے، لوگوں کی سخت باتیں سننا پڑے تو اس سے گھبرانا نہیں بلکہ ﴿ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴾ صبر کی تلقین کرو، صبر سے مراد یہ ہے کہ اس سلسلہ میں اگر تم کو کوئی مصیبت و پریشانی پیش آوے تو صبر کرو، مگر اپنے کام کو نہ چھوڑو۔

بہرحال یہ چار چیزیں ہیں خسارہ سے نکلنے کی، ایمان، عمل صالح، تواصی بالحق اور تواصی بالصبر، اس کیلئے تو بہت تفصیل کی ضرورت ہے مگر شروع میں جو باتیں بیان ہوگئیں وہ چاہے ضمناً ہی بیان ہوئی ہوں اور تمہیداً ہی بیان ہوئی ہوں لیکن ہم سب لوگوں کیلئے مفید ہیں اس بنا پر بیان کردیا، دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی عمل کی توفیق دے اور آپ حضرات کو بھی۔

و آخر دعوانا أن الحمد للّٰہ رب العالمین ۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دعا کیجئے:

الحمدلله رب العالمین ، والصلاۃ و السلام علیٰ سید الاولین والاٰخرین وعلیٰ اٰله واصحابه اجمعین ،

اللهم صل علی سیدنا و مولانا محمد وعلی آل سیدنا ومولانا محمد وبارك وسلم ، ربنا لاتزغ قلوبنا بعد إذ هدیتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك أنت الوهاب ،

یا اللہ! ایمان کامل عطا فرما، عمل صالح کی توفیق مرحمت فرما، تواصی بالحق تواصی بالصبر کی توفیق مرحمت فرما، یا اللہ! ہر قسم کی خیر اور بھلائی عطا فرما، رمضان شریف اور قرآن شریف کے فیوض و برکات سے مالا مال فرما، جو حضرات بھی عمرہ کے لئے گئے ہوئے ہیں یا اللہ! ان کے عمروں کو قبول فرما، ان مقامات متبرکہ میں جو عمل ہورہے ہیں ان کو قبول فرما، جو دعائیں ہورہی ہیں انہیں قبول فرما، یا اللہ! ہم سب لوگوں پر جو آفتیں اور بلائیں ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں ان کو دور فرما، یا اللہ! ہر قسم کی خیر اور بھلائی سے عافیت دائمہ عطا فرما، یا اللہ! ہماری اصلاح فرما، نفوس کا تزکیہ فرما، اپنی محبت اور نسبت سے سرفراز فرما۔

ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم وتب علینا انك انت التواب الرحیم ، سبحان ربك رب العزة عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمدلله رب العالمین ،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وَ الْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ

بر دلِ سالک ہزاراں غم بود
گر ز باغِ دل خلالے کم بود

اصلاح نفس کا طریق

۱۲ ر رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ مسجد دار العلوم کنتھاریہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

خلاصۂ وعظ

ہم دنیا میں اسی لئے پیدا کئے گئے ہیں کہ اس مادّہ کی اصلاح کر کے اور قلب کو سنوار کر کے، اس کو درست کر کے اللہ کے سامنے پیش کئے جانے کے لائق کر دیں، خوب سمجھ لیجئے کہ جس قلب کو قلب بنانا مطلوب ہے وہ قلبِ ملکوتی ہے، جس کی طرف حضرات مشائخ کی توجہ رہتی ہے، اور اللہ کی نظر اسی قلب پر رہتی ہے، اسی کی اصلاح و فساد پر سارے معاملہ کا دارومدار ہے، اور ایک قلب وہ ہے جس پر ڈاکٹر لوگ ریسرچ کرتے ہیں، وہ قلب ملکی ہے جس پر ظاہر بینوں کی نظر ہوتی ہے، مگر قلب ملکوتی پر اللہ والے خوب محنت کرتے ہیں ان کی نگاہ اس قلب پر ہوتی ہے جس پر اللہ کی نگاہ ہے، جس پر سعادت کا مدار ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے مخصوص کر رکھا ہے، تجلی گاہ خداوندی ہے، جس میں کسی کے دخل کو اللہ گوارہ نہیں کرتا، اسی بنا پر اللہ تعالیٰ ہر اس گناہ کو معاف کر دیں گے جو دیگر اعضاء کریں گے لیکن قلب سے جو شرک و کفر کا گناہ ہوگا اس کو اللہ معاف نہیں کریں گے، کہا جائے گا کہ اس قلب کو تم ٹھیک نہیں کر سکے، سنبھال نہیں سکے، لہٰذا سیدھے جہنم میں جاؤ، تمہاری جگہ جنت نہیں جہنم ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نُؤْمِنُ بِهٖ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ ، وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِيَ لَهٗ، وَ نَشْهَدُ أَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَشَرِيْكَ لَهٗ ، وَ نَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ،صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ عَلٰى آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَ اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّاتِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا، أَمَّابَعْدُ !

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿ وَ الْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴾ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ ،

دوستو، بزرگو اور عزیزو! اس سورت کی تلاوت کل بھی میں نے کی تھی اور میں کہہ چکا ہوں کہ جتنی بار بھی قرآن کی آیات اور اس کی سورتوں کی تفسیر بیان ہو وہ کم ہی ہے، جب اللہ تعالیٰ ہمارے دل میں اس کی اہمیت ڈال دے،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عظمت پیدا فرمادے، اس پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمادے اسکے بعد اگر آدمی بس کرے تو ایک بات بھی ہے، اگر کسی کو کوئی بیماری ہے تو وہ مسلسل علاج کرتا ہی رہتا ہے، کسی کو اگر بخار ہو جاتا ہے تو یہ نہیں کہ دو تین دن کے بعد وہ دوا چھوڑ دیتا ہے، بلکہ اگر تین مہینے تک بخار رہتا ہے تو تین مہینے تک مسلسل دوا چلتی رہتی ہے، اسی طرح اگر کوئی اور مہلک بیماری ہے اور سالہا سال تک اچھی نہیں ہوتی تو اس کیلئے سالہا سال تک دوا جاری رہتی ہے۔

اسی طریقہ سے ہمارے اندر جو باطنی بیماریاں ہیں ان کی اصلاح کی ضرورت ہے، ان کے علاج کی ضرورت ہے، جب تک علاج نہ ہو جائے اس وقت تک بے اعتنائی اور بے توجہی کرنا کسی طرح جائز نہیں ہے۔

سالک کے دل میں بے چینی سی رہتی ہے

اسی بنا پر ہمارے بزرگان دین اخیر تک اپنی اصلاح کی فکر رکھتے ہیں اور غافل نہیں ہوتے ، میں اکثر کہا کرتا ہوں کہ حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کوئی بات اصلاح کے سلسلہ میں کہنی ہوتی تھی تو عموماً تہجد کے وقت ہم لوگوں کو بلاتے تھے اور فرماتے تھے کہ دیکھو! یہ بات پہلے اپنے سے کہا ہے پھر تم لوگوں سے کہتا ہوں، لہٰذا اب خانقاہ میں جا کر فلاں فلاں سے یہ بات کہو، حضرتؒ خود اپنی اصلاح کی فکر رکھتے تھے اگر ذرا بھی کمی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

محسوس فرماتے تو بے چین ہو جاتے تھے کیونکہ سالک کے قلب میں ایک بے چینی سی رہتی ہے ؎

بر دلِ سالک ہزاراں غم بود
گر ز باغِ دل خلالے کم بود

سالک کے دل پر ہزاروں غم رہتے ہیں اگر اس کے باغ دل میں سے ایک خلال کے برابر کمی ہو جاتی ہے تو اس کو اس کا بھی رنج ہوتا ہے۔

خلال کتنی چھوٹی سی چیز ہوتی ہے، جس سے دانت کی صفائی کی جاتی ہے مگر اب اس زمانہ میں خلال جانتے ہی نہیں، آپ کھانے کے بعد کہئے کہ خلال لے آؤ تو اس کے خیال میں بھی نہیں آتا کہ خلال بھی کوئی چیز ہے، اس لئے کہ خلال فارسی لفظ ہے۔

غفلت دین کی تباہی و بربادی کا سبب ہے

بہر حال ہر شخص کا یہی حال ہونا چاہئے کہ وہ اپنی اصلاح سے کبھی غافل نہ ہو، جس طریقہ سے دنیوی خزانہ کی دیکھ بھال کرتا رہتا ہے کہ اس میں کمی نہ ہو جائے، اس کے اندر گھن نہ لگ جائے، کیڑے نہ لگ جائیں، کتابوں کی حفاظت کرنی پڑتی ہے، لکڑی تک کی حفاظت کرنی پڑتی ہے، در و دیوار کی حفاظت کرنی پڑتی ہے، اگر غفلت ہو جاتی ہے تو در و دیوار کو کیڑے اور دیمک کھا جاتے ہیں، اگر غفلت برتی جاتی ہے تو بڑی سے بڑی عمارت کو بھی یہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نیست و نابود کردیتے ہیں اور بڑے سے بڑا خزانہ بھی ختم ہوجاتا ہے، اسی طرح سے ہمیں اپنی اور اپنے دین کی، اپنے اخلاق کی حفاظت کرنا بہت ضروری ہے، اگر ہم اس کی جانب سے غافل رہے تو یہ غفلت ہمارے ایمان اور ہمارے دین کی تباہی و بربادی کا سبب بن جائے گی اسکی وجہ سے ہمارے اخلاق بد سے بدتر ہوجائیں گے۔

ایک مثال سے وضاحت

ہم لوگ کل دارالعلوم ماٹلی والا بھروچ گئے تھے، افطار بھی وہیں کیا تھا، تو مولانا اقبال صاحب ٹنکاروی کہہ رہے تھے کہ یہاں کے جو اصل ذمہ دار ہیں وہ ساؤتھ افریقہ میں رہتے ہیں لیکن جب بھی آتے ہیں تو تمام عمارتوں کا برابر معائنہ کرتے ہیں، دیکھتے ہیں کہ کہیں کوئی خرابی تو نہیں آگئی ہے، اگر کوئی خرابی دیکھتے ہیں تو خود اس کی اصلاح کراتے ہیں، خود اس کی مرمت کراتے ہیں، تب کہیں جاکر وہ عمارتیں محفوظ رہتی ہیں، اگر کسی عمارت کو آپ یوں ہی چھوڑ دیجئے، اس میں کوئی نہ رہے، اس کی مرمت نہ ہو تو سو سال کے بجائے دس سال ہی میں وہ عمارت برباد ہوجائے گی۔

غفلت کا نتیجہ

جب ظاہری عمارت کا یہ حال ہے تو پھر باطنی عمارت میں جب غفلت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

برتی جائے گی تو اس کا کیا حال ہوگا، جب کہ شیطان اور نفس ہر وقت ہمارے درپے ہیں، اللہ تعالیٰ نے جیسے روح اور فرشتہ کو ہمارے ساتھ کیا ہے اسی طرح نفس اور شیطان کو بھی لگا رکھا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمارے اندر ایک مادہ رکھا ہے اس مادہ کو ہم رذیلہ بھی بنا سکتے ہیں اور حمیدہ بھی بنا سکتے ہیں، اگر روح اور فرشتہ کا تصرف اس پر قوی ہوگا تو وہ مادہ حمیدہ ہو جائے گا، اور اگر غفلت برتی جائیگی اور شیطان اور نفس کو ڈھیل دیا جائیگا اور اس مادہ پر ان کا تصرف قوی تر ہو جائیگا تو پھر وہ مادہ رذیلہ ہو جائے گا۔ بلکہ اس مصرع کا مصداق ہو جائیگا۔ ع

اگر گھٹے تو شیاطین کو بھی ماند کرے

فرشتوں سے آگے بڑھنے کا نسخہ

تو میں ذکر کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اندر مادہ رکھا ہے، اس پر جیسی ہم محنت کریں گے ویسا ہی پھل پائیں گے، جیسے مادّہ موم ہے، آپ اس سے مسجد کی شکل بھی بنا سکتے ہیں، اور اسی سے مندر بھی بنا سکتے ہیں، اسی سے تاج محل بھی بنا سکتے ہیں اور اسی سے کعبۃ اللہ بھی بنا سکتے ہیں، بنانے والے پر منحصر ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جو مادہ دے رکھا ہے اس مادہ کو صحیح رخ پر ڈال کر آپ فرشتہ صفت بھی بن سکتے ہیں بلکہ فرشتہ سے بڑھ سکتے ہیں اور اگر غلط رخ پر ڈال دیا تو پھر برائیوں میں شیطان کو بھی ماند کر سکتے ہیں۔ اگر آپ اس مادہ کو مدبّر کریں گے تو اس کی اصلاح ہوگی، اور وہ کہاں سے کہاں پہنچ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جائے گا، آپ کو معلوم ہے کہ ''حنظل'' (ایلوا) جس کا مزہ بھی کڑوا اور جس کی بو بھی کریہہ و ناپسند ہوتی ہے لیکن جب اس کو مدبّر کیا جاتا ہے تو کشتہ بن جاتا ہے جس سے بہت سے امراض کا علاج کیا جاتا ہے، اسی طرح سانپ کا زہر ہے جب اس کو مدبّر کیا جاتا ہے تو سانپ کاٹے ہوئے کیلئے شفاء ثابت ہوتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ مادہ دیا ہے تاکہ اس پر محنت کر کے اور اس کی تربیت کر کے فرشتوں سے بھی آگے بڑھ جائے، اور اگر محنت نہیں کرے گا تو پھر شیطان سے بھی گھٹیا اور خراب ہو جائے گا اور اس کو اسفل سافلین تک پہنچا دیگا۔

اللہ تعالیٰ نے دونوں صلاحیت دی ہے

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو بنایا تو چونکہ فرشتے ان کے مادّے سے واقف تھے، انہوں نے ہی جا کر زمین سے مادّہ اکٹھا کیا تھا، اور اس مادہ میں ان کو نافرمانی ہی نافرمانی دکھائی دے رہی تھی، اس لئے فرشتوں کو جب اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں زمین میں آدم کو خلیفہ بنا رہا ہوں تو انہوں نے اس مادّہ ہی کی وجہ سے کہا تھا کہ کیا آپ زمین میں ایسے لوگوں کو خلیفہ بنائیں گے جو زمین میں فساد مچائیں گے اور خون بہائیں گے، تو چونکہ فرشتوں نے مادّہ میں یہی چیزیں دیکھی تھیں اس لئے اللہ تعالیٰ سے اس کا اظہار کر دیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾ [سورۂ بقرہ: ۳۰] میں جانتا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہوں اس بات کو جس کو تم نہیں جانتے کہ اسی مادہ سے جیسے شیطان پیدا ہوں گے، اسی مادہ سے انبیاءؑ بھی پیدا ہوں گے، اسی مادہ سے سید الانبیاءؐ بھی پیدا ہوں گے، یعنی اسی مادہ کو جب مدبر[1] و مربّی کر دیا جائے گا تو اس سے نبی پیدا ہوں گے اور اسی مادہ کو جب چھوڑ دیا جائے گا تو شیطان پیدا ہوں گے، اب اے انسانو! یہ تمہاری استعداد کی بات ہے، اللہ نے تو تم کو دونوں ہی صلاحیت دے دی ہے، اب تم اس کی اصلاح کر کے یا تو انبیاء کے شرف سے مشرف ہو یا انبیاء کے نائبین بنو، صدیقین بنو، شہداء بنو، صالحین بنو، اور اگر تم اس کو مہمل چھوڑ دو گے تو شیطان بنو گے، فرعون بنو گے، نمرود بنو گے، بش بنو گے، جو چاہو بنو گے۔

تربیت اصل چیز ہے

حضرت مولانا عبدالغنی صاحب پھولپوریؒ خلیفہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے تھے کہ بعض آنولہ وہ ہیں جو درخت سے گرتے ہیں تو لوگ اسے جھاڑو سے جمع کر کے پنساری کی دوکان پر لے جاتے ہیں اور سستے دام پر وہ فروخت ہو جاتے ہیں، اور بعض وہ ہیں جو کوڑے خانے میں ڈال دیئے جاتے ہیں ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی مگر وہ جو

(۱) تدبیر فن طب کے ذریعہ کسی خاص طریقہ سے کسی چیز کے ضرر کے پہلو کو ختم کر کے مفید اور سبب شفاء بنائے جانے کا نام ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پنساری کی دوکان پر پہنچ جاتے ہیں ان کو کوٹا پیسا جاتا ہے اور دیگر دواؤں میں ملا کر قبض کشا اور دست آور دوا بنائی جاتی ہے، اور اسی میں کے کچھ آنولے ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو چاقو سے خوب ہی خوب کونچا جاتا ہے، اور پھر شیرے میں ڈالا جاتا ہے اس کے بعد وہ آنولہ مربیٰ ہوجاتا ہے، اسے چاندی کے ورق میں لپیٹا جاتا ہے اور شاہی دسترخوان پر رکھا جاتا ہے جو مفرح قلب و مقوی دماغ ہوتا ہے، کیونکہ اب وہ پہلے جیسا آنولہ نہ رہا بلکہ وہ مربیٰ ہوگیا، جس کے معنی تربیت یافتہ کے ہیں، چونکہ وہ آنولہ تربیت یافتہ ہوگیا، اسلئے بادشاہوں کے دربار میں رسائی ہوگئی اور ان کے دسترخوان کی زینت بن گیا، تو دیکھئے! آنولہ ایک ہی ہے لیکن اس کی کتنی شکلیں ہوگئیں، اور سب سے اچھا آنولہ وہ ہوگیا جس کو کونچا گیا اور جس کو مدبَّر کیا گیا، اس سے معلوم ہوا کہ تدبیر اور تربیت اصل چیز ہے۔ اسی سے انسان صحیح معنوں میں انسان بنتا ہے اور وہی اللہ کے قرب وقبول کے لائق بنتا ہے، چنانچہ وہی نبی بنتا ہے، وہی خطیب وامام بنتا ہے، وہی اللہ کا ولی بنتا ہے۔

اور اگر تربیت نہ ہو تو وہی شیطان بنتا ہے، اللہ کا دشمن بنتا ہے، انبیاء اور صالحین کا مخالف بنتا ہے، جس سے دوزخ رسید ہوجاتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصلاح کا مدار رسوم جاہلیت تھے

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلویؒ نے لکھا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وسلم نے اپنے اصلاحی کام کا مدار رسوم جاہلیت پر رکھا ہے، انہیں کو صاف ستھرا کر کے، پالش کر کے اور سنوار چمکا کر امت کے سامنے ایسی شریعت پیش کیا کہ کوئی بھی نبی ویسی شریعت پیش نہ کر سکا، جس کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ترکتکم علی البیضاء لیلها کنهارها لایزیغ منها بعدی الا هالک“ [مسند احمد ۱۲۶/۴] یعنی میں نے تم کو ایسے واضح مذہب پر چھوڑا ہے جس کی رات مثل دن کے روشن ہے، میرے بعد اس سے ہلاک ہونے والا ہی ہٹے گا۔

اسی بنا پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن فرمایا ”ألا کل شیء من امر الجاهلیة تحت قدمی“ [مشکوٰۃ:۲۲۵] یعنی رسوم جاہلیت میرے پیروں تلے ہے، مطلب یہ کہ رسوم جاہلیت بغیر اصلاح وتربیت کے وہ اسی لائق ہے کہ جہنم میں ڈال دیا جائے اور پیروں تلے وہ روند دیا جائے، لیکن اسی رسوم کی جب اصلاح ہو جاتی ہے تو عین شریعت ہو جاتی ہے اور وہ جنت میں لے جانے کا سبب بنتی ہے۔

جس چیز پر محنت ہوگی وہ سنور جائیگی

جیسے کسی درخت کی لکڑیاں ہوں، ان میں سے کسی لکڑی کا انتخاب بڑھئی کر لیتا ہے اور اس کو اپنے ساتھ لے جاتا ہے، بسولہ سے اس کو چھیلتا ہے، خوبصورت بناتا ہے، پھر ادھر اُدھر جوڑ جاڑ کر کسی کی کرسی بناتا ہے، کسی کی میز

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بنا تا ہے، کسی کا دروازہ بنا تا ہے، اب وہ دروازہ کسی مسجد کی زینت بنا ہوا ہے، اور اسی کے ساتھ کی دوسری لکڑیاں جس پر محنت نہیں کی گئی، اسے یونہی چھوڑ دیا گیا یا تو وہ جلا دی گئی، یا پھر یونہی پڑے پڑے دیمک کی غذا بن گئی، تو جس چیز پر محنت ہوگی، جس مادہ پر محنت ہوگی وہ مادہ سنورے گا اور جس کو یونہی چھوڑ دیا جائے گا وہ ضائع ہوجائیگا۔

اپنی استعداد کو لوگوں نے باطل کر رکھا ہے

بہر حال میرے دوستو بزرگو! آدمی جب اپنی اصلاح کرتا ہے تو کیا سے کیا ہوجاتا ہے، ہمارے حضرت مرشدی مولانا محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک مفید مضمون بیان کرتے تھے جو ''روح البیان'' میں درج بھی ہوچکا ہے، وہ یہ کہ جونپور میں ایک حکیم منظور احمد صاحب مرحوم تھے، بہت ہی قابل حکیم تھے، ان کے گھر پر سب لوگ بیٹھے تھے، سردی کا موسم تھا، کوئلہ لایا گیا اور اس میں آگ لگادی گئی اور وہ دہکنے لگا، شعلے بھڑکنے لگے اور گرمی ہوگئی، حضرت نے فرمایا کہ دیکھئے! یہ کوئلہ ادھر ادھر پڑا ہوا تھا، اس کی کوئی وقعت نہیں تھی، لیکن اس کو آپ نے جمع کیا اور اس میں آگ لگادیا اب یہ شعلے ایسے ہیں کہ بھڑک رہے ہیں اور روشنی کا بھی ذریعہ بنے ہوئے ہیں اور گرمی کا بھی سبب بنے ہوئے ہیں، لیکن اگر اس کو آپ جمع نہ کرتے اور پھر آگ نہ لگاتے تو یہ کوئلہ کوئلہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہی رہتا، نہ روشنی کا سبب بنتا اور نہ ہی گرمی کا، معلوم ہوا کہ اس کوئلہ کے اندر بھی بھڑکنے کی صلاحیت تھی لیکن آگ لگانے کے لئے کسی دوسرے کی ضرورت تھی اسی طرح ہر انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے صلاحیت رکھی ہے کہ اگر وہ اس پر محنت کرے تو محبت الٰہیہ کی گرمی اس کے اندر آسکتی ہے، مگر افسوس کہ آج اپنی استعداد کو ہم لوگوں نے باطل کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سب کے اندر استعداد رکھی ہے، جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ما من مولود الا یولد علی الفطرة " ہر مولود فطرت پر پیدا ہوتا ہے، سب کے اندر صلاحیت ہے چاہے وہ امریکہ کا ہو چاہے روس کا، اس میں صلاحیت ہے کہ اسلام کو قبول کرے، اور دین حقیقی کو تسلیم کرے لیکن "فابواه یهودانه أو ینصرانه أو یمجسانه " [مشکوٰۃ:۲۱] لیکن اس کے ماں باپ اس کو یہودی بنادیتے ہیں یا نصرانی بنادیتے ہیں یا مجوسی بنادیتے ہیں۔

اصلاح فرض عین ہے

صلاحیت سب کے اندر ہے، یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ صلاحیت نہیں ہے بالکل غلط ہے، اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اخلاق کی اصلاح کرنے کا، نفس کو پاک کرنے کا، دل کی اصلاح کرنے کا، اگر صلاحیت نہ ہوتی تو اللہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تعالیٰ اس کا حکم ہی نہیں دیتا، لہٰذا ہر آدمی کیلئے اصلاح نفس فرض عین ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ﴾ [سورۂ شمس] فلاح پائی اس نے جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا یعنی اس کو اخلاق ذمیمہ سے پاک صاف کیا، اس سے معلوم ہوا کہ سب کے اندر صلاحیت ہے کہ اس کے ذریعہ سے اپنے کو وہ سنوار سکتا ہے، اپنے کو وہ درست کرسکتا ہے۔

اسی طرح تمام کفار عرب کے اندر صلاحیت تھی، نہ کہ صرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اندر ہی صلاحیت تھی، لیکن اس صلاحیت کو کفار نے استعمال نہیں کیا، کسی کو خاندان مانع ہوا اور کسی کو اپنی امارت مانع ہوئی، کسی کو اپنا مال مانع ہوا، کسی کو جاہ مانع ہوا کسی کو کچھ مانع ہوا کسی کو کچھ، اس بنا پر کہ انہوں نے اپنے نفس کو جوں کا توں چھوڑا یعنی اصلاح میں ہاتھ نہ لگایا، اور جہنم رسید ہوگئے اور جہنم کو قبول کرلیا لیکن نفس کی اصلاح کو گوارہ نہیں کیا۔

تاج کی طمع اطاعت رسول سے مانع بنی

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر مظہری میں سورۂ منافقون کی تفسیر میں یہ واقعہ ذکر کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ سے غزوہ بنی مصطلق کیلئے تشریف لے گئے تھے اسی سفر میں دو شخص لڑ پڑے ایک مہاجرین میں کا اور ایک انصار میں کا، دونوں نے اپنی اپنی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حمایت کیلئے اپنی جماعت کو پکارا جس پر اچھا خاصا ہنگامہ ہو گیا، جب یہ خبر رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کو پہنچی تو کہنے لگا کہ اگر ان مہاجروں کو ہم اپنے شہر میں جگہ نہ دیتے تو ہم سے مقابلہ کیوں کرتے، تم ہی خبر گیری کرتے ہو تو یہ لوگ رسول کے پاس جمع ہوتے ہیں، خبر گیری چھوڑ دو، ابھی خرچ سے تنگ آکر متفرق ہو جائیں اور سب بچھڑ جائیں، اور یہ بھی کہا کہ اس سفر سے واپس ہو کر مدینہ پہنچیں تو ہم میں سے باعزت لوگوں کو چاہئے کہ بے عزت ذلیل مسلمانوں کو وہاں سے باہر نکال دیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

﴿ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ﴾ [سورۂ منافقون:۸]

[وہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہم اب مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو عزت والے وہاں سے ذلت والے کو باہر نکال دیں گے۔]

ظاہر بات ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ بات پہنچی تو بہت ناگواری ہوئی، اشراق کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکل گئے، میدانوں میں گھومنے لگے، اس کے لڑکے کو معلوم ہوا وہ حاضر ہوئے اور کہا کہ یارسول اللہ! کیا بات ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے باپ کا قول تم کو معلوم نہیں ہے؟ تم اپنے باپ سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سب کچھ بتا دیا ہے، اس نے کہا حضور! اگر آپ کہیں تو میں اس کی گردن مار کر آپ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کے سامنے لے آؤں لیکن ایک بات اور عرض ہے کہ آپ مدینہ میں جب آنے والے تھے اس سے پہلے میرے باپ کے لئے ایک تاج بن رہا تھا، بس اس میں ایک موتی کی کسر رہ گئی تھی جس کی بنا پر وہ تاج تیار نہیں ہوا، اتنے میں آپ تشریف لے آئے تو وہ حسد اور بغض کی بنا پر یہ کہہ رہا ہے اور کچھ مجبور بھی ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو معاف کر دیا، تو میرے دوستو! اس کو تاج مانع ہوا، خوب سمجھ رہا تھا کہ حضور نبی برحق ہیں، لیکن تاج کی حرص اطاعت سے مانع بنی، منصب کی طمع نے اسکو روک دیا۔

صلاحیتوں کو اجاگر کرنیکی ضرورت ہے

اس طریقہ سے میرے دوستو! صلاحیت سبھی کے اندر ہے، جب آدمی اس صلاحیت کو استعمال کریگا تو انشاء اللہ ضرور اللہ تعالیٰ اس کو فائدہ پہنچائیں گے، اس بنا پر صلاحیت کو استعمال کرنا بہت ضروری ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی صلاحیتوں کو اجاگر کر دیا، صلاحیتوں کو بروئے کار لے آئے، اس طرح صحابہ کرام کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا، نہ وہ کسی اسکول میں گئے نہ کالج میں اور نہ یونیورسٹی میں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو کتنا بڑا منصب عطا فرما دیا، تو جب آدمی اصلاح کا ارادہ کرتا ہے تو اسی مادہ میں اللہ تعالیٰ حسن پیدا فرما دیتا ہے، علم بھی عطا فرماتا ہے اور اخلاق کو بھی درست فرما دیتا ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صحبت کا اثر

اسی طرح مولانا عبدالغنی صاحبؒ یہ بھی بیان فرماتے تھے کہ دیکھو! یہ تل کیا ہے؟ اس کی کوئی وقعت نہیں، لیکن اسی تل کے روغن کو جب آپ گلاب میں رکھ دیں گے اور گلاب کی خوشبو اس میں سرایت کر جائیگی تو اب اس کو کوئی تل کا تیل نہیں کہے گا بلکہ روغن گل کہے گا، نام تک بدل گیا، تل کے تیل کی خاصیت اور ہے اور روغن گل کی خاصیت اور ہے، خوشبو بھی دونوں کی الگ الگ ہے، قیمت میں بھی نمایاں فرق ہوتا ہے، ایسا کیوں ہو گیا؟ اس لئے کہ تل نے اپنے کو نیست و نابود کر دیا، گلاب کی ماتحتی میں رہا، اس کی صحبت میں رہا، اللہ تعالیٰ نے اسکو کتنا بڑا منصب دیا۔

شیخ سعدیؒ گلستاں میں فرماتے ہیں ؎

گلے خوشبوئے در حمام روزے
رسید از دست محبوبے بدستم

ایک دن حمام میں خوشبودار مٹی ایک محبوب کے ہاتھ سے مجھ کو ملی۔

بدوں گفتم کہ مشکی یا عبیری
کہ از بوئے دل آویز تو مستم

میں نے اس مٹی سے کہا تو مشک ہے یا عبیر ہے کہ میں تیری پیاری خوشبو سے مست ہوں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بگفتا من گِل ناچیز بودم
ولیکن مدتے با گُل نشستم

اس نے کہا کہ میں تو ناچیز مٹی تھی لیکن ایک مدت تک پھول کی ہم نشین رہی ہوں۔

جمال ہمنشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

میرے ہم نشین کے جمال نے مجھ میں اثر کیا ورنہ میں وہی حقیر مٹی ہوں جو کہ تھی۔

معلوم ہوا کہ استعداد اور صلاحیت اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو عطا فرمائی ہے پس جب اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی صلاحیت پر محنت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس میں چار چاند لگا دیتے ہیں۔

ایک صاحب نے ہمارے حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ سے کہا کہ حضرت! جو ذی استعداد عالم ہوتے ہیں وہ اِدھر نہیں آتے، فرمایا کہ نہیں، بلکہ اِدھر کی استعداد ان کو نہیں ہوتی اس بنا پر اِدھر نہیں آتے، اُس استعداد کو جو اِدھر لانے والی ہے اس کو معطل چھوڑے ہوئے ہیں، الفاظ کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں، اسلئے معانی میں آنا ہی نہیں چاہتے، غور کریں کہ جب ظاہری الفاظ پر محنت کرتے ہیں تو علوم و معارف کھلتے ہیں، تو جب باطنی امور پر محنت کریں گے تو کیا معانی واسرار نہ کھلیں گے؟

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس بنا پر اس کی بھی اللہ نے استعداد دی ہے، اب اگر آدمی اس پر محنت کرتا ہے، اللہ کی طرف چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کونواز دیتے ہیں اور نہیں تو ویسے ہی مہمل کا مہمل رہ جاتا ہے، آپ دیکھ لیجئے دنیا میں کتنے لوگ ہیں، مواقع بھی ان کو حاصل ہیں لیکن بزرگوں کے پاس نہیں جاتے ان سے کوئی تعلق وربط نہیں رکھتے، جس کی بنا پر وہ استعداد دبی کی دبی ہی رہ جاتی ہے اور ابھرتی نہیں۔

آپ لوگوں کو میں نے کل سنایا تھا کہ علامہ دہلانؒ کیا تھے، کیا ان کے اندر استعداد نہیں تھی؟ استعداد تھی لیکن ابھارنے کی ضرورت تھی، چنگاری لگانے کی ضرورت تھی، پھر اس کے بعد کتنے بڑے صاحب طریق ہوئے، سلسلہ والے ہوئے، کتنے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ کہاں سے کہاں پہنچادیا، یعنی بہتوں کو صاحب نسبت ومعرفت بنادیا۔

حضرت حاجی صاحب کا طریقہ اصلاح

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ کتنے بڑے آدمی تھے، دارالعلوم دیوبند کے صدرالمدرسین تھے، جو حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کے خاص استاذ حدیث تھے، حضرت حاجی امداداللہ صاحبؒ کی طرف رجوع ہوئے تھے، مکہ معظمہ گئے، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے کہا کہ حضرت! یہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مولانا محمد یعقوب صاحب یہیں آپ کی خدمت میں رہیں گے، ہم لوگ مدینہ منورہ حاضر ہوکر آپ کی خدمت میں واپس آتے ہیں، تو حضرت حاجی صاحب نے فرمایا کہ ان سے کہئے کہ کچھ بولیں گے نہیں، ان کی اصلاح اسی میں سمجھی، جب کہ حضرت حاجی صاحب اصلاح وتربیت کے باب میں بہت نرم تھے، تاہم اصلاح کے باب میں رعایت نہ فرماتے تھے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں سب سے پہلے ﴿ الٓمٓ ﴾ فرمایا جس سے یہ تعلیم دیا کہ ان حروف مقطعات کے معنی ومطلب سمجھنے کے درپے نہ رہو بلکہ اس کے بعد کی آیات کو اپنے علم کا جولانگاہ بناؤ، اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے سکوت ہی کو سکھلایا ہے، نیستی کی تعلیم دی ہے، اسلئے کہ علم کی نیستی مال کی نیستی سے کم نہیں ہے، اس لئے کہ مال تو آدمی ظاہر ہی نہیں کرنا چاہتا مگر علم کو تو خوب ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ اب ایسی صورت میں کہا جائے کہ خاموش رہو اپنی زبان بند رکھو، اس کو تسلیم کرنا معمولی بات نہیں ہے۔ کبھی کبھی حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوبؒ کو حکم فرماتے تھے کہ خاموش رہیں، اشعار نہ سنائیں ایسا ان کی اصلاح کیلئے فرماتے تھے، اسلئے حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ نے صاف صاف مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے کہا کہ ان سے کہہ دیجئے کہ کچھ بولیں گے نہیں، اس کے بعد وہ لوگ مدینہ منورہ چلے گئے، جب واپس آئے تو حاجی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صاحب نے سب سے پہلے ان کی شکایت کی کہ ان سے ہم نے کہا تھا کہ بولیں گے نہیں، مگر ان کا یہ حال تھا کہ جب کوئی مسئلہ پوچھنے آتا تو میرے بولنے سے پہلے یہی بولنے لگتے تھے، مگر اس کے باوجود شیخ اتنا کامل تھا کہ اتنے دن ہی کی توجہ میں حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کو کہاں سے کہاں پہنچادیا اور ہندوستان آنے کے بعد معلوم نہیں کتنے لوگوں کی اصلاح ان کے ذریعہ ہوگئی۔

انسان ظلوم وجہول کی ذمہ داری

بہرحال میرے دوستو! استعداد اور صلاحیت اللہ تعالیٰ نے سب کے اندر رکھی ہے، فرشتوں کے اندر یہ صلاحیت نہیں ہے، چونکہ یہ عناصر اربعہ سے نہیں بنائے گئے بلکہ نور سے بنائے گئے اس لئے ان میں نہ روح حیوانی ہے نہ بہیمیت، ان میں صرف ملکیت ہے اور قوت بہیمیت کی کمی سے جو احوال پیدا ہوتے ہیں مثلاً بھوک پیاس وغیرہ ان سے ملائکہ پاک ہیں اسی طرح قوت بہیمی کی زیادتی سے جو احوال پیدا ہوتے ہیں مثلاً جماع کی خواہش وغیرہ ان سے بھی ملائکہ پاک ہیں، اس لئے ان کو اصلاح کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، وہ تو بنے بنائے ہیں، نور سے پیدا ہوئے ہیں، ان کو کوئی مادہ اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں دیا جس میں کچھ بھی سرکشی کا شائبہ ہو، وہ تو سب مطیع، فرمانبردار، مربیٰ بنا کر ہی پیدا کئے گئے ہیں، شیطان کا تو مادہ ہی ایسا ہے کہ وہ اصلاح کی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

طرف نہیں آئے گا، اور فرشتوں کو وہ مادہ دیا ہی نہیں گیا کہ وہ فساد کی طرف آئیں، ہم کو اللہ تعالیٰ نے ایسا مادہ دیا ہے جس میں دونوں احتمال ہے، اور اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر قوت ملکی اور بہیمی دونوں رکھا ہے اور دونوں میں ہمیشہ رسہ کشی رہتی ہے، قوت ملکی انسان کو بلندی کی طرف کھینچتی ہے اور قوت بہیمی پستی کی طرف، اور جب بہیمیت غالب آجاتی ہے تو ملکیت دب جاتی ہے اور جب ملکیت غالب آجاتی ہے تو بہیمیت دب جاتی ہے، انسان ظلوم و جہول تھا، اس لئے مان لیا اور اس مادہ کو بخوشی قبول کرلیا کہ ہم کو یہ مادہ عنایت فرمایئے، ہم اس کو درست کریں گے، ہم اس کو ترتیب دیں گے، اسکے ذریعہ ہم آپ سے خاص تعلق پیدا کرکے آپ کا قرب وقبول حاصل کریں گے، لیکن اللہ تعالیٰ نے شیطان کو پیدا کیا تاکہ ابتلاء ہو، آزمائش ہو، اس کا مقابلہ ہو اور فرمادیا کہ جو اس کے مقابلہ میں کامیاب ہوگا اس کو اللہ تعالیٰ بلند درجات عطا فرمائیں گے۔

ایک مقام پر جبرئیل امین بھی رک گئے

﴿وَلَهُمْ مَّقَامٌ مَّعْلُومٌ﴾ فرشتوں کیلئے مقام معلوم ہے، یعنی متعین ہے اس سے آگے نہیں بڑھ سکتے، لیکن انسانوں کیلئے غیر محدود مقامات ہے، اس لئے وہ فرشتوں سے آگے بڑھ سکتا ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جبرئیل علیہ السلام سے آگے بڑھ کر دکھلا دیا، چنانچہ ایک خاص مقام پر پہنچ کر حضرت جبرئیل امین رک گئے، آگے نہیں بڑھ سکے، چنانچہ بوستاں میں ہے کہ

چوں در دوستی مخلصم یافتی
عنانم ز صحبت چرا تافتی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جبرئیل! جب ہم کو دوستی میں مخلص پایا تو لگام کو کیوں آپ روک رہے ہیں۔

بگفتا فراتر مجالم نماند
بماندم کہ نیروئے بالم نماند

تو جبرئیل امین نے کہا کہ آگے چلنے کی مجھ میں مجال نہیں ہے، میں یہیں رک جاتا ہوں اسلئے کہ میرے پروں میں طاقت نہیں ہے۔

گر یکسر موئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

اگر میں ایک بال کے برابر بھی آگے بڑھوں تو تجلی کا نور مجھ کو جلا کر خاکستر کر دے گا۔

مجاہدات سے ملکیت میں اضافہ ہوتا ہے

اس مقام پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت جبرئیل کی ملکیت سے بھی بڑھی ہوئی تھی، اور اُس وقت جب کہ وحی کا آغاز ہوا تھا، غار حراء میں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت مغلوب تھی ، لیکن جب حضور نے مجاہدات کئے اس کے بعد ان کی ملکیت بشریت پر غالب آ گئی اس وجہ سے یہ معراج بھی کرائی گئی ، اور بعد میں معراج کرانیکی وجہ بھی یہ ہوسکتی ہے کہ تا کہ حضور کو ملکیت والی پوری قوت حاصل ہو جائے۔

امت محمدیہ میں ہونیکی لاج رکھنی چاہئے

بہرحال اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ مقام عطا فرمایا جس کا کوئی تصور بھی نہیں کرسکتا ، اور اللہ نے اپنے فضل وکرم سے ہم لوگوں کو ان کی امت بنایا اس کا بھی ہم کو شکر ادا کرنا چاہئے ، اسکی لاج رکھنی چاہئے ، کوئی یہ کہے کہ ہم فلاں بادشاہ کے لڑکے ہیں اور کام کرے چماروں والا تو اس کو کہنا زیب دیگا !؟ ہم دعویٰ تو کر رہے ہیں کہ امت محمدیہ سے ہمارا تعلق ہے ، اور لہو لعب میں مشغول ! فسق و فجور میں مبتلا ! عیاشی وفحاشی میں منہمک ، اور پھر دعویٰ اتنا بڑا کہ ہم امت محمدیہ سے تعلق رکھتے ہیں ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بظاہر اگرچہ ہم میں موجود نہیں ہیں لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام تعلیمات موجود ہیں ، جن کو اپنا کر ہم حضور سے رشتہ قائم کر سکتے ہیں ، جنت میں داخل ہوسکتے ہیں ، انہی تعلیمات کو اپنا کر ہماری اصلاح بھی ہوسکتی ہے ، لیکن اگر ان تعلیمات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھلا دو گے تو تمہارا کوئی درجہ نہیں رہ جائیگا ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منسلک رہنے ہی میں ہمارا درجہ ہے ، ہمارا مقام

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے، ورنہ کچھ نہیں۔

حوض کوثر سے محروم کون؟

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ﴿ اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ﴾ کہ ہم نے آپ کو کوثر دیا، کوثر کے معنی خیر کثیر کے بھی آتے ہیں، کوثر ایک نہر کا نام بھی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”حوضی مسیرۃ شھر وزوایاہ سواء وماءہ ابیض من اللبن وریحہ اطیب من المسک وکیزانہ کنجوم السماء من یشرب منھا فلا یظمأ ابداً“

[مشکوۃ/۴۸۸]

یعنی میرا حوض ایک مہینہ کی مسافت کے بقدر دراز ہے اور اس کے چاروں کنارے برابر ہیں اسکا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور اس کی بو مشک سے زیادہ خوشبودار ہے اور اس کے آبخورے آسمان کے تاروں کی طرح ہیں اور جو شخص اس کا پانی پی لے گا اس کو پھر کبھی پیاس نہیں لگے گی۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”لیردن علیّ اقوام اعرفھم ویعرفوننی ثم یحال بینی و بینھم فاقول انھم منی فیقال انک لاتدری ما احدثوا بعدک“

[مشکوۃ/۴۸۸]

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یعنی میرے پاس حوض کوثر پر کچھ ایسے لوگ بھی آئیں گے جنھیں میں پہچان لوں گا اور وہ لوگ مجھے پہچان لیں گے لیکن پھر میرے اور ان کے درمیان کوئی چیز حائل کردی جائے گی تو میں کہوں گا یہ لوگ تو میرے ہیں تو مجھ سے کہا جائیگا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے بعد ان لوگوں نے کتنی بدعات ایجاد کر لئے تھے، یعنی آپ کے طریقہ سے بالکل ہٹ گئے تھے۔

سب امت جمع ہوں گی، اس وقت اس حوض سے ایک آدمی کو ایک فرشتہ ڈھکیل کر دور کردیگا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ یہ تو میری امت میں سے ہے اسے کیوں دور کررہے ہو؟ تو کہا جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے بعد کتنی بدعات کو اس نے ایجاد کرلیا تھا، آپ کا امتی ضرور ہے لیکن آپ کے طریقہ پر نہیں رہ گیا تھا، آپ کے طریقہ سے ہٹ چکا تھا۔

چنانچہ بہت سی احادیث ایسی ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اعمال کے متعلق صراحتاً فرمایا کہ اگر ان اعمال کو کرے گا تو ہم میں سے نہیں ہے چنانچہ ایک حدیث میں ہے " **لیس منا من لم یرحم صغیرنا و لم یؤقر کبیرنا** " [مشکوٰۃ: ۴۲۳] جو چھوٹوں پر رحم نہ کرے، بڑوں کی تعظیم نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے، اور ایک دوسری حدیث میں ہے "**لیس منا من عمل بسنة غیرنا** "[فیض القدیر ۵/ ۳۸۲] جو ہمارے علاوہ کسی دوسرے طریقہ پر چلے وہ ہم میں سے نہیں ہے، معلوم ہوا کہ بہت سے اقوال، بہت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سے افعال، بہت سے اخلاق ایسے ہیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منشا کے مطابق نہیں ہیں ان پر اگر کوئی عمل کرے گا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صراحتاً فرمارہے ہیں کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

ہم لوگوں کیلئے بھی یہ ڈرنے کی بات ہے، ایسا نہ ہو کہ اس حوض پر ہم جائیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہو جائے کہ تم تو امت محمدیہ میں سے نہیں ہو، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی امان میں رکھے، حدیث شریف میں ہے ''شفاعتی لأهل الكبائر من امتی'' [رواہ الترمذی، مشکوۃ: ۴۹۴] میری شفاعت میری امت کے اہل کبائر کیلئے ہوگی، اللہ غنی! کتنی بڑی بشارت ہے، لیکن ایسے لوگ بھی ہوں گے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے وہ مستحق ہی نہیں ہوں گے، یہ کتنی بڑی وعید ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب لوگوں کی اصلاح فرمائے۔ آمین

آمدم برسر مطلب

تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ صلاحیت اللہ نے ہر شخص میں رکھی ہے اسلئے اس کو بروئے کار لانے کی فکر کرنی چاہئے، اور جب فکر ہوگی تو اس کی حفاظت کا اہتمام کریگا اور جب اس میں کمی محسوس کریگا تو اس کو غم وحزن ہوگا، چنانچہ کسی نے خوب کہا ہے ؎

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بر دلِ سالک ہزاراں غم بود
گر ز باغِ دل خلالے کم بود

سالک کے دل پر ہزاروں غم رہتے ہیں، تلاوت نہیں کیا تب غمگین، ذکر نہیں کیا تب غمگین، مراقبہ نہیں کیا تب غمگین، کسی کے ساتھ کوئی بدسلوکی کر دیا، سخت سست کہہ دیا تب غمگین ہوجاتا ہے، یہ غم اس کو آخرت کی کامیابی تک لے جاتا ہے، یہ غم معمولی چیز نہیں ہے، اسلئے کہ غم وحزن ہی سے قلوب کو جلاء وروشنی ملتی ہے اسلئے کہ بعض مصلحین ومرشدین اپنے مریدین کو اصلاح کیلئے بالقصد غمگین اور حزین کرتے ہیں تا کہ وہ طریق میں آگے بڑھے اور ترقی کرے، جیسا کہ صاحب دلیل الفالحین نے شرح ریاض الصالحین میں لکھا ہے ”ما جلیت القلوب بمثل الاحزان ولا استنارت بمثل الفکرۃ“ [دلیل الفالحین ۱/۵] یعنی حزن سے بڑھ کر کوئی شئی قلب کو جلا بخشنے والی نہیں اور فکر سے زیادہ کوئی چیز قلب کو روشنی بخشنے والی نہیں۔

میں ”سالک“ کی جگہ ”والد“ کہہ دیتا ہوں

میں کثیر الاولاد ہوں تو میں ”سالک“ کی جگہ کبھی ”والد“ کہہ دیتا ہوں، ”بردل والد ہزاراں غم بود“ کیونکہ کوئی لڑکا بحرین میں ہے، تو کوئی لڑکا ریاض میں ہے، کوئی لڑکی قطر میں ہے، تو کئی لڑکیاں ہندوستان ہی کے میں مختلف

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

شہروں میں ہیں، تو خیال رہتا ہے کہ معلوم نہیں کون کس حال میں ہے، کسی کی کوئی تکلیف یا بیماری سننے میں آتی ہے تو دل متأثر ہوتا ہے غمگین ہوتا ہے اسلئے کبھی کبھی کہہ دیتا ہوں کہ دیکھو! اس فارسی شعر میں شاعر نے ''سالک'' کہا ہے لیکن میں اس کی جگہ ''والد'' کہہ دیتا ہوں ؎

بر دلِ والد ہزاراں غم بود
گر ز باغِ دل خلالے کم بود

یعنی کسی اولاد کو کوئی پریشانی آتی ہے تو والد کو رنج ہوتا ہے۔

اکل طیبات سے عمل صالح کی توفیق ہوتی ہے

بہرحال میرے دوستو! قلب کی حفاظت کی بہت ضرورت ہے، حفاظت القلوب کی بہت بڑی اہمیت ہے، معدہ کے اندر ایسی غذا نہ آنے دو جو قلب کی غذا کے مناسب نہ ہو، جب نامناسب غذا معدہ میں جائے گی تو قلب کے اندر کدورت پیدا ہوگی، اس کے اندر ظلمت پیدا ہوگی، اس بنا پر حلال طیب غذا کے استعمال کو لازم کرو تو قلب کی حالت درست رہے گی اور قلب کو اس کے مناسب غذا پہنچانے کی فکر کرو، اللہ کا ذکر، تلاوت کلام اللہ، صدق مقال، صدق فعال، صدق اعتقاد، یہ سب ایسی چیزیں ہیں جو قلب کو صالح غذا پہنچاتی ہیں اور اگر قلب میں حرام چیزیں گئیں تو وہ ظلمت کا سبب بنیں گی، کدورت کا سبب بنیں گی، اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور سارے انبیاء کرام سے فرمایا﴿ یٰٓاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحاً ﴾ (سورۂ مؤمنون:۵۱) اے رسولو! طیبات میں سے کھاؤ اور عمل صالح کرو، طیب مال کھانے سے صالح خون بنے گا اور صالح خون سے ذکر اللہ اور عمل صالح کی طرف تمہاری رغبت ہوگی۔

سیدنا عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ طیبات کے کھانے سے عمل صالح کی توفیق ہوتی ہے۔

بہر حال اللہ تعالیٰ نے ہم کو جو صلاحیت دی ہے، اگر ہم اس کو بروئے کار لانا چاہتے ہیں تو سنت کے مطابق اس کی تعلیم کریں اس کی تربیت کریں، اللہ سے دعا بھی کرتے رہیں کہ اے اللہ! آپ نے جو صلاحیت ہم کو دی ہے اس صلاحیت کو کام میں لانے کی ہمیں توفیق مرحمت فرمایئے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے﴿ فَاَلْھَمَھَا فُجُوْرَھَا وَ تَقْوٰھَا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا﴾ (سورۂ شمس ۸/۹/۱۰) ترجمہ: پھر اس کو بدکاری اور پرہیزگاری اختیار کرنے کی سمجھ دی کہ جس نے اپنے نفس کو پاک رکھا وہ مراد کو پہنچا اور جس نے اسے خاک میں ملایا وہ خسارے میں رہا۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے صلاحیت دی تھی، صلاحیت ایسی چیز ہے کہ فجور بھی اختیار کرسکتا تھا اور تقویٰ بھی اختیار کرسکتا تھا، اب جس نے فجور کو اختیار کیا اس نے مادّہ کو نیست و نابود اور فاسد در فاسد کردیا، اور جس نے اس مادّہ کو مزکیٰ اور مصفیٰ کردیا تو وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے سرفراز ہوگا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ذرا آزما کر دیکھ لو!

بہر حال میرے دوستو بزرگو! اللہ نے ہمیں بڑی صلاحیتیں دی ہیں، کوئلہ کے اندر جب آگ کی صلاحیت ہے، ذرا سا اس کو ہوا دینے پر وہ بھڑک جاتا ہے شعلے نکلنے لگتے ہیں، گرمی کا ماحول ہو جاتا ہے، حرارت ہو جاتی ہے، روشنی ہو جاتی ہے، تو کیا اس قلب میں جو صلاحیت ہے اس کو آتش محبت کی گرمی پہنچانے سے وہ نہیں بھڑک اٹھے گا، کر کے دیکھو، آزما کر دیکھو، کوئلہ سے زیادہ اس کے اندر بھڑکنے کی اور گرم ہونے کی اور روشنی پیدا کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔

اللہ کے ذکر سے قلب میں گرمی پیدا ہوتی ہے

حضرت مولانا محمد احمد صاحبؒ کے شیخ و مرشد حضرت مولانا بدر علی صاحبؒ فاضل جامع ازہر مصر کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوئے اور کہا کہ حضرت محبت کی گرمی قلب میں کیسے پیدا ہوگی؟ تو حضرت نے فرمایا کہ بھائی ذرا اپنے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر رگڑو، انہوں نے رگڑا، تو شیخ نے پوچھا کہ کیسا معلوم ہوتا ہے؟ کہا گرمی محسوس ہو رہی ہے، تو فرمایا ایسے ہی اپنے دل کو ذکر اللہ سے رگڑو اس سے قلب میں محبت کی گرمی پیدا ہو جائیگی، اسی طرح انہوں نے سوال کیا کہ گناہ کیسے چھوڑیں تو ارشاد فرمایا کہ حقہ کی چلم میں ہاتھ ڈالو، تو کہا کہ حضرت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس میں آگ ہے کیسے ہاتھ ڈالیں تو شیخ نے فرمایا کہ گناہ بھی آگ ہے اس لئے اپنے اختیار سے اس کے قریب نہ جاؤ۔

دیکھو! ذکر کی فضیلت میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں، مثلاً ایک حدیث میں ہے " انا جلیس من ذکرنی" [مرقات ۱۳/۳] ایک دوسری حدیث میں ہے "انا مع عبد اذا ذکرنی" [مشکوٰۃ/۱۹۹] میں اس شخص کا جلیس ہوں جو مجھ کو یاد کرتا ہے اور میں اپنے بندہ کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے، معلوم نہیں کتنی حدیثیں ہیں جو ذکر کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں، خود شیخ الحدیث صاحب نور اللہ مرقدہ نے اپنی کتاب "فضائل اعمال" میں بہت سی احادیث نقل فرمائی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں:

﴿ فَاذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِيْ وَ لَا تَكْفُرُوْنِ﴾ (سورۂ بقرہ:۱۵۲) تم مجھ کو یاد کرو میں تم کو یاد کروں گا، تم آسائش میں مجھ کو یاد کرو میں تنگی میں تم کو یاد کروں گا، راحت میں مجھ کو یاد کرو مصیبت میں میں یاد کروں گا، آسانی میں مجھ کو یاد کرو پریشانی میں میں تم کو یاد کروں گا۔

بہرحال میرے دوستو! ذکر اللہ میں بہت سے فوائد ہیں، اور ایک فائدہ تو بالکل ظاہر ہے کہ اس کی یاد سے دل مطمئن ہو جاتا ہے، خود حق تعالیٰ ارشاد فرمارہے ہیں ﴿ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾ (سورۂ رعد:۲۸)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اللہ کے ذکر سے قلوب کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

حضرت العلامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ ذکر کے متعلق فرماتے ہیں کہ ایک حدیث میں ہے: " قال رسول الله صلى الله عيله وسلم لوان رجلا فى حجره دراهم يقسمها و آخر يذكر الله لكان الذاكر منه افضل " [رواه الطبرانی] یعنی کسی کے پاس اشرفیاں ہوں اور وہ قدم قدم پر خرچ کرتا ہو اور دوسرا شخص ذکر اللہ کرتا ہو تو یہ افضل ہے، نیز علامہ کشمیریؒ نے فرمایا کہ ذکر اللہ ایسی عبادت ہے کہ جنت میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کے بعد بھی منقطع نہ ہوگا لہٰذا وہ الی الابد ہے، نیز فرمایا کہ غافل کو حیات نہیں ہے اور ذاکر کو موت نہیں ہے، نیز فرمایا کہ جب بندہ اللہ اللہ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ لبیک لبیک فرماتا ہے اور یہی تفسیر ہے اللہ کے فرمان ﴿فَاذْكُرُونِیْ اَذْكُرْكُمْ﴾ کی۔ نیز فرمایا کہ روح کو خواہ کافر کی ہو یا مؤمن کی کبھی موت نہیں ہے، لیکن اعمال حیات ذاکر کیلئے مخصوص ہیں اور غافل بمنزلہ مردہ ہے گرچہ روح باقی ہے۔

رمضان کے برکات پورے سال پر محیط ہوتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے اس ماہ مبارک میں یہ رات و دن اسی لئے دیئے ہیں تاکہ سال بھر کچھ نہیں کرتے تو کم از کم ان ایام ہی میں تو کچھ اللہ تعالیٰ کو یاد کرلو، اور ان ایام میں جتنا یاد کروگے، جتنا دل کو مانوس کروگے اس کا سال بھر اثر باقی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

رہے گا، یہ مرشدی حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ اکثر فرمایا کرتے تھے، دیکھو! رمضان کو مہمل نہ چھوڑو، اس سے دل لگاؤ اور قلب کی دولت حاصل کرو، اور جب اس ماہ میں یہ دولت حاصل ہو جائیگی تو سال بھر اس کے اثرات کو تم دیکھو گے، اس بنا پر اس کی ضرورت ہے کہ ان راتوں کو ان دنوں کو خوب کام میں لاؤ، ماشاء اللہ بہت سے حضرات ایسے ہیں جو شب و روز ذکر و تلاوت میں مشغول رہتے ہیں اور ہم تو یہ بہت بڑا مجاہدہ سمجھتے ہیں کہ رات کے اس وقت میں اتنا بڑا مجمع جاگا ہوا ہے اور دین کی باتیں سن رہا ہے، اس وقت بہت کم ایسی جگہ ہوں گی کہ لوگ جاگتے ہوں گے، ماشاء اللہ یہاں دور دور سے طالبین آئے ہوئے ہیں، روزہ رکھنا پھر اس کے بعد تراویح پڑھنا پھر اس کے بعد اتنی دیر تک وعظ سننا یہ بہت مجاہدہ کی بات ہے، اللہ تعالیٰ ضرور اس کا اجر و ثواب آپ حضرات کو مرحمت فرمائیں گے، انشاء اللہ اس سے قلب کی صفائی حاصل ہوگی، قلب کا اطمینان حاصل ہوگا، اللہ کی رضا و خوشنودی حاصل ہوگی، جو تمام نعمتوں کی اصل اور جڑ ہے۔ واللہ المعطی

قلب ملکوتی اور قلب ملکی

ہم دنیا میں اسی لئے پیدا کئے گئے ہیں کہ اس مادّہ کی اصلاح کر کے اور قلب کو سنوار کر کے، اس کو درست کر کے اللہ کے سامنے پیش کئے جانے کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لائق کردیں، خوب سمجھ لیجئے کہ جس قلب کو قلب بنانا مطلوب ہے وہ قلبِ ملکوتی ہے، جس کی طرف حضرات مشائخ کی توجہ رہتی ہے، اور اللہ کی نظر اسی قلب پر رہتی ہے، اسی کی اصلاح وفساد پر سارے معاملہ کا دارومدار ہے، اور ایک قلب وہ ہے جس پر ڈاکٹر لوگ ریسرچ کرتے ہیں، وہ قلب ملکی ہے جس پر ظاہر بینوں کی نظر ہوتی ہے، مگر قلب ملکوتی پر اللہ والے خوب محنت کرتے ہیں ان کی نگاہ اس قلب پر ہوتی ہے جس پر اللہ کی نگاہ ہے، جس پر سعادت کا مدار ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے مخصوص کر رکھا ہے، تجلّی گاہ خداوندی ہے، جس میں کسی کے دخل کو اللہ گوارہ نہیں کرتا، اسی بنا پر اللہ تعالیٰ ہر اس گناہ کو معاف کردیں گے جو دیگر اعضاء کریں گے لیکن قلب سے جو شرک وکفر کا گناہ ہوگا اس کو اللہ معاف نہیں کریں گے، کہا جائے گا کہ اس قلب کو تم ٹھیک نہیں کر سکے، سنبھال نہیں سکے، لہٰذا سیدھے جہنم میں جاؤ، تمہاری جگہ جنت نہیں جہنم ہے۔ اب دعا کیجئے:

الحمدلله رب العالمین ، والصلاة و السلام علیٰ سید الاولین والأخرین وعلیٰ الٰه واصحابه اجمعین ،

اللهم صل علی سیدنا و مولانا وعلی آل سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم ، اللهم اٰت نفسی تقوٰها و زکّها انت خیر من زکّٰها ، انت ولیّها و مولاها ،

یا اللہ! ہمارے نفوس کا تزکیہ فرما، ہمارے اخلاق کو درست فرما، رذائل کی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اصلاح فرما کر ایسی چیز پیدا فرما جو آپ کی رضا کے مطابق ہو، یا اللہ! ہم کو ذکر وفکر کی توفیق مرحمت فرما، اپنی محبت اور نسبت سے مالا مال فرما، تقویٰ کا لباس عطا فرما، تقویٰ کے زیور سے مرصع فرما، یا اللہ! یہ رمضان تقویٰ کا مہینہ ہے، ہمیں اس تقویٰ سے محروم نہ فرما، یا اللہ! ہم کو خاص طور سے اپنی باطنی نعمتوں سے مشرف فرما، یا اللہ! ہم تمام لوگوں کو ہدایت کاملہ عطا فرما، عافیت عطا فرما، یا اللہ! جو پریشانیاں ہیں ان سے نجات کلی عطا فرما، یا اللہ! دین کی اور دنیا کی عزت وآبرو کی حفاظت فرما، یا اللہ! سارے عالم میں جو تباہی و بربادی ہے اس سے ہماری حفاظت فرما، یا اللہ! مسلمان ہراساں ہیں، خوف زدہ ہیں، ان کے خوف کو دور کردے، اطمینان کامل عطا فرما، یا اللہ! ایمان کی دولت عطا فرما، قرآن کی دولت عطا فرما، تمام عالم والوں کے لئے مسلمانوں کو خیر کا سبب بنا، یا اللہ! مسلمانوں کو خیر اور رحمت کا سبب بنا، یا اللہ! مسلمان دنیا میں فساد وفتنہ کا ذریعہ نہ بنیں بلکہ صلاح ورشد کا ذریعہ بنیں ایسے اسباب مہیا فرما، یا اللہ! اپنے فضل وکرم سے ہر قسم کی خیر و بھلائی سے ہم کو مشرف فرما، اور جملہ شرور وفتن سے ہماری حفاظت فرما۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم ، سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمدللہ رب العالمین ،

☆☆☆☆☆

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ

وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا

نائبین انبیاء کی ذمہ داری

۱۳ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ مسجد دار العلوم کنتھاریہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

خلاصۂ وعظ

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں: ﴿فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا﴾ [سورۂ مریم:۵۹] اس آیت کریمہ سے قبل انبیاء کرام کا تذکرہ ہے اور ان کی خصوصیات بیان فرمائی گئی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایت دی تھی، ان کو منتخب کرلیا تھا، اور اللہ کی آیات کو سن کر وہ سجدہ ریز ہوجاتے تھے اور اس کے سامنے گریہ وزاری کرتے تھے، معلوم ہوا کہ بندہ کی خصوصی حالت یہ ہونی چاہئے کہ وہ اپنے گناہوں پر گریہ وزاری کرنے والا ہو، اللہ کے سامنے عاجزی کرنے والا ہو، اس کے سامنے جھکنے والا ہو، سجدہ کرنے والا ہو، مؤمنین مخلصین بلکہ انبیاء ومرسلین کا یہی شیوہ رہا ہے، یہی شعار رہا ہے، تو اس آیت کریمہ سے پہلے اللہ نے یہ بیان کیا پھر اس کے بعد ہم سب لوگوں کی عبرت کے لئے بیان کیا کہ یہ انبیاء اور یہ اولیاء جو ان صفات سے متصف تھے، ان کے بعد ان کی اولاد ایسی آئی جنھوں نے نماز کو ضائع کردیا، اور شہوات کی اتباع کیا۔ غور فرمایئے کہ ان کی ناخلفی کے اثبات واظہار کیلئے سب سے پہلے نماز کا ذکر فرمایا کہ انہوں نے نماز کو ضائع کردیا۔ اس سے نماز کی کیسی اہمیت وعظمت اور اس کے اضاعت کی کس قدر مذمت وقباحت ثابت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اضاعت صلوٰۃ اور اتباع شہوات سے محفوظ رکھے تاکہ افضل الانبیاء اشرف المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے ناخلف وارثین میں ہمارا شمار نہ ہو۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

☆☆☆☆☆☆☆☆

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نُؤْمِنُ بِهٖ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ ، وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِيَ لهٗ، وَ نَشْهَدُ أَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَشَرِيْكَ لَهٗ ، وَ نَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَ مَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ ، صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَ عَلىٰ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَ اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّاتِهٖ وَ سَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ،

أَمَّابَعْدُ! أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوَات فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴾ صَدَقَ اللّٰـهُ الْعَظِيْمُ [سورۂ مریم:۵۹]

دوستو بزرگو اور عزیزو! حقیقت ہے کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کے مضامین جو ہمارے لئے مفید اور نفع بخش ہیں بیان فرمایا ہے، اس بنا پر ہر قسم کے مضامین کو بیان کرتے رہنا چاہیے، معلوم نہیں کس سے کس کو کیا نفع

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہو جائے، ہر ہر آیت میں شفا بھی ہے، ہر ہر آیت میں غذا بھی ہے، فرح اور سرور بھی ہے اور خوف وخشیت بھی ہے، معلوم نہیں کب کس کو کیا اثر کر جائے، اس بنا پر برابر ہر آیت کے مضمون پر روشنی ڈالتے رہنا چاہئے۔

علماء کرام کو حالات زمانہ سے باخبر رہنا چاہئے

یوں تو ہر مسلمان کو اور خاص طور سے علماء کرام کو تو اپنے زمانہ کے حالات سے آگاہ رہنا چاہئے، جب حالات سے آگاہ ہوں گے تب ہی تو قرآن کی آیات حالات کے مطابق امت کے سامنے پیش کر سکیں گے کیونکہ قرآن پاک کو قیامت تک کیلئے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کیلئے بھیجا ہے، رہبری کیلئے بھیجا ہے، دستور العمل بنا کر بھیجا ہے، ظاہر بات ہے کہ جب تک علماء حالات کو نہیں جانیں گے، حالات کو نہیں سمجھیں گے اس وقت تک آیات کو حالات کے مطابق کیسے پیش کر سکیں گے، اسلئے صاحب کشاف جو بہت بڑے عالم ومفسر ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ مفسر کیلئے ضروری ہے کہ حالات زمانہ سے واقف ہو ورنہ اس کو تفسیر کرنے کا حق ہی نہیں ہے۔

لہٰذا جن حالات سے اپنے زمانہ میں ہم گذر رہے ہیں اسی اعتبار سے آیات کا انتخاب کرنا ہوگا، اسی اعتبار سے اس کی تشریح کرنی ہوگی، بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو چند سال پہلے نہیں تھیں ان کی تشریح آپ کیا کریں گے، آیت کے اندر ہوں بھی تو صحیح معنوں میں ان کی تشریح نہیں کر سکتے، اسلئے کہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حالات جب بدل جاتے ہیں تو احکام بھی بدل جاتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَ الْخَيْلَ وَ الْبِغَالَ وَ الْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَ زِيْنَةً وَ يَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ [سورۂ نحل: ۸] اور گھوڑے خچر اور گدھے بھی پیدا کیے تاکہ ان پر سوار ہو اور نیز زینت کیلئے بھی اور وہ ایسی ایسی چیزیں بناتا ہے جن کی تم کو خبر بھی نہیں۔ اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے سواری کے تین جانور گھوڑے خچر اور گدھے کا خاص طور سے بیان کرنے کے بعد دوسری قسم کی سواریوں کے متعلق فرمایا ﴿وَ يَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ اس آیت میں وہ تمام نو ایجاد سواریاں بھی داخل ہیں جن کا زمانہ قدیم میں وجود تھا نہ کوئی تصور، مثلاً ریل، موٹر، ہوائی جہاز، ہیلی کاپٹر وغیرہ، جو اب تک ایجاد ہو چکے ہیں۔ اور وہ تمام چیزیں بھی اس میں داخل ہیں جو آئندہ زمانہ میں ایجاد ہوں گی۔ کیونکہ تخلیق ان سب چیزوں کی درحقیقت خالق حقیقی ہی کا فعل ہے۔

سو سال پہلے نہ ہوائی جہاز کا تصور تھا اور نہ ہی ہیلی کاپٹر کا، اور اب بھی نہ معلوم کیا کیا چیزیں آئیں گی ہم سمجھ بھی نہیں سکتے، ابھی ان دس سالوں میں کتنی محیر العقول چیزیں ایجاد ہو گئیں، شاید اب سے پہلے اتنی رفتار سے یہ چیزیں وجود میں نہیں آئی تھیں، ابھی ٹیلی فون کو ہی دیکھ لو، کیا کم تھا یہ، ایک آدمی یہاں بیٹھا ہوا ہے اور ایک دنیا کے کسی اور کونے میں اور بآسانی ایک دوسرے سے بات کر رہے ہیں، اس کے بعد اب موبائیل آ گیا ہے، ہر بچہ لئے ہوئے ہے، اور پھر سمجھ بھی جاتا ہے، ہم لوگوں کو تو بٹن ہی یاد نہیں رہتا، اور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یہ چھوٹے چھوٹے لڑکے خوب سمجھ لیتے ہیں، یہاں دبایا وہاں بات شروع، جیسے آلات وجود میں آرہے ہیں ویسے ہی ذہن بھی اللہ تعالیٰ بنادیتے ہیں۔

بہرحال اللہ تعالیٰ نئی نئی چیزیں پیدا فرماتے ہیں، جس کا علم علماء کیلئے ضروری ہے، تاکہ اس کا شرعی مسئلہ امت کو بتلاسکیں، اب آلۂ مکبر الصوت کو لے لیجئے، جسے لاؤڈ اسپیکر کہا جاتا ہے، جب شروع میں آیا تو حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں مسئلہ پیش ہوا، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے سکوت اختیار کیا، مولانا شبیر احمد صاحب نے کلام کیا، اور مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ تک اس کا مسئلہ مشکوک رہا کہ اس کو لگا کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

احتیاط کا ایک پہلو

اسی وجہ سے اب تک حضرت مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم [متوفی ۸ ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۷ مئی ۲۰۰۵] بھی اس پر نہیں پڑھتے، کہتے ہیں کہ وہ آواز جو امام سے براہ راست آتی ہے وہ اصل آواز مجھ تک پہنچے۔ میں تو سمجھتا تھا کہ صف اول کی وجہ سے پہلے کھڑے ہوتے ہیں، لیکن انہوں نے خود بیان کیا کہ میں اس لئے کھڑا ہوتا ہوں تاکہ امام کی اصل آواز مجھ تک پہنچے اور میں اسے ہی سنوں۔ اس کے بعد علماء کرام اور فقہاء عظام نے تحقیق کر کے مسئلہ حل کر دیا کہ اصل آواز ہی وہاں تک جاتی ہے اس بنا پر جائز ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مسائل کے باب میں احتیاط کی ضرورت ہے

بہرحال میں یہ کہہ رہا تھا کہ جو چیز بھی ایجاد ہوتی ہے اس کا علماء کو جاننا اس لئے بھی ضروری ہے کہ مسئلۂ شرعی عوام کو بتلاسکیں، شرعی مسائل میں مسلمان محتاج ہیں، اسلئے ان کی رہنمائی علماء کے ذمہ ہے، خود احکام شرعیہ معلوم کریں اور لوگوں کو بتلاویں، اس بنا پر علماء کی ذمہ داری ہے کہ نئی ایجادات جو آتی ہیں ان کے متعلق قرآن و حدیث میں غور کریں، استنباط کریں اور امت کو آگاہ کریں۔ ایسے ایسے مسائل آرہے ہیں کہ جن کا سمجھنا مشکل ہوجاتا ہے، اسلئے ایسے مسائل میں ہم تو یہ لکھ دیتے ہیں دارالعلوم دیوبند بھیجو، وہ حضرات جو لکھیں گے وہی صحیح ہوگا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشین گوئی

کاروبار کے نئے مسائل ایسے آرہے ہیں کہ سمجھنا ہی مشکل ہوجاتا ہے کہ اس میں سود ہے یا نہیں، اور یہ دوسری قومیں یہی چاہتی ہیں کہ کاروبار کو ایسا خلط ملط کردیا جائے کہ سب سود میں ملوث ہوجائیں، کوئی کاروبار ایسا نہ چھوڑا جائے جس میں سود کی آمیزش نہ ہو، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی بھی ہے کہ " لیاتین علی الناس زمان لایبقی احد الا آکل الربوا فان لم یاکله اصابه من بخاره "[مشکوٰۃ:۲۴۵] ایک زمانہ ایسا آئیگا کوئی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

شخص سود کھانے سے نہیں بچ سکے گا اور اگر کھائیگا نہیں تو کم از کم اس کا دھواں یا غبار پہنچ ہی جائیگا۔

ایک عمومی ابتلاء اور اس پر تنبیہ

آج کل پھلوں کی جو بیع ہورہی ہے یعنی اکثر و بیشتر باغ میں مور آتے ہی یا اس سے پہلے فروخت کردیا جاتا ہے تو ایسی بیع باطل ہے، بالخصوص آم کی بیع، کتنے لوگ آج بھی آم بازار سے خرید کر نہیں کھاتے، اسلئے کہ درختوں پر جب مور آتے ہیں اس کو دیکھ کر بیع کردی جاتی ہے اور ایسی بیع ناجائز ہے اسلئے کہ بیع کیلئے مبیع کا موجود ہونا ضروری ہے اور یہاں اس وقت پھل معدوم ہے۔

اور بعض صورتوں میں پھل آنے کے بعد بیع کی جاتی ہے مگر شرط لگادی جاتی ہے کہ پھل توڑنے تک یہ درخت پر رہیں گے اس صورت میں بیع فاسد ہے، البتہ پھلوں کے بیچنے کی بعض صورتیں جائز بھی ہیں اسلئے مسئلہ کی تحقیق کرکے عمل کرنا چاہئے۔

حضرت مصلح الامتؒ کی احتیاط

اب مچھلی ہی کو لے لیجئے، حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ اپنی بستی کے مشہور تال نرجا کی مچھلیاں نہیں کھاتے تھے۔ کیونکہ مسئلہ یہ ہے کہ جو تال آزاد ہے اس کی مچھلی بھی آزاد ہے، جس کے جال میں مچھلی آجائے اسی کی وہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مچھلی ہے، اسلئے ملاحوں نے جو مچھلیوں کا شکار کیا اس میں کسی دوسرے کا حق نہیں ہے۔ اسلئے کہ تالاب کی زمین کسی کی مملوکہ نہیں ہے، وہ عام ہے اس بنا پر حضرت کبھی مچھلی نہیں کھاتے تھے۔ جبکہ خاندان کی زمین اس تالاب میں موجود تھی۔ ہاں ملاح جو شکار کر کے مچھلی لاتے تھے اسے خرید کر کھاتے تھے، یہ تو پہلے کے مسائل بتلا رہا ہوں، اور اب تو ایسے ایسے نئے مسائل آرہے ہیں کہ ہم جیسے لوگ تو سمجھ ہی نہیں پاتے واقف کاروں سے معلوم کر کے ہی جواب دینا ہوتا ہے۔

بہرحال میں کہہ رہا تھا کہ حالات زمانہ کا جاننا ضروری اسلئے ہے تاکہ احکام شرعیہ اس پر آپ مرتب کر سکیں، فتویٰ دے سکیں اور عوام کو بتلا سکیں، اس بنا پر علماء کو اس زمانہ میں مزید تحقیقات کرنا چاہئے، پہلے زمانہ کی جو تحقیقات ہیں وہ کافی نہیں ہیں بلکہ اس زمانہ میں تحقیقات کرنی ہوگی کہ ان مسائل کا کیا حل ہے، ان مسائل پر ہم کیسے عمل کر سکتے ہیں؟ کیسے ہم شرعی اصول پر چل سکتے ہیں؟ اور کیسے حرام بیع وشراء، سود وغیرہ سے بچ سکتے ہیں۔

خانقاہ کا مطلب

اس بنا پر میرے دوستو! اس بیان کی بھی ضرورت ہے، اسلئے کہ خانقاہ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان مسائل کو نہ بیان کیا جائے، خانقاہ تو اصل وہی ہے جہاں مسائل بھی بیان کئے جائیں اور ان پر عمل بھی کرایا جائے، حضرت حکیم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی خانقاہ میں کوئی جاتا اور اپنے طور پر ذکر کا کوئی وظیفہ شروع کر دیتا تو فرماتے تم سے کس نے کہا تھا وظیفہ پڑھنے کو، ابھی تم کو اس کی ضرورت نہیں ہے اسلئے ابھی تم قرآن شریف کی قرأت درست کرو، تجوید سیکھو، نماز، روزہ کے مسائل سیکھو، مسائل اگر معلوم نہیں ہوں گے تو نماز کیسے صحیح ہوگی، اگر سجدۂ سہو واجب ہے اور آپ نے سجدۂ سہو نہیں کیا تو بتلایئے کہ نماز ناقص ہوگی کہ نہیں؟ پس جس مقصد کیلئے آئے ہو وہی ناقص! تو پھر آنے سے کیا فائدہ؟

ارکان اسلام کے مقابلہ میں ہمارے وظائف کا کوئی درجہ نہیں

لہٰذا مسائل جاننے کی بھی بہت ضرورت ہے، علماء کو بھی جاننا ضروری ہے اور عوام کو بھی، جب علماء مسائل نہیں جانیں گے، عوام نہیں جانے گی تو شریعت مقدسہ کیسے باقی رہے گی؟ ہماری نماز اور روزے کیسے درست ہوں گے؟ زکوٰۃ اور حج کس طرح ادا کریں گے؟ پس جب یہ ارکان ہی صحیح طور سے ادا نہیں ہوں گے تو ان وظائف کو لے کر کیا کریں گے؟ ارکان اسلام کو چھوڑ کر وظائف کا کوئی درجہ باقی نہیں رہتا، حدیث قدسی میں آیا ہے: "ما تقرب الیّ عبدی بشیء احب الیّ ما افترضته علیه ولا یزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتی احبه" [بخاری] میرا کوئی بندہ کسی چیز سے بھی میرا تقرب حاصل نہیں کرتا جو مجھے ان فرائض سے زیادہ پسندیدہ ہو جو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں نے بندہ پر فرض کیا ہے، اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے محبوب بنالیتا ہوں۔

مثلاً کسی کی چھ گھنٹے کی ڈیوٹی ہے اور وہ ان چھ گھنٹوں کے علاوہ خارج اوقات میں بھی کام کرتا ہے تو اس کو اصل تنخواہ پر زیادہ کام کرنے کی مزید اجرت ملے گی اور اگر اپنا لازمی کام انجام نہیں دیتا صرف خارج میں کچھ کام کرلیتا ہے تو اس سے اصل کام کی بھی شاید تنخواہ نہ ملے گی۔ اسی طرح پہلے پانچ اوقات کی نماز پڑھنا پڑے گی اس کے بعد دیگر نوافل اگر پڑھتے ہیں تو وہ قابل قبول ہیں ورنہ اس کی کوئی حیثیت نہیں، اس طرح پہلے زکوٰۃ فرض ادا کرنی پڑے گی پھر نفلی صدقات قابل قبول ہوں گے، اسی طرح ہر فرض میں یہی ترتیب رہے گی کہ اصل فرائض کی ادائیگی کے بعد نوافل کی ادائیگی کا اعتبار ہے جبھی قرب نوافل سے سرفراز ہوگے ورنہ نہیں، قرب فرائض کے ساتھ ساتھ نوافل کا قرب بھی ضروری ہے یہ دونوں مل کر ہی نور علیٰ نور اور سرور علیٰ سرور ہوگا۔ اور اسی سے ولایت خاصہ کا مقام حاصل ہوگا، اسی کے متعلق حدیث قدسی میں آیا ہے: ”فكنت سمعه الذى يسمع به و بصره الذى يبصر به و يده التى يبطش بها و رجله التى يمشى بها“ [مشکوٰۃ: ۱۹۷] میں اس کا کان ہو جاؤں گا جس سے وہ سنتا ہے، اور میں اس کی آنکھ ہو جاؤں گا جس سے وہ دیکھتا ہے، میں اس کا ہاتھ ہو جاؤں گا جس سے وہ پکڑتا ہے، میں اس کا پیر ہو جاؤں گا جس سے وہ چلتا ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ایک مثال سے وضاحت

حضرت مولانا اسماعیل شہید صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اس زمانہ میں لوگ فرائض کی ادائیگی کو حاکمِ وقت کا بیگار سمجھتے ہیں، یعنی یہ حاکم وقت کا جبری کام ہے، پس جب فرائض کے ساتھ آپ کو بدظنی ہے، فرائض کے ساتھ آپ کو اعتقاد نہیں ہے، فرائض سے آپ کو دلچسپی نہیں ہے تو ایسے ہی ہے کہ کسی دربار میں گئے اور اس کے دربان سے دوستی کرلیا اور اسی کو کافی سمجھ لیا تو کیا اس سے کبھی بادشاہ کے دربار تک رسائی ہوسکتی ہے؟ وہ ملازم بے چارہ کیا کرے گا، دربان آپ کو بھلا کہاں پہنچائے گا، اسلئے کہ دربان بادشاہ تک آپ کو پہنچانے ہی کیلئے ہے، مگر جب آپ نے دربان سے اتنی دوستی کرلی کہ اسی کی چائے پیتے پیتے صبح کردی، اسی کی ملاقات کو کافی سمجھ لیا تو آپ بادشاہ تک کیسے پہنچیں گے؟ دربان سے دوستی تو صرف اسلئے ہوتی ہے کہ وہ بادشاہ تک پہنچادے اور جب اس کی دوستی اتنی حد تک پہنچ گئی ہے کہ بادشاہ ہی کو آپ بھول گئے تو بادشاہ کہے گا اس نالائق کو نکال دو، آیا تھا ہماری ملاقات کیلئے اور دربان کی دوستی پر اکتفاء کرلیا بلکہ ممکن ہے اسکے ساتھ ساتھ دربان کو بھی نکال دیا جائے، اسلئے کہ ہمارے پاس آنے والوں کو ہم تک رسائی میں روڑا بن رہا ہے۔

اسی طریقہ سے میرے دوستو بزرگو! فرائض کو چھوڑ کر نوافل میں لگنا ایسا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہی ہے جیسے دربان سے تعلق پیدا کرکے بادشاہ کے تعلق سے بے نیازی اختیار کرنا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

زینہ چھت تک رسائی کا ذریعہ ہے

اسی طریقہ سے ایک بات اور کہتا ہوں، مشائخ سے بھی تعلق اسی لئے ہوتا ہے تا کہ اللہ سے تعلق پیدا ہو جائے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق پیدا ہو جائے، زینہ اسلئے ہوتا ہے تا کہ اس کے ذریعہ چھت پر پہنچا جائے، تو جیسے اگر زینہ کو آپ کاٹ دیں گے تو چھت تک نہیں پہنچیں گے، اور اسی طرح کوئی شخص صرف زینہ ہی کو پکڑ کر رہ جائے تو کیا چھت پر پہنچ سکے گا؟ ہرگز نہیں، صرف زینہ کو پکڑنے سے چھت تک رسائی ممکن نہیں ہوگی بلکہ زینہ پر چڑھنا پڑے گا تب چھت پر پہنچو گے، اسی طریقہ سے مشائخ سے تعلق اگر نیت کی درستگی کے ساتھ ان کے آداب وشرائط کے ساتھ رکھیں گے تب ہی اللہ تعالیٰ تک پہنچیں گے، ورنہ نہیں۔

وصول الی اللہ سے محرومی کا سبب

ان حقائق کو سمجھنا بہت ضروری ہے، خانقاہ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ "یہ وہ جامہ ہے جس کا نہیں الٹا سیدھا" بلکہ اس کے بھی کچھ اصول ہیں، کچھ آداب وشرائط ہیں، فرائض ہیں، واجبات ہیں، جب ان پر عمل ہوگا تب آدمی ترقی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کرے گا، ابن عربی شیخ اکبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں "إنما حُرم الوصول لتضييعهم الأصول" اصول اور قواعد کو لوگوں نے ضائع کردیا اس بنا پر وصول الی اللہ سے محروم ہوگئے۔

اس بنا پر میرے دوستو بزرگو! بہت احتیاط اور تیقظ و بیداری کی ضرورت ہے، شیخ اکبر اپنے زمانے کے متعلق " آداب الشیخ والمرید" میں لکھتے ہیں کہ " خانقاہیں ضائع ہوگئیں، کوئی شیخ ایسا نظر نہیں آتا جو اپنے مریدین پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہو" چھٹی صدی کے بزرگ یہ بات لکھ رہے ہیں، اوراب کیا حال ہے آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔

خانقاہ اصلاح اور عمل کیلئے ہے

اور خود حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: "تَعَطَّلَتِ الْخَوَانِقُ" کہ خانقاہیں معطل ہوچکی ہیں، اس وجہ سے کہ خانقاہ عمل کی تصحیح کیلئے موضوع ہیں، مدارس میں تو علمی کام ہوتا ہے، پس علم کا کچھ کام تو مدارس میں ہورہا ہے لیکن خانقاہوں میں عمل کی تصحیح کا کام نہیں ہورہا ہے۔ اس بنا پر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "تَعَطَّلَتِ الْخَوَانِقُ" کہ خانقاہیں معطل ہوچکی ہیں، کتنی بڑی بات کہہ رہے ہیں، معلوم ہوا کہ خانقاہ کی بنا عمل کیلئے ہے، پس جب یہ چیزیں یہاں پائی جائیں گی تو خانقاہ زندہ سمجھی جائے گی، کارآمد سمجھی جائے گی، اور اگر یہ سب چیزیں مفقود ہوں گی اور اس کا کوئی لحاظ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نہیں ہوگا تو پھر خانقاہ مردہ تصور کی جائیگی، ''خانقاہ'' نہیں ''خواہ مخواہ'' ہوجائے گی۔

میرے دوستو بزرگو! یہ سب چیزیں ایسی ہیں جو میں ضمناً بیان کرتا رہتا ہوں تاکہ طریق واضح ہوجائے، میں یہاں اتنی دور سے آتا ہوں بلکہ سالہا سال سے آتا ہوں، لہٰذا جس مقصد کیلئے آتا ہوں تو اس پر کلام کرنا ضروری ہے، ہمارے بزرگوں کا بھی یہی طریق چلا آرہا ہے کہ برابر بیان فرماتے رہتے ہیں تاکہ کچھ تو لوگ سمجھنے والے پیدا ہوجائیں، اور جب سمجھ لیں گے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ عمل کی بھی توفیق مرحمت فرمادیگا۔

بہرحال جس آیت کی میں نے شروع میں تلاوت کی وہ ابھی تراویح میں بھی پڑھی گئی، اور یہ وہ آیت ہے جس پر مصلح حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ بہت بیان فرماتے تھے، اس بناپر میں اکثر ان ہی آیات پر بیان کرتا ہوں جن کو حضرتؒ سے بار بار سنا ہوں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں: ﴿ فَخَلَفَ مِنۡ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوۡفَ يَلۡقَوۡنَ غَيًّا﴾ [سورۂ مریم:۵۹] اس آیت کریمہ سے قبل انبیاء کرام کا تذکرہ ہے اور ان کی خصوصیات بیان فرمائی گئی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایت دی تھی، ان کو منتخب کرلیا تھا، اور اللہ کی آیات کو سن کر وہ سجدہ ریز ہوجاتے تھے اور اس کے سامنے گریہ وزاری کرتے تھے، معلوم ہوا کہ بندہ کی خصوصی حالت یہ ہونی چاہئے کہ وہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اپنے گناہوں پر گریہ وزاری کرنے والا ہو، اللہ کے سامنے عاجزی کرنے والا ہو، اس کے سامنے جھکنے والا ہو، سجدہ کرنے والا ہو، مؤمنین مخلصین بلکہ انبیاء و مرسلین کا یہی شیوہ رہا ہے، یہی شعار رہا ہے، تو اس آیت کریمہ سے پہلے اللہ نے یہ بیان کیا پھر اس کے بعد ہم سب لوگوں کی عبرت کے لئے بیان کیا کہ یہ انبیاء اور یہ اولیاء جو ان صفات سے متصف تھے، ان کے بعد ان کی اولاد ایسی آئی جنھوں نے نماز کو ضائع کر دیا، اور شہوات کی اتباع کیا۔ غور فرمایئے کہ ان کی ناخلفی کے اثبات واظہار کیلئے سب سے پہلے نماز کا ذکر فرمایا کہ انہوں نے نماز کو ضائع کر دیا۔ اس سے نماز کی کیسی اہمیت وعظمت اور اس کے اضاعت کی کس قدر مذمت وقباحت ثابت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اضاعت صلوٰۃ اور اتباع شہوات سے محفوظ رکھے تاکہ افضل الانبیاء اشرف المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے ناخلف وارثین میں ہمارا شمار نہ ہو۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

ناخلفی اور نالائقی کی سب سے بڑی علامت

چنانچہ اس پر حضرتؒ فرماتے تھے کہ دیکھو! نماز کی کتنی اہمیت ہے کہ اللہ نے ان کی ناخلفی کے بیان میں سب سے پہلے نماز کے اضاعت کو بیان فرمایا، دیکھئے! ہم ہوتے تو ترجمہ کر کے نکل جاتے لیکن حضرتؒ نے اس پر زور دیا کہ ناخلفی کے بیان کیلئے اللہ تعالیٰ نے اولاً ''اضاعت صلوٰۃ'' کو ذکر فرمایا اور پھر دوسرے نمبر پر ''اتباع شہوات'' کو ذکر فرمایا، معلوم ہوا اضاعت صلوٰۃ بہت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بری اور بڑی چیز ہے، نماز کو ضائع کرنا کسی کی ناخلفی و نالائقی کی سب سے بڑی علامت ہے، اللہ غنی! کتنی زبردست آیت ہے، ان انبیاء کرام کا تو یہ حال تھا کہ وہ اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتے تھے لیکن ان کی اولاد و متعلقین ایسے ہو گئے جنہوں نے اپنی تربیت نہیں کی، اصلاح نہ کی، انبیاء علیہم السلام کی تربیت کا اثر نہ لیا اور نہ قبول کیا، جس کی وجہ سے شہوات کی اتباع میں مبتلا ہو گئے، کیا انبیاء علیہم السلام نے ان کی تربیت و اصلاح کی سعی نہ کی ہو گی! ضرور بالیقین کی ہو گی، لیکن بعض دفعہ ایسی شامت آتی ہے، ایسی نحوست ہوتی ہے اور قلب میں ایسی انانیت ہوتی ہے اور رعونت راسخ ہوتی ہے کہ اپنے بڑوں کے باتیں آدمی نہیں سنتا، جس کی وجہ سے بدحال کا بدحال ہی رہ جاتا ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

کوئی نازنخرہ نہ کرے!

آپ حضرات نے حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کا واقعہ سنا ہے اور پڑھا ہے، کیا وہ انبیاء کی اولاد نہیں تھے؟ یقیناً تھے، لیکن ان کے بھائیوں نے انبیاء کی تعلیم و تربیت کو قبول نہیں کیا، اگر وہ تعلیم و تربیت کو قبول کرتے تو اپنے بھائی کو انتہائی بے رحمی سے کنویں میں نہ ڈالتے، میرے دوستو! یہ بہت ہی غور و فکر کی بات ہے کہ ہماری اولاد بگڑنے نہ پائیں اسلئے اپنی اولاد کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا چاہئے کہ اے اللہ! ان کو راہ راست پر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قائم رکھ، زیغ وضلال سے حفاظت فرما، کوئی ناز ونخرہ نہ کرے کہ ہماری اولاد سب کی سب نیک ہی ہوں گی، صالح ہی ہوں گی، کچھ پتہ نہیں کل کیا ہوگی، اسلئے ہر وقت اللہ سے ان کیلئے ہدایت وعافیت کی دعا مانگتے رہنا چاہئے۔

وہاں تو جھکانے میں ہی اپنی خیر ہے

خود ہمارے مدرسہ کا واقعہ ہے کہ ایک طالب علم کو استاذ نے اس کی تعلیم و تربیت کیلئے ایک دو تھپڑ رسید کر دیا تو اس کے والد آ گئے اور کہنے لگے کہ آپ لوگوں نے میرے بیٹے کو مار دیا حالانکہ میرا لڑکا نہایت نیک اور سیدھا ہے اور میں اس کی لڑکیوں کی طرح حفاظت کرتا ہوں۔ اس کے بعد معلوم ہوا کہ وہ لڑکا شیعہ ہوگیا بلکہ شیعوں کا مجتہد ہوگیا۔ جب آدمی تکبر کرتا ہے اور کمال کا دعویٰ کرتا ہے تو اللہ دعویٰ پر رہنے نہیں دیتے بلکہ اس کو توڑ دیتے ہیں، اللہ کے دربار میں اپنے کو جھکانے میں خیر ہی خیر ہے، پس جو شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے جتنی انانیت کو ختم کریگا اور فنائیت کو اختیار کریگا وہ اللہ کا مقرب ومحبوب بن جائے گا۔ جیسا کہ مولانا رومؒ نے فرمایا ؎

ہر کہ نقص خویش را دید و شناخت
سوئے استکمال خود دو اسپہ تاخت

ترجمہ: جس نے اپنے نقص کو دیکھا اور پہچانا، وہ اپنے کمال کی طرف نہایت تیزی سے دوڑا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

زاں نمی پرد بسوئے ذوالجلال
کو گمانے می برد خود را کمال

ترجمہ: وہ شخص اللہ کی طرف اس لئے نہیں اڑ رہا ہے کہ وہ اپنے متعلق کمال کا گمان کرتا ہے۔

جب آدمی اپنے کو چھپاتا ہے تو اللہ اس کو چمکا دیتا ہے، اس بنا پر میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اپنی اولاد کے سلسلہ میں کبھی مطمئن نہ رہنا چاہئے، اپنی تعلیم و تربیت پر ناز نہ کرنا چاہئے، اسلئے کہ جس نے بھی ناز کیا اس کی اولاد برباد ہوگئی۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء

دیکھئے! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے لئے اور اپنی ذریت کے لئے کیسی کیسی دعائیں حق تعالیٰ سے مانگ رہے ہیں، ایسی دعائیں تو حضور ہی مانگ سکتے ہیں، :

"اَللّٰھُمَّ رَحۡمَتَکَ اَرۡجُو وَ لاتَکِلۡنِیۡ اِلٰی نَفۡسِیۡ طَرۡفَةَ عَیۡنٍ وَ اَصۡلِحۡ لِیۡ شَأنِیۡ کُلَّهٗ" [مشکوٰۃ:۲۱۵] اے اللہ! ہم آپ سے رحمت کی امید کرتے ہیں اور تو مجھے ایک آنکھ کے جھپکنے کے برابر بھی نفس کے سپرد نہ کیجئے، میری تمام حالتیں درست فرما دیجئے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ دعا نقل

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فرماتے ہیں:

﴿ وَاَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ اِنِّیۡ تُبۡتُ اِلَیۡکَ وَ اِنِّیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ "[سورۂ احقاف] اور میری ذریت میں بھی یہ صلاحیت پیدا کر دیجئے میں آپ کی جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں فرمانبردار ہوں۔

غور فرمائیے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی ذریت واولاد کی اصلاح وتربیت کیلئے اللہ سے دعا فرمار ہے ہیں، اپنے اوپر اتکال وبھروسہ نہ فرمایا۔

معلوم ہوا کہ مسلمان ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ اپنی اصلاح اور اپنی ذریت کی اصلاح وتربیت کو اللہ ہی کے سپرد کرنا چاہئے، اپنے علم وہنر پر اور اپنی تربیت پر کبھی ناز نہ کرنا چاہئے:

راہرو گر صد ہنر دارد توکل بایدش

اس لئے اس راہ میں خواہ اپنی تربیت ہو یا بچوں کی، اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے اور ظاہری تدبیر اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ سے خوب ہی خوب دعا کرنی چاہئے۔ واللہ الموفق

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی دعا

دیکھئے! حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام فرعون کی طرف جارہے ہیں، بھیجنے والے اللہ تعالیٰ ہیں، اللہ ہی کے حکم سے جارہے ہیں، اور پھر اللہ کی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

طرف سے معجزات بھی ساتھ لے جارہے ہیں، آپ کے ہاتھ میں عصا ہے جو اژدہا بننے کی صلاحیت رکھتا ہے، اور دوسرا معجزہ ید بیضا ہے یعنی ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالتے تو نہایت روشن سفید چمکتا ہوا نکلتا تھا۔ ہر چیز سے مرصع ہیں لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس پر ذرا بھی ناز نہیں ہوا، غرور نہیں آیا کہ ہم کو اللہ نے معجزات سے نوازا ہے ہم کو کسی چیز کی کیا ضرورت ہے بلکہ جب فرعون کے یہاں جانے لگے تو کہا کہ اے اللہ! یہ سب معجزات اپنی جگہ پر ہیں لیکن میری آپ سے یہی گذارش ہے کہ میرے سینہ کو کھول دیجئے: ﴿رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ﴾ [سورۂ طٰہٰ:۲۵] اے میرے رب! میرے سینہ کو کھول دیجئے اور میرے ہر معاملہ کو آسان فرمایئے۔ یہ عصا اسی وقت کام آسکتی ہے جب کہ آپ چاہیں گے ورنہ تو ہم عصا کو پٹکتے رہ جائیں گے اور وہ اژدہا نہیں بنے گی، وہ بھی اللہ کی تائید ہی سے اژدہا بنتی ہے، آپ فرعون جیسے جابر و ظالم کے پاس مجھے بھیج رہے ہیں، معجزات سے آپ نے نوازا ہے، عجیب وغریب معجزات سے مشرف فرمایا ہے۔ تاہم میرے سینہ کو میرے لئے علم اور حلم سے کھول دیجئے، علم بھی دیجئے اور حلم بھی دیجئے، علم اسلئے کہ اس کی روشنی میں اس کو دین وایمان کی دعوت دوں اور حلم اسلئے کہ اگر وہ فرعون سخت کلامی کرے، سخت معاملہ کرے تو میں اس کو برداشت کرسکوں، پس دونوں ہی کی ضرورت ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

شرح صدر کا مطلب

اس وجہ سے شرح صدر کے بارے میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان القرآن میں لکھا ہے کہ علم بھی وسیع عطا فرمایا اور تبلیغ دین میں مخالفین کی مزاحمت سے ایذا پیش آتا ہے اس میں تحمل اور حلم بھی دیا تاکہ اپنے کلام میں مزے کے ساتھ مخالفین کو نصیحت کر سکیں۔

علم کے ساتھ حلم کا ہونا ضروری ہے

بہت سے لوگ تند مزاج ہوتے ہیں، ان کے پاس علم تو ہوتا ہے لیکن حلم سے عاری ہوتے ہیں اسلئے اگر وہ کسی کے سامنے صحیح بات رکھیں اور صحیح مقصد کی طرف دعوت بھی دیں لیکن اگر مخاطب بھی تند خو ہو اور اس کی بات نہ مانے بلکہ سخت کلامی کرے تو ایسا شخص برداشت کرسکتا ہے؟ بلکہ وہ خود اس سے گر جائیگا پھر کسی کی کیسے اصلاح ہوگی، اسلئے داعی کو حلم کا اختیار کرنا بہت ضروری ہے۔

مخاطب تو بگڑا ہوا ہے ہی، اس کیلئے نرمی کی ضرورت ہے، اسلئے کہ وہ شریعت کو سخت سمجھ کر شریعت سے بھاگ رہا ہے، لہٰذا ایسے موقع پر نرمی سے کام کرنے کی ضرورت ہے وہ تو شریعت کو تلخ و کڑوا سمجھ کر دین سے دور ہو رہا ہے اسلئے تم کو اپنے کلام میں نرمی اور شیرینی ملا کر دین کو پیش کرنا ہوگا، ورنہ تو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کریلا نیم چڑھا کا مصداق ہوجائیگا، یعنی ایک تو دین کی کلفت و تلخی پھر تمہارے کلام کی تلخی وسختی، اس طرح دو تلخی وسختی جمع ہوجائیں گے جس سے مزید دوری ہوجائیگی، اس کو خوب سمجھیں اور اس کے مطابق عمل کریں، ابھی دیکھئے بیان میں آنے سے قبل موسمبی کا رس پینا چاہا تو وہ ترش معلوم ہوا، میں نے کہا کہ بھائی یہ تو ترش ہے، فوراً اس میں گل قند ملا دیا جس کی وجہ سے میٹھا ہوگیا، کتنا خوش گوار ہوگیا اس کے بعد پی لیا، اسی طریقہ سے کڑوی چیز میں جب شیرینی مل جاتی ہے تو وہ کڑوا پن غائب ہوجاتا ہے، بچوں کے پیٹ میں کیڑے ہوجاتے ہیں تو اس کیلئے جو دوا دی جاتی ہے وہ نہایت کڑوی ہوتی ہے اسلئے اسے بتاشہ میں رکھ کر دیتے ہیں تاکہ اسکی کڑواہٹ بچے کو محسوس نہ ہو بلکہ وہ میٹھا معلوم ہو اور بآسانی پی لے، تو کڑوے کے ساتھ ہمیں میٹھا بننا پڑے گا تب جاکر اصلاح ہوگی۔

ایک مصری عالم علامہ سید علی محفوظؒ صاحبِ ابداع اپنی تصنیف ہدایۃ المرشدین میں لکھتے ہیں کہ کلفت شریعت کی بناپر لوگ شریعت سے بھاگتے ہیں اگر تم نے اس کے اندر اپنی کلفت کو بھی ملا دیا تو لوگ اور زیادہ بھاگیں گے، اس بنا پر کلفت کو شرینی سے لذیذ بنادو اور پھر لوگوں کو اپنے قریب کرلو اس کے بعد ان کے سامنے ٹھنڈے دل سے نرمی سے دین کو پیش کرو، انشاءاللہ لوگ ضرور قبول کریں گے۔ واللہ الموفق

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دعاءِ موسیٰ علیہ السلام میں دعوت کی پوری تعلیم موجود ہے

میرے دوستو! غور کرو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا فرما رہے ہیں ﴿رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَيَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ﴾ اے اللہ! میرے سینہ کو علم سے بھی کھول دیجئے اور حلم سے بھی کھول دیجئے، اور اس کے ساتھ ساتھ میرے امر کو آسان کر دیجئے، حلم بھی ہو اور علم بھی لیکن اگر آسان نہیں ہوگا تو ہوسکتا ہے کہ دشواری کی وجہ سے ملول ہو جائیں۔ سبحان اللہ کتنی مرتب دعا ہے دعوت کی پوری تعلیم اس کے اندر موجود ہے، فرعون کے پاس جا رہے ہیں، وہ ظالم و جابر ہے، سب کچھ کر سکتا ہے لیکن اللہ کے بھروسہ پر علم و حلم سے مسلح ہو کر فریضۂ دعوت کو انجام دینے کیلئے چل پڑے۔ اس سے پہلے کا واقعہ سن چکے ہیں کہ ان کی والدہ ماجدہ نے ان کو اللہ کے بھروسہ پر صندوق میں ڈال کر دریا میں ڈال دیا جس کی وجہ سے وہ فرعون کے دربار تک پہنچ گئے، اور پوری پرورش بھی وہیں ہوئی، یہ اللہ کی شان حکمت ہے کہ کیسے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے دربار میں پہنچایا، اس کا قصہ قرآن کریم میں مذکور ہے، چنانچہ فرعون کے ذہن میں یہ سب باتیں تھیں اسی لئے وہ کہتا بھی تھا کہ وہ شخص جس کی میں نے اپنے محل میں پرورش کی آج وہ میرے سامنے اس طرح کلام کر رہا ہے! لیکن موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے بول رہے تھے، ان کو کیا خوف و

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہراس ہوتا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے قوت حاصل تھی ،فرعون کیا کرسکتا تھا۔

میرے دوستو! موسیٰ علیہ السلام کی یہ دعا دعوت کے باب میں بہت ہی جامع ہے، اس دعا کے دو جزء تو آپ نے سن لیا کہ شرح صدر اور تیسیر امر کی التجاء کی۔ یعنی سینہ کی کشادہ ہونے اور معاملہ کی آسانی کیلئے دعا فرمائی۔

پھر تیسری دعا یہ کی ﴿ وَ احۡلُلۡ عُقۡدَةً مِّنۡ لِّسَانِیۡ یَفۡقَهُوۡا قَوۡلِیۡ ﴾ [سورۂ طٰہٰ: ۴۵] دعوت کیلئے زبان کی فصاحت کی بھی ضرورت پڑتی ہے، اسلئے کہ اپنے مافی الضمیر کو آدمی اچھی طرح ادا کر لیتا ہے، یہ بھی سیکھنے کی چیز ہے، اسی لئے موسیٰ علیہ السلام نے زبان کی درستگی کیلئے دعا کی۔

اللہ تعالیٰ نے بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ مؤثر کلام کیا کیجئے ، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿ فَاَعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ وَ عِظۡهُمۡ وَ قُلۡ لَّهُمۡ قَوۡلاً بَلِیۡغاً ﴾ [سورۂ نساء: ۶۳] یعنی اے نبی پاک! آپ ان لوگوں سے تغافل کیجئے اور ان کو نصیحت فرماتے رہئے اور ان سے ایسی باتیں کہئے جو ان کے دلوں میں اثر کر جائیں۔ اور مؤثر کلام اسی وقت ہوگا جب کہ اس کے اندر خلوص اور صدق کے ساتھ ساتھ فصاحت و بلاغت ہو۔

ایسے وعظ اور بیان سے کیا فائدہ!

سنئے دعوت و تبلیغ کے کام میں تاثیر کی ضرورت پڑتی ہے پہلے خود آپ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اپنے قلب میں اثر پیدا کر لیجئے، اپنے الفاظ میں اثر پیدا کر لیجئے، دیکھئے پھر لوگ آپ کے وعظوں سے متأثر ہوتے ہیں یا نہیں، ظاہر بات ہے کہ اس کیلئے زبان کی درستگی کی بھی ضرورت ہے، تاکہ ہماری بات کو لوگ سمجھ سکیں، یہ نہیں کہ واعظ تین تین گھنٹہ بولتا چلا جائے اس کے بعد سامعین یہ کہنے لگیں کہ معلوم نہیں مولوی صاحب نے کیا کہا سمجھ میں نہیں آیا، ان کا بولنا اچھا تو لگ رہا تھا، مگر مقصد کچھ نہیں سمجھ میں آیا کہ کیا کہہ رہے ہیں۔ پس ایسی بات کہنا چاہئے کہ لوگ سمجھ لیں، بس زور شور سے اشعار پڑھ لئے اور قوالی کے طرز پر کچھ بیان کر ڈالا تو اس سے کیا فائدہ، ایسے وعظ سے کیا فائدہ اور ایسے بیان سے کیا فائدہ؟ اللہ تعالیٰ ہم سب لوگوں کو کام کی باتیں بیان کرنے کی توفیق دیں اور لوگوں کو اثر قبول کرنے کی توفیق دیں۔ آمین

اضاعت صلوٰۃ کا مطلب

بہر حال میں آپ لوگوں کے سامنے یہ بیان کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے صالحین کے بعد آنے والوں کی بدعملی و بدکرداری ظاہر کرنے کیلئے اضاعت صلوٰۃ کو سب سے پہلے ذکر کیا، اور اضاعت صلوٰۃ کی بہت سی صورتیں ہوتی ہیں؛ ایک تو یہ ہے کہ نماز کو بالکل ترک کر دیا جائے، ایک صورت یہ ہے کہ نماز کو تاخیر سے پڑھا جائے، ایک صورت یہ بھی ہے کہ نماز کو سنت کے خلاف

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پڑھا جائے ، ایک صورت یہ بھی ہے کہ نماز کو بے وقت پڑھا جائے ، یہ سب اضاعت صلوٰۃ کے اندر داخل ہیں، اضاعت صلوٰۃ کا سب سے اعلیٰ درجہ تو یہ ہے کہ نماز کو ترک کرے، دوسرا درجہ یہ ہے کہ سنت کے مطابق نہ پڑھے، واجبات تک کو ترک کردے، تو اس کیلئے علم کی ضرورت ہے تاکہ نماز کی اضاعت نہ ہونے پائے، نماز کی بربادی نہ ہونے پائے، آپ نے وقت بھی خرچ کیا اور معلوم ہوا کہ کچھ بھی ہاتھ نہ آیا، بلکہ اضاعت صلوٰۃ کی صورت اختیار کی۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

اتباع شہوات: ناخلفی کا دوسرا سبب

صالحین کے بعد آنے والی جماعت کی ناخلفی ظاہر کرنے کیلئے سب سے پہلے تو اللہ تعالیٰ نے اضاعت صلوٰۃ کو ذکر کیا اور پھر اس کے بعد فرمایا: ﴿وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ﴾ انہوں نے شہوات کا اتباع کیا، نماز کی اضاعت میں شہوات کی اتباع ضرور ہے بلکہ اس کا ہی ایک شعبہ ہے اس کے برعکس اگر کوئی شخص اضاعت صلوٰۃ کے بجائے اقامت صلوٰۃ کرتا ہے تو بہت سی شہوات سے محفوظ ہوجائیگا، اس کی اتباع کا اس کو موقع ہی نہ ملے گا۔

چنانچہ ہمارے ایک دوست عبدالشکور جاوید جو ڈبل ایم اے تھے وہ کہہ رہے تھے کہ نماز کے اوقات اللہ نے ایسے مقرر فرمائے ہیں کہ اگر کوئی پابندی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سے اپنے اوقات مسنونہ میں نماز ادا کرے تو پھر وہ سینما دیکھ ہی نہیں سکتا، کیونکہ دن بھر کے جو اوقات سینما کے ہیں ان اوقات میں ہی نمازیں پڑھنی پڑھتی ہیں، اور رات کو سینما دیکھ کر دیر سے آؤ تو پھر فجر کی نماز کا مسئلہ ہو جاتا ہے۔ اسلئے نمازی سونے میں جلدی کریگا۔ اور یہ ٹی وی والوں نے بھی ایسے ہی اوقات رکھے ہیں کہ آدمی نماز ہی نہ پڑھ پائے، جب رات کو دو بجے تک ٹی وی دیکھیں گے اور غلط قسم کی چیزیں دیکھیں گے تو وہ خود شہوات میں مبتلا ہو جائیں گے، وہ کیا نماز پڑھ سکیں گے۔

ایک تجربہ کی بات

جب میں پہلی دفعہ حج کرنے گیا تو حج سے فارغ ہو کر جدہ اپنے ایک رشتہ دار کے یہاں چلا گیا، ان کے یہاں ٹی وی تھا، اور رات دیر تک وہ لوگ دیکھتے رہتے تھے جس کی وجہ سے صبح آٹھ نو بجے تک سوتے رہتے تھے، اب مجھے صبح نماز فجر کا مسئلہ پیش آیا گھر کا دروازہ بند رہتا تھا اسلئے کیسے نماز فجر ادا کروں، خیر پہلے دوسرے دن تو فجر کی نماز گھر میں پڑھ لی مگر میں نے سوچا کہ حج میں جو کچھ حاصل کیا ہے سب یہیں ضائع ہو جائیگا لہٰذا میں بیت الحجاج میں چلا آیا۔

دوران قیام ایک مرتبہ صاحب خانہ مجھے اندر سے بلانے آئے کہ مولانا جلدی آیئے حضرت بلال کی تصویر آرہی ہے، میں نے کہا کیا حقیقتاً حضرت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بلال کی تصویر ہے؟ انہوں کہا کہ نہیں فرضی ہے، میں نے کہا اگر اصلی تصویر بھی ہوتی تب بھی مجھے دیکھنے میں تکلف ہوتا نہ کہ فرضی کو۔

اس سے کیا فائدہ!

میرے دوستو بزرگو! ان کی پوری کوشش یہ ہے کہ نماز کے اوقات میں ایسی چیزیں بتلائیں کہ نماز کا موقع ہی نہ ملے، عشاء کی نماز کے بعد آپ کہیں چلے جایئے، لوگ تلاوت کیا کریں گے، سورۂ یٰسین کیا پڑھیں گے، خواص کے یہاں بھی ٹی وی چلتی رہتی ہے، اب بہانہ یہ بنالیا ہے کہ ہم بی بی سی دیکھ اور سن رہے ہیں، چنانچہ ایک مولوی صاحب کہہ رہے تھے کہ مولانا افغانستان کے حملہ کے موقع پر ہم عشاء کی سنت وغیرہ چھوڑ کر بی بی سی سننے کیلئے گھر چلے جاتے ہیں، ہم نے کہا اس سے کیا فائدہ؟ اتنے دنوں سے آپ دیکھ رہے ہیں آپ کو کیا فائدہ ہوا؟ ارے اتنی دیر تک دعا کرتے تو ایک بات بھی تھی، یہ حملے اور ایٹم بم برسانے کے منظر دیکھ کر کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا، بس اللہ سے دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی نصرت و مدد فرمائیں، ﴿اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ﴾ اگر تم اللہ کی مدد کروگے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا، تو تم مصیبت زدہ لوگوں کی دعا سے مدد کر سکتے ہو، ہم اگر کچھ نہیں کر سکتے تو کم از کم دعا تو کر سکتے ہیں، اب دعا تو ایک طرف رہی سنت وغیرہ چھوڑ کر ریڈیو سننے کیلئے بھاگ رہے ہیں، اگرچہ بعد میں پڑھ لیتے ہوں گے، مگر اس کو مؤخر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کرنے کی کیا ضرورت ہے، اس سے اپنے کو یا دوسروں کو کیا فائدہ ہوگا۔

جب تک سر پر ڈنڈا نہیں پڑتا احساس نہیں ہوتا

حدیث میں آتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ترى المومنين في تراحمهم و توادهم وتعاطفهم كمثل الجسد اذا اشتكى عضواً تداعى له سائر الجسد بالسهر والحمى “ [مشکوٰۃ:۴۲۲] اس سے معلوم ہوا کہ اگر مشرق کے مسلمان کو کوئی اذیت پہنچے تو مغرب کے مسلمان کو دردمند ہونا چاہئے، آج اس کا کچھ احساس نہیں ہے، ہنس ہنس کے سنتے اور دیکھتے ہیں، ذرا بھی احساس نہیں ہوتا کہ ہمارا ایک بھائی تکلیف میں ہے، اپنے اوپر جب تک کوئی چیز نہیں پڑتی احساس بھی نہیں ہوتا، بے حسی کے یہ حالات ہیں کہ دوسروں پر آفت و بلا دیکھ کر سن کر دل میں رنج وغم بھی نہیں ہوتا، بلکہ یہ سوچنا چاہئے کہ کہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ عذاب تو نہیں ہے، اللہ کی طرف سے پکڑ تو نہیں ہے، زجر وتوبیخ تو نہیں ہے، اپنے حالات اور معاملات کو درست کرنے کی سعی کرنی چاہئے اور توبہ استغفار کو لازم پکڑنا چاہئے اس لئے کہ عذاب الٰہی سے بچنے کی یہی سبیل ہے۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ

آج بھی عذاب ٹل سکتا ہے!

حضرت یونس علیہ السلام کے واقعہ سے آپ لوگ واقف ہوں گے کہ ان

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کی قوم پر عذاب آچکا تھا، اور حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر ہجرت فرما چکے، اس کے بعد قوم کے لوگوں کو اپنے گناہوں کا احساس ہوا، آثار عذاب دیکھ کر فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوئے بلکہ جن ناجائز کاموں میں مصروف تھے اولاً ان کو ترک کر دیا یہاں تک کہ ان کے گھروں میں ناجائز مال کی جو کڑیاں لگی ہوئی تھیں وہ تک نکال پھینکیں اور سچے دل سے تائب ہو گئے، ادھر ان کی یہ کیفیت دیکھ کر اللہ تعالیٰ کو رحم آ گیا اور ان سے عذاب کو پھیر دیا، کوئی امت ایسی نہیں گذری یا کوئی نبی ایسا نہیں گذرا کہ جس کی امت پر عذاب آچکا ہو اور پھر اس سے عذاب ہٹالیا گیا ہو سوائے حضرت یونس علیہ السلام کے۔ اسی طریقہ سے میرے دوستو! آج بھی امت محمدیہ علیہ السلام سے عذاب ٹل سکتا ہے بشرطیکہ ہم کو اپنی اصلاح کی فکر ہو، صحیح معنوں میں توبہ واستغفار کا اہتمام ہو۔ واللہ الموفق

تمہارے اعمال تمہارے عمال ہیں

آپ دیکھئے کہ آج ایسے حالات ہور ہے ہیں کہ عیاشی عام ہورہی ہے، فحاشی عام ہورہی ہے، کسی کو اپنے نفس پر کنٹرول نہیں ہے، نہ قوت شہویہ پر نہ قوت غضبیہ پر کسی پر بھی قابو نہیں ہے۔ جب معاصی عام ہوں گی تو آفتیں بھی عام ہوں گی، "أعمالکم عُمّالکم"[1] تمہارے اعمال تمہارے عمال

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہیں، یعنی جیسے ہمارے اعمال ہوں گے ویسے ہی ہمارے اوپر حاکم مقرر کئے جائیں گے، اگر ہم زکوٰۃ ادا نہ کریں گے تو ہمارے مال کے خزانوں پر ایسے لوگ مسلط کئے جائیں گے جو ان کو ضائع کردیں گے، جلائیں گے۔ حدیث میں ہے " حَصِّنُوا أموالكم بالزكاة و دأووا مرضاكم بالصدقة و واستعينوا على حمل البلاء بالدعاء" [فیض القدیر ۳/۳۸۸] اپنے اموال کی حفاظت کرو زکوٰۃ دے کر، اپنے مریضوں کا علاج کرو صدقات دے کر اور بلاء کے ٹالنے کیلئے دعا کے ذریعہ مدد مانگو۔

سبحان اللہ کتنی جامع حدیث ہے جس کو لائحہ عمل بنانے میں دینی و دنیوی ہر قسم کا نفع ہی نفع ہے۔ واللہ الموفق

رمضان میں گھاٹا ہو جاتا ہے!

ابھی میں اپنے وطن موضع کاری ساتھ گھوسی ضلع مئو گیا تھا، ہم لوگوں کا وطن الحمدللہ دینداری میں مشہور ہے، آپ لوگوں نے " مئوناتھ بھنجن" کا نام سنا ہوگا، وہاں پہلے ہی سے بہت عربی مدارس ہیں، جہاں دورے تک تعلیم ہوتی

(۱) قال النجم لم اره حديثاً لكن ستأتي اليه الاشارة في كلام الحسن في حديث "كما تكونوا يولى عليكم" اقول رواه الطبراني عن الحسن البصري انه سمع رجلاً يدعو على الحجاج، فقال لاتفعل، انكم من انفسكم اوتيتم انما نخاف ان عزل الحجاج او مات ان يتولى عليكم القردة والخنازير، فقد روى اعمالكم عمالكم وكما تكونوا يولى عليكم.

(كشف الخفاء ۱/۱۳۲)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے۔ الحمدللہ وہاں ہی کے مدرسہ دارالعلوم مئو میں ابتدائی تعلیم حاصل کی، کوپا گنج، گھوسی ہر ہی جگہ اہل حق کے مدارس قائم ہیں مگر افسوس کہ کسی جگہ ہم لوگ عشاء کے بعد بیٹھے ہوئے تھے تو دیکھا کہ سڑک سے جھنڈ کے جھنڈ لوگ جارہے تھے، میں نے کہا کہ کیا بات ہے، یہ لوگ کہاں سے آرہے ہیں، کہا کہ یہ سب سینما دیکھ کر اپنے گھروں کو جارہے ہیں۔ سب لنگی پہنے ہوئے، ٹوپی پہنے ہوئے، اسلامی لباس میں ملبوس ہیں۔ یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوا کہ یہاں کے سینما گھر ہم لوگوں کی وجہ سے آباد ہیں، چونکہ وہ رمضان سے پہلے کا وقت تھا اسلئے سب کے سب رمضان سے پہلے ہی گناہ سے فارغ ہورہے تھے، اس لئے کہ رمضان میں تو شیطان بندھا رہتا ہے، اسلئے جو کرنا ہو اس سے پہلے کرلو۔ العیاذ باللہ

عید کے دن سب کسر پوری ہوجاتی ہے

گورکھپور جانا ہوا تھا، وہاں کے ایک عالم کہہ رہے تھے کہ ایک شراب فروش یوں کہہ رہا تھا کہ مولانا رمضان میں ہمارا بہت گھاٹا ہوجاتا ہے، شراب فروخت ہی نہیں ہوتی، اور عید کی رات سب کسر پوری ہوجاتی ہے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مسلمان کا یہ حال ہے کہ رمضان میں جو شراب نوشی سے باز رہے تھے اس کی کسر عید کی رات میں پوری کرتے ہیں پھر کیا رمضان کی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

برکات حاصل ہوئیں، محروم کے محروم ہی رہ جاتے ہیں۔توبہ توبہ۔ اسی وجہ سے میں عید کے دن بلکہ اس سے پہلے بھی بیان کرتا ہوں کہ رمضان میں جو تلاوت کرتے ہو، اس کو جاری رکھو اس کو باقی رکھو۔ رمضان میں اگر تین پارہ کی تلاوت کرتے تھے تو رمضان بعد کم از کم آدھا پارہ ہی کی کرلیا لو، اب بتلایئے کہ دوسرے بھی یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا رمضان بس نام کا ہے اس کے اندر خشیت و روحانیت نہیں ہے ورنہ یہ حال نہ ہوتا۔ رسماً سب گناہ چھوڑ دیتے ہیں پھر عید کی رات ہی سے وہی رفتار بے ڈھنگی، جب یہ حالات رہیں گے تو نصرت خداوندی کیسے آئیگی؟ اللہ تعالیٰ کی کیا شکایت کرتے ہو؟ اپنے آپ کو اور اپنے اعمال و حالات کو سدھارو پھر تمہارا ہی بول بالا ہوگا ﴿ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾ تم ہی بلند رہو گے اگر تم مومن ہو، ایمان تمہارے اندر ہو، ایمان صرف الف، یا، میم، الف اور نون کا نام نہیں ہے، ایمان کے بھی کچھ تقاضے ہیں، ایمان کے بھی کچھ اعمال و ارکان ہیں، جب ان کو ادا کرو گے تب صحیح معنوں میں مومن ہو گے اور اس پر علو و بلندی کا ثمرہ مرتب ہوگا۔

جہنم کی ایک زبردست وادی

میں نے آپ لوگوں کے سامنے شروع میں جو آیت تلاوت کی اس میں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اللہ تعالیٰ نے صالحین کے بعد میں آنے والوں کی ناخلفی بتلانے کیلئے اضاعت صلوٰۃ کا تذکرہ کیا ہے، پھر اتباع شہوات کو بتلایا ہے، جب نماز بھی ضائع کریں گے اور اپنے نفس کے تابع ہوجائیں گے تو ایسوں کا ٹھکانہ جہنم ہی ہوسکتا ہے، لہٰذا ان کی سزا کا ذکر آگے آرہا ہے ﴿ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴾ یعنی عنقریب یہ لوگ خرابی دیکھیں گے۔ علامہ بغویؒ نے فرمایا ہے کہ ''غی'' جہنم کی اتنی زبردست وادی ہے کہ اگر کوئی چیز لڑھکادی جائے تو ستر سال کے بعد وہ نیچے تہہ تک پہنچے گی۔ اور حضرت کعبؓ نے فرمایا جب جہنم ٹھنڈی ہونے لگتی ہے تو اس وادی کے نیچے ایک ''غی'' نام کا کنواں ہے اسکے ڈھکن کو کھولا جاتا ہے تو پوری جہنم پھر سے گرم ہوجاتی ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ ''غی'' جہنم کے ایک غار کا نام ہے جس میں سارے جہنم سے زیادہ طرح طرح کے عذاب ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ''غی'' ایک ایسا غار ہے جس سے جہنم بھی پناہ مانگتی ہے۔ ''اللھم اجرنا من النار'' اللہ تعالیٰ ہم تمام کو محفوظ رکھے۔ آمین

اس کے بعد ﴿ اِلَّا مَنْ تَابَ ﴾ آیا ہے، مگر جو شخص توبہ کرے گا تو اس سے بچ جائے گا۔ یقیناً یہ آیت نہایت ہی مہتم بالشان ہے، ہم لوگوں کو اس پر عمل کی فکر کرنی چاہئے۔ چنانچہ ہمارے اکابر تقویٰ کا کتنا اہتمام کرتے تھے، وہ لوگ اللہ سے کتنا ڈرتے تھے، کتنی خشیت ان پر غالب تھی، مگر آج ہمارا حال

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس کے بالکل برعکس ہے، نہ خوف ہے اور نہ خشیت، بلکہ ان چیزوں کو ہم سوچتے ہی نہیں۔

جہنم کا بیان تو رونے کیلئے ہے

دوسال پہلے میرا ایک مدرسہ میں بیان تھا میں نے اصلاحی بیان کیا تھا، میرے چلے آنے کے بعد ایک دوسرے مقرر نے جہنم پر بیان کیا اور اتنا ہنسایا اتنا ہنسایا کہ لوگ ہنستے ہنستے گر گر پڑے، دیکھئے! بیان تو ہو رہا ہے جہنم کا اور لوگوں کو ہنسایا جارہا ہے! جہنم کا بیان تو رونے کیلئے ہے، پناہ مانگنے کیلئے ہے، نہ کہ ہنسنے ہنسانے کیلئے۔ توبہ......توبہ......۔

نسب کا کوئی اعتبار نہیں، عمل کا اعتبار ہے

بہرحال میرے دوستو! یہ آیت کریمہ کتنی زبردست ہے، اللہ تعالیٰ مجھے بھی عمل کی توفیق دے اور آپ حضرات کو بھی، ہم سب کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا وارث بنائے، جو بھی اتباع سنت کرتا ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین ہے، حضور کا نائب ہے، حضور کا وارث ہے، اور جو ان کی اتباع نہیں کرتا تو چاہے پھر وہ سید ہی کیوں نہ ہو اس کا کچھ بھی درجہ نہیں، اللہ تعالیٰ کے یہاں نسب کا کوئی اعتبار نہیں، عمل کا اعتبار ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نے خود فرمادیا: ”من بطّأ عمله لم يسرع نسبه “ [مشکوٰۃ ۳۳۰/] جس شخص کو اس کے عمل نے پیچھے کر دیا اس کا نسب اس کو نہیں بڑھائیگا۔ نسب کسی کو بڑھائے گا نہیں بلکہ اس کا عمل اس کو بڑھائے گا، جو لوگ بھی بڑھے ہیں وہ عمل ہی سے بڑھے ہیں، نسب سے کوئی نہیں بڑھتا، سب کیلئے عمل ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق مرحمت فرمائے۔

و آخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

دعا کیجئے:

الحمدلله رب العالمين ، والصلاة و السلام علىٰ سيد الاولين و الأخرين وعلىٰ الٰه و اصحابه اجمعين ،

اللهم صل على سيدنا و مولانا وعلى آل سيدنا ومولانا محمد وبارک وسلم ، ربنا لاتزغ قلوبنا بعد إذ هديتنا وهب لنا من لدنک رحمة انک أنت الوهاب ،

یا اللہ! ہم سب کو اخلاص عطا فرما، ہدایت عطا فرما، صحیح توبہ کی توفیق مرحمت فرما، دین مستقیم پر ہم سب لوگوں کو ثابت قدم رکھ، یا اللہ! تمام امت جو گناہوں میں مبتلا ہے اس سے نجات کلی عطا فرما، یا اللہ! اپنے فضل کا معاملہ فرما، یا اللہ! ہر قسم کی عافیت عطا فرما، ہمارے گناہوں کو معاف فرما، طاعات کی توفیق مرحمت فرما، یا اللہ! اپنی محبت سے نسبت سے سرفراز فرما، تمام مسلمانوں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کو ہدایت عطا فرما، یا اللہ! عوام اور خواص سب ہی کی اصلاح فرما، مشائخ، مریدین، علماء سب کی اصلاح فرما، ہم سب اصلاح کے محتاج ہیں، یا اللہ! جو جس مقام پر ہے اس کو مزید بڑھنے کی توفیق مرحمت فرما، اپنے ذکر وفکر کی توفیق عطا فرما، یا اللہ! ہم کو اپنی کوتاہیوں، خطاؤں کے استحضار کی توفیق مرحمت فرما، یا اللہ! ہمارے اندر کوئی کمال نہیں ہے جو بھی ہے سب آپ کا عطیہ ہے جب چاہے اس کو آپ لے سکتے ہیں، یا اللہ! اپنی خشیت کی توفیق عطا فرما، اپنی رحمت کی رجاء اور امید کی توفیق عطا فرما، یا اللہ! ہم کو اور ہمارے تمام بچوں کو تمام شرور وفتن سے محفوظ فرما، قیامت تک دین قویم پر ہم کو ہماری اولاد کو، اہل وعیال کو، متعلقین ومریدین کو ثابت قدمی عطا فرما، یا اللہ! ہمارے قلوب کو اپنے دین پر ثابت فرما، یا اللہ! جو پریشانیاں آرہی ہیں ان پریشانیوں کو دور فرما، اور اگر پریشانیاں آویں تو تحمل کی توفیق مرحمت فرما۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم ، سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمدلله رب العالمین ،

☆☆☆☆☆

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

﴿ فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ نَجَّیْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَکَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ﴾

اعتراف ذنوب

باطنی ترقی کا راز

۱۴ ؍ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ مسجد دار العلوم کنتھاریہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

خلاصۂ وعظ

سید الاستغفار کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''من قالها من النهار موقناً بها فمات من يومه قبل ان يمسى فهو من اهل الجنة ومن قالها من الليل وهو موقن بها فمات قبل ان يصبح فهو من اهل الجنة'' [مشکوٰۃ: ۲۰۴] جو شخص دن میں یقین کے ساتھ یہ تسبیح پڑھے اور شام ہونے سے پہلے مر جائے تو وہ اہل جنت میں سے ہے اور جو شخص رات میں یقین کے ساتھ یہ تسبیح پڑھے اور صبح ہونے سے پہلے مر جائے تو وہ اہل جنت میں سے ہے۔ سید الاستغفار یہ ہے ''اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِىْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِکَ وَ وَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ ، اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَاصَنَعْتُ اَبُوْٓءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَيَّ وَ اَبُوْٓءُ بِذَنْبِىْ فَاغْفِرْلِىْ فَاِنَّهٗ لَايَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ'' [مشکوٰۃ ر ۲۰۴] مرشدی حضرت مصلح الامت فرماتے تھے سید الاستغفار صبح شام کم از کم تین تین مرتبہ پڑھا کرو اس سے انشاء اللہ تمام مصیبتیں دور ہوں گی اور نجات پاؤ گے، جب ہم دل سے پڑھیں گے، اقرار و اعتراف اور اعتقاد کے ساتھ پڑھیں گے تو انشاء اللہ العزیز اس کے برکات سے ہم مالا مال ہوں گے۔ اپنی کوتاہیوں کا استحضار کر کے اپنی برائیوں کا استحضار کر کے اپنی لغزشوں کا استحضار کر کے ''مِنَ الظّٰلِمِيْنَ'' کہو، اپنے کو جب ظالمین میں سے سمجھو گے اور اللہ تعالیٰ کو ظلم سے بری سمجھو گے، نقص اور کوتاہی سے بری سمجھو گے اور اپنے کو گنہگار اور ظالم سمجھو گے تو اللہ کو یہ بات بہت پسند ہے۔ اللہ اپنی رضا سے مشرف فرمائیں گے اور مصائب سے نجات دیں گے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نُؤْمِنُ بِهٖ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ ، وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِيَ لَهٗ، وَ نَشْهَدُ أَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَشَرِيْكَ لَهٗ ، وَ نَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَ مَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ ، صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَ عَلىٰ آلِهٖ وَاَ صَحَابِهٖ وَ اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّاتِهٖ وَ سَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ، أَمَّابَعْدُ!

فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿ فَنَادىٰ فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ نَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلاَنَا الْعَظِيْمُ ، [سورۂ انبیاء:۸۷]

میرے دوستو بزرگو اور عزیزو! اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ ہم قرآن پاک سن رہے ہیں، تلاوت کر رہے ہیں اور کسی قدر معنی و مطلب بھی سن رہے ہیں، یہ ہماری سعادت کی بات ہے، قرآن پاک سے تعلق اور شغف بہت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بڑی نعمت اور بہت بڑی سعادت ہے، اگر آپ قرآن پاک کو غور سے سنیں اور پڑھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک جو واقعات بیان کئے گئے ہیں ان میں اکثر انبیائے کرام علیہم السلام کے ریاضات، مجاہدات، مکاشفات اور مشاہدات کا ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ کو تواضع وانکساری پسند ہے

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی ریاضات کو بھی بیان فرمایا ان کو کلفت میں ڈالا گیا، مصیبت میں ڈالا گیا، مگر انہوں نے بسر وچشم قبول کیا، کوئی اعتراض، کوئی اشکال نہیں کیا بلکہ انہوں نے فرمایا ﴿ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴾[سورۃ اعراف:۲۳] اے اللہ! ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اگر آپ رحم نہیں فرمائیں گے، مغفرت نہیں فرمائیں گے تو ہم خاسرین میں سے ہوجائیں گے؛ کتنے تواضع اور انکسار کے کلمات ہیں، ایک عبد اپنے معبود کے سامنے راز و نیاز، عجز و انکسار کی بات کررہا ہے کہ اگر آپ ہم پر رحم نہیں فرمائیں گے، آپ ہماری مغفرت نہیں فرمائیں گے تو کون مغفرت کرنے والا ہے، ہم برباد ہوجائیں گے، ہم ہلاک ہوجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ کلمات پسند آگئے۔

بلکہ اللہ تعالیٰ ہی نے یہ کلمات ان کے دل میں ڈالے اور انہوں نے ادا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کئے، چنانچہ قرآن کریم میں ہے ﴿ فَتَلَقّٰی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ ﴾ [سورۂ بقرہ:۳۷] اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ان کلمات کی تلقین فرمائی، ان کے دل میں ڈالا، جب حاکم خوش ہو جاتا ہے تو وہ ایسے الفاظ مجرم کے سامنے پیش کرتا ہے کہ اس طرح کہہ دو تو ہم معاف کردیں گے، فیصلہ تمہارے موافق کردیں گے۔

طالب مطلوب کی جدائی کو برداشت نہیں کرسکتا

چونکہ وہ اللہ رب العزت کے برگزیدہ بندے تھے، ان کو زمین میں اپنا خلیفہ بنانا تھا اس بنا پر ان کو کچھ جدائی کے غم میں بھی ڈالا، فراق کی بھٹی میں بھی ڈالا، کیونکہ ایک محبّ کیلئے محبوب کی جدائی سے بڑھ کر کوئی تکلیف دہ چیز نہیں ہوسکتی ؎

از فراق تلخ می گوئی سخن　　　　ہر چہ خواہی کن ولیکن ایں مکن

فراق کی تلخ بات آپ نہ کیجئے، آپ جو بھی چاہیں کریں مگر جدائی کے کلمات نہ فرمائیں اسلئے کہ محبّ صادق فراق کی بات محبوب سے سن نہیں سکتا۔

چنانچہ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

بشنو از نے چوں حکایت می کند　　　　از جدائیہا شکایت می کند

یہ مثنوی کا پہلا شعر ہے اور پوری مثنوی کا اسی پر مدار ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ نرکل جس سے بانسری بنتی ہے، قلم بنتا ہے وہ جدائی کی شکایت کر رہا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے کہ ہم کو جنگل سے نکال کر قلم دان میں کیوں بند کر دیا، یہ بانسری میں کیوں مقید کر دیا، یہ بانسری جو بول رہی ہے تو بجانے والا سمجھتا ہے کہ ہمارا کمال ہے کہ ہم اس کو بجا رہے ہیں لیکن وہ درحقیقت اپنے معدن کے فراق کی شکایت کر رہی ہے کہ تم مجھے یہاں کیوں لے آئے، میں تو جنگل میں پڑی تھی اور آزاد تھی، یہاں لاکر مجھے کہاں پھنسا دیا، مولانا روم نے پوری مثنوی کا مدار اسی شعر کو بنایا ہے، اور اسکا نتیجہ یہ ظاہر کیا ہے کہ جو بندہ مخلص ہوتا ہے اس کی روح اللہ سے ملنے کیلئے بیتاب رہتی ہے، اللہ کی جدائی میں وہ تڑپتی رہتی ہے، اس کو کسی طرح چین نہیں ملتا، چونکہ وہ محبت و معرفت حق میں مشغول تھی عالم اجسام کے ساتھ متعلق ہونے سے صفات جسمانیہ یعنی شہوت و غضب کا اس پر غلبہ ہوا جس کی وجہ سے صفات روحانی میں کمی ہوئی اسلئے اسے افسوس ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ طالب سرگرداں رہتا ہے، طالب حیران رہتا ہے، طالب اپنے مطلوب سے جدائی کو گوارہ نہیں کرتا، ہمیشہ نالہ ہی کرتا رہتا ہے۔

جیسا کہ شیخ سعدیؒ نے ایک بلبل کی صحیح ترجمانی فرمائی ہے ؎

بلبلے برگ گلے خوش رنگ در منقار داشت
واندراں برگ و نوا خوش نغمہائے زار داشت
گفتمش در عین وصل ایں نالہ و فریاد چیست
گفت مارا جلوہ معشوق دریں کار داشت

یعنی ایک بلبل خوش رنگ پھول کی پتی اپنی چونچ میں لئے ہوئے تھی اور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس سامان خوشی پر بھی خوب نالہ وفریاد کررہی تھی جب میں نے اس سے پوچھا کہ عین وصل میں یہ رونا کیوں ہے تو اس نے جواب دیا کہ جلوہ معشوق ہی تو مجھ کو اس کام پر رکھتا ہے۔

یعنی عشق وہ چیز ہے کہ جیسے جدائی تڑپاتی ہے اس کا وصل بھی تڑپاتا ہے کہ کسی صورت سے جدائی نہ ہو جائے۔

میرے دوستو بزرگو! تمام انسانوں کے باپ حضرت آدم علیہ السلام ہیں ابوالبشر کہلاتے ہیں، اس بنا پر سب سے پہلے انہوں نے اللہ تک پہنچنے کے طریق سے آگاہ فرمایا۔ پس اگر تم اس راستہ میں چلنا چاہتے ہو اور اللہ کو راضی کرنا چاہتے ہو تو وہی طریقہ اختیار کرو جو تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام نے اختیار فرمایا تھا، اور وہ طریقہ ہے عجز وانکساری اور اپنے گناہوں کا اعتراف۔

بڑوں کی بڑائی

ایک مرتبہ میں حضرت مولانا قاری محمد صدیق صاحب باندویؒ کے یہاں باندہ حاضر ہوا، تو انہوں نے کہا کہ بیان کرو۔ یہ میں اپنی تعریف کیلئے نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ حضرت قاری صاحب کی ہی تعریف کے طور پر کہہ رہا ہوں کہ ان میں کتنی تواضع اور انکساری تھی، ایک مسلّم بزرگ تھے، آپ نے مجھے کرسی پر بٹھلایا اور خود سامنے ہی بیٹھ گئے، میں نے بہت اصرار بھی کیا کہ آپ آرام سے دوسری جانب بیٹھ جایئے فرمایا نہیں، میں تمہاری تقریر غور سے سننا چاہتا ہوں اسلئے سامنے بیٹھ رہا ہوں، اللہ غنی! دیکھئے ہمارے بڑے کیسے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اپنے آپ کو فنا کئے ہوئے تھے، اور جب بھی ہم دونوں کسی جلسہ کے موقع پر جمع ہوئے تو انہوں نے مجھ ہی سے پہلے تقریر کروائی، اور پھر جب خود وعظ کیلئے تشریف فرما ہوئے تو متعدد بار فرماتے کہ مولانا نے یہ کہا... مولانا نے یہ کہا...! سبحان اللہ کیسی تواضع وفروتنی تھی جو اس زمانہ میں عنقاء ہوتی جارہی ہے۔

بہرحال میں باندہ حاضر ہوا اور حضرت نے مجھ سے بیان کیلئے کہا، اس مجمع میں اکثر و بیشتر علماء کرام اور طلبہ ہی تھے، میں نے اسی پر بیان کیا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے کس طرح عاجزی اور انکساری کے کلمات سے اللہ کے حضور میں دعا کی یعنی ﴿ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴾ کے کلمات سے توبہ واستغفار اور اپنی لغزش کا اعتراف فرمایا۔ پس میں نے کہا کہ اللہ کا طریق یہی ہے، اللہ تک پہنچنے کا راستہ یہی ہے کہ انانیت کو چھوڑا جائے، اللہ کے سامنے سرنگوں ہوا جائے، اللہ کے سامنے اپنی تمام چیزوں کو فنا کر دیا جائے، کہاں کا کمال اور کہاں کا تمام..... بلکہ نقصان ہی نقصان ہے۔

باپ کے طریقہ پر رہو

ہمارے حضرت مصلح الامت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ کے یہاں کبھی کبھی طلبہ وطالبین دونوں ہی کا امتحان بھی ہوتا تھا، چنانچہ ایک دفعہ دریافت فرمایا کہ بتاؤ میں تم لوگوں سے کیا چاہتا ہوں؟ بڑے بڑے علماء موجود تھے،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سب نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق جواب تحریر کئے اور حضرت کی خدمت میں پیش کر دیئے، ہم نے یہ لکھا کہ حضرت والا ہم لوگوں سے یہ چاہتے ہیں کہ جب ہم آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں تو پھر ہم کو آدم علیہ السلام کے طریقہ ہی کو اختیار کرنا چاہئے، حضرتؒ اس جواب سے بہت خوش ہوئے۔

سنئے! آدم علیہ السلام نے عجز اختیار کیا، انکسار اختیار کیا، فنائیت اختیار کیا، اسلئے اسی کے اختیار کرنے میں ہماری سعادت ہے اور کرامت ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ کلمات بتلائے تھے، یہ کوئی معمولی کلمات نہیں ہیں، اپنے خاص بندہ کو اللہ تعالیٰ یہ کلمات بتلا رہے ہیں کہ اس طرح ہم سے عذر کرو اور اس طرح معافی مانگو تو ہم معاف کر دیں گے، چنانچہ انہوں نے اس پر عمل کیا اور اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا بلکہ زمین میں اپنا نائب اور خلیفہ بنا دیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا طریقہ تواضع اور انکسار والا تھا، پس آپ کی اولاد کیلئے اللہ تک پہنچنے کا طریقہ یہی متعین ہے۔

ابلیس کے طریقہ پر کون؟

ابلیس ملعون نے انانیت اختیار کیا، کبر اختیار کیا، علو اختیار کیا، سر بلندی اختیار کیا تو سرنگوں کر دیا گیا، جہنم میں پھینک دیا گیا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی کوئی وقعت اور کوئی درجہ نہیں رہا، کیونکہ اس نے سب سے پہلے نص کے مقابلہ میں قیاس کیا کہ ہم کو آپ نے پیدا کیا آگ سے اور آدم علیہ السلام کو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پیدا کیا خاک سے، اور آگ برتر ہے خاک سے تو معلوم ہوا کہ میں برتر ہوں آدم علیہ السلام سے، تو پھر میں کیوں ان کو سجدہ کروں۔ اپنے قیاس کے ذریعہ صغریٰ اور کبریٰ کو جوڑ کر اپنے لئے برتری ثابت کردی، اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ نص شرعی کے مقابلہ میں اپنے عقلی تکّے چلاتے ہیں وہ ابلیس کے طریقہ پر جا رہے ہیں، ابلیس کا یہی طریقہ تھا، آج بھی اس کے نقش قدم پر چل کر لوگ بہت سے عقلی تکّے چلا رہے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فرمان کے آگے بالکل خاموش ہو جانا چاہئے اور عقل کو ہیچ در ہیچ سمجھنا چاہئے اور نص کے مقابلہ میں قیاس آرائی کو ترک کرنا چاہئے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

مصطفیٰ اندر جہاں وانگہ کسے گوید زعقل

آفتاب اندر جہاں وانگہ کسے جوید سہا

ترجمہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں موجود ہوں اس وقت عقل سے کوئی بات کہے تو اس کی مثال ایسے ہی ہے کہ آفتاب اپنے نور کے ساتھ تاباں ہو اور کوئی بیوقوف ٹمٹماتے ہوئے چراغ کو ڈھونڈے۔

پس قرآن و حدیث کے ہوتے ہوئے جو عقلی تکّے چلاتا ہے اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ آفتاب ہوتے ہوئے کوئی چراغ کو ڈھونڈتا ہو۔ یہ بہت مشہور شعر ہے، مولانا روم اس کے امام ہیں، فرماتے ہیں کہ عقل کے استدلال چوبیں ہیں، یعنی لکڑی کی طرح ہے، جیسے کوئی لکڑی کی میز ہو اور اس پر بھاری

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

چیز رکھ دی جائے تو وہ ملنے لگتی ہے، تو فرمایا کہ ان کے دلائل بالکل ایسے ہی ہیں کہ ذرا بھی کسی چیز کا تحمل نہیں کر سکتے، لہٰذا یہ حقیقت ہے کہ بغیر نور نبوت اور بغیر نور وحی کے حقائق سمجھ میں نہیں آسکتے، حقائق کو سمجھنے کیلئے نور وحی اور نور نبوت کی ضرورت ہے۔ محض عقل و دانش مندی کافی نہیں ہے۔

نور وحی اور نور نبوت کے بغیر عقل گمراہی کا سبب ہے

علامہ ابن قیمؒ نے کہا ہے کہ دیکھو! تمہاری آنکھ میں روشنی ہے، لیکن ابھی یہ ظاہری روشنی ختم کردی جائے تو آپ کو کچھ نظر نہیں آئیگا، معلوم ہوا کہ اس آنکھ کی روشنی کیلئے باہر کی روشنی کی بھی ضرورت ہے، جب تک اس آنکھ کی روشنی کیلئے چراغ کی روشنی نہیں ہوگی، آفتاب کی روشنی نہیں ہوگی اس وقت تک آپ کو کچھ نظر نہیں آئیگا، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے عقل کے اندر نور رکھا ہے، عقل کے اندر روشنی رکھی ہے، لیکن وہ عقل کی روشنی محتاج ہے نور نبوت اور نور وحی کی، جب تک نور نبوت اور نور وحی اس کے ساتھ نہیں ہوگا اس کو کوئی حقیقت سمجھ میں نہیں آئے گی، صرف عقل سوائے تباہی اور بربادی کے کچھ نہیں سمجھتی، حقائق کے انکشاف کیلئے عقل کافی نہیں ہے بلکہ نور وحی کی ضرورت پڑا کرتی ہے، سبحان اللہ! کیا خوب بات فرمائی ہے۔ نور اللہ مرقدہ

اسی نور وحی سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف تیئیس سال کے عرصہ میں کیا سے کیا انقلاب برپا کردیا، پوری دنیا میں اس نور کو پھیلا دیا، اور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وہی نور اب بھی چلا آ رہا ہے اور قیامت تک چلتا رہے گا جس کی بنا پر ہم لوگ زندہ ہیں ورنہ تو کبھی کی تباہی و بربادی آ گئی ہوتی، اغیار کا بس چلتا تو وہ لوگ کبھی کا ہمیں ختم کر دیئے ہوتے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ اللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ﴾ [سورۂ صف:۸] یہ لوگ یوں چاہتے ہیں اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں حالانکہ اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا کر رہے گا، گو کافر لوگ کیسے ہی ناخوش ہوں۔ لیکن میرے دوستو بزرگو! یہ نور وحی اور نور نبوت کے برکات ہیں کہ جو ہم زندہ ہیں اور ساری دنیا کا نظام چل رہا ہے، اسلام باقی ہے۔

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی عمدہ بات فرمائی ہے کہ جن لوگوں کی وجہ سے دنیا قائم ہے اُنہیں کے لوگ دشمن ہیں، اگر وہ نہ رہے تو دنیا نیست و نابود ہو جائیگی۔ اسلئے کہ کوئی شئی جب اپنے مقصد سے خالی ہو جاتی ہے تو وہ لغو ہو جاتی ہے، سوچو! دنیا کا وجود کس لئے ہے؟ اللہ کی عبادت کیلئے، طاعات کیلئے اور معرفت کیلئے ہے، جب یہ چیزیں نہیں رہیں گی تو پھر دنیا کا وجود مہمل و لغو ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو فوراً فنا کر دے گا، اسی بنا پر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لاتقوم الساعة حتى لايقال في الأرض الله الله" [مشکوٰۃ:۴۸۰] کہ جب تک ایک آدمی بھی اللہ اللہ کہنے والا ہوگا تو دنیا فنا نہیں کی جائیگی۔ اور اگر ایک آدمی بھی نہیں رہے گا تو پھر یہ دنیا فنا کر دی جائیگی۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میرے دوستو! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے نور عطا فرمایا، نور وحی عطا فرمایا، جو لوگ ان کے پس رو ہیں، پیچھے چلنے والے ہیں ان کو بھی نور سے حصہ دیا جاتا ہے، جو نبی جن معجزات سے آراستہ ہوتا ہے اس کے امتیوں کو اسی قسم کی کرامات سے نوازا جاتا ہے، چونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم علم کا نور لے کر آئے تھے، وحی کا نور لے کر آئے تھے اس بنا پر ان کے امتیوں کو وہ علم دیا گیا جو پہلے امتیوں کو نہیں دیا گیا تھا، نہ عیسیٰ علیہ السلام کے امتیوں کو، نہ موسیٰ علیہ السلام کے امتیوں کو، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ نور وحی اور نور نبوت لے کر آئے، علم لے کر آئے اس بنا پر ان کے وارثین میں ایسے صاحب علم، صاحب نور، صاحب کرامت حضرات پیدا ہوئے جن کو بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ وہ ورثۃ الانبیاء اور نائبین انبیاء ہیں۔

انبیاء کرامؑ مصیبت کا سوال نہیں کرتے

میرے دوستو بزرگو! غور فرمایئے! حضرت آدم علیہ السلام نے کتنی معرفت کی بات کہی ﴿ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا ﴾ کہ اے ہمارے رب! ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا، اور ابلیس نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ ہم کو تو آپ نے آگ سے پیدا کیا اور آدم علیہ السلام کو خاک سے پیدا کیا، لہٰذا ہم برتر ہیں اسلئے سجدہ نہیں کریں گے، اس نے اللہ کے مقابلہ میں اپنی ایک رائے قائم کی، اللہ کے حکم کے سامنے ایک قیاس جاری کیا، اللہ کے صریح ارشاد کی اس نے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مخالفت کی، چنانچہ اس کی وجہ سے وہ راندۂ درگاہ ہوا، اور آدم علیہ السلام اپنی غلطی کا اعتراف کر کے آگے بڑھتے چلے گئے، ترقی کرتے چلے گئے، خلعت خلافت سے نوازے گئے، ان کو کیا کچھ مرتبہ ملا...... اللہ غنی...... کوئی تصور بھی نہیں کرسکتا، امتی نبی کے درجات کا تصور کر ہی نہیں سکتا، بہرحال آدم علیہ السلام پہلے نبی ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو راہ اپنی دکھلائی، ان کی راہ عاجزی اور انکساری والی راہ تھی، پس اگر اس کو اختیار کرو گے تو اللہ تک پہنچو گے اور اگر کبر والی راہ اختیار کرو گے تو ابلیس کی طرح گمراہ ہو جاؤ گے۔

اسی طرح آدم علیہ السلام کی اولاد کو یہ بھی تعلیم ہے کہ اس راستہ میں اگر چلنا ہے تو انانیت کو چھوڑو، غرور کو چھوڑو، اپنی عبادت پر بھی غرور نہ کرو، اپنے کام پر بھی غرور نہ کرو بلکہ ان کے سامنے اپنے کو جھکا دو، عاجزی اختیار کرو، چنانچہ تمام انبیاء علیہم السلام نے یہی چیز اختیار کی، بیماریوں میں مبتلا کئے گئے، مختلف آزمائشوں میں مبتلا کئے گئے، لعن وطعن میں مبتلا کئے گئے، اذیت اور ہجرت تک میں مبتلا کئے گئے، کیسی کیسی مصیبتیں ابراہیم علیہ السلام پر آئیں، نوح علیہ السلام پر آئیں اسماعیل علیہ السلام پر آئیں، زکریا علیہ السلام پر آئیں، آرے سے چیرے گئے، یہ سب ریاضات، مجاہدات اور مشقتیں ہی تو ہیں، اب اس کے بعد دوسرا طریق نہیں ہوگا، یہی رہے گا۔

یوں دعا تو یہی کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان مصیبتوں سے ہم کو محفوظ رکھے، مولانا عبدالحی فرنگی محلیؒ نے کہا ہے کہ کسی نبی یا کسی ولی نے عافیت کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

غیر کا سوال نہیں کیا ہے، سب نے عافیت کا سوال کیا ہے لیکن اگر اس کے باوجود مصیبت آئی ہے تو اس پر انہوں نے صبر وتحمل سے کام لیا، انبیاء کی سیرت یہی ہے، ان کا طریق یہی ہے کہ وہ کبھی مصیبت کا سوال نہیں کرتے، کیونکہ مصیبت کو مانگنا بھی ایک دلیری کی بات ہے، یہ بھی ایک کبر کی بات ہے، مصیبت نہ مانگو، بلکہ یہ کہو کہ اے اللہ! ہم کو آزمائش سے بچائے رکھئے، ہم کمزور ہیں، ہم ضعیف ہیں، ہم آزمائشوں کا تحمل نہیں کرسکتے، لیکن اگر کوئی مصیبت آگئی تو پھر صبر وتحمل ہی کرنے میں فلاح ہے، اللہ کی طرف سے وہ چیز آئی ہے اگر قبول کرلیتے ہو تو کیا کچھ اس کے عوض میں اللہ تمہیں دیگا تم اس کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔

ایک صحابیہؓ کے ایمان کی فہم وفراست

ایک عورت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ کو مرگی کی بیماری ہے، میری ستر کھل جاتی ہے آپ میرے لئے دعا فرمادیجئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " ان شئت صبرت ولک الجنة وان شئت دعوت اللہ ان یعافیک فقالت اصبر فقالت انی انکشف فادع اللہ ان لا انکشف فدعا لھا " [مشکوٰۃ ر ۷ ۱۳] اگر تم صبر کرو تو جنت پاؤ گی اور اگر چاہو تو میں تمہارے لئے دعا کروں اللہ پاک تم کو عافیت دے، عورت نے عرض کیا کہ میں صبر کرتی ہوں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لیکن دعا کر دیجئے کہ ستر نہ کھلنے پائے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کیلئے دعا کیا۔

دیکھئے! وہ عورت کتنی ہوشیار تھیں، یہ ان کی حیا اور ایمان کی بات تھی کہ انہوں نے کہا کہ بیماری سے چھٹکارا مجھے یہاں مطلوب نہیں لیکن اس میں جو ایک بے ستری کی شکل ہو جاتی ہے اس سے بچنا چاہتی ہوں۔

اللہ تعالیٰ عزیمت کی طرح رخصت کو بھی پسند فرماتا ہے

حدیث میں آتا ہے کہ " ما یصیب المسلم من نصب ولا وصب ولا ھم ولا حزن ولا اذیً ولا غم حتی الشوکۃ یشاکھا الا کفر اللہ بھا من خطایاہ " [مشکوٰۃ ۱۳۴/۱] یعنی کسی مسلمان جب کوئی رنج، دکھ، فکر، حزن، ایذاء اور غم پہنچتا ہے یہاں تک کہ کانٹا چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ اس کے گناہ دور کرتا ہے۔

حضرت عمارؓ کی والدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کو ان کی شرمگاہ پر برچھا مارا گیا تھا اور اس سے قبل کفار نے ان سے بہت کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دو، لیکن انہوں نے گالی نہیں دی اور کہا کہ یہ تو مجھ سے نہیں ہو سکتا، آخر جب وہ نہیں مانیں تو ان کی شرمگاہ پر برچھا مار کر شہید کر دی گئیں، حضرت عمارؓ انہیں کے لڑکے تھے، ان سے جب کہا گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہو تو انہوں نے صرف زبانی طور پر برا بھلا کہہ دیا، اور پھر روتے ہوئے حضور صلی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ ! مجھ سے ایک غلطی ہوگئی ہے، کہا کیا غلطی ہوگئی ؟ کہا: میں نے اپنی جان بچانے کے خاطر آپ کو برا بھلا کہہ دیا ہے، فرمایا تمہارے دل میں تو کوئی فتور نہیں تھا؟ کہا کہ نہیں، فرمایا کہ اگر پھر موقع آوے تو پھر کہہ دینا اور جان بچالینا۔

علماء لکھتے ہیں کہ ماں نے عزیمت پر عمل کیا اور بیٹے نے رخصت پر عمل کیا، دونوں سنتیں جاری ہوگئیں، اگر کوئی ایسا موقع آجائے تو زبان سے کہہ کر اپنی جان بچالے، یہ بھی سنت ہے۔ حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس پر بہت کلام کرتے تھے کہ یہ شریعت محمدیہ کی طرف سے رخصت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "ان اللہ یحب ان یوخذ برخصہ کما یحب ان یوخذ بعزائمہ " [کنز العمال ۳/ ۳۴] کہ جس طرح اللہ تعالیٰ عزیمت کو پسند کرتا ہے اسی طرح رخصتوں کو بھی پسند کرتا ہے، اسلئے اس کا علم بھی بہت ضروری ہے۔

دوستو اور بزرگو! میں یہ کہہ رہا تھا کہ اگر کسی مومن کو کانٹا چبھ جاتا ہے تو اس کا بھی اس کو ثواب دیا جاتا ہے، پس مؤمن ان فضائل کو سن کر خوش ہوجاتا ہے، اور اس کو قتل کرنے والا یہ سمجھتا ہے کہ میں نے اس کو نقصان پہنچا دیا، حالانکہ وہ بیچارہ کسی کو کیا نقصان پہنچا سکتا ہے، اس نے تو اس کو قتل کر کے بالکل مفت سفت میں جنت تک پہنچادیا، پس مؤمن کیلئے یہ یقیناً خوشی کی بات ہے اسلئے مؤمن تو اس سے خوش ہوتا ہے۔ میرے دوستو! یہ سب کاروبار چل رہا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے، جیسے ظاہری حکومتیں چل رہی ہیں اسی طرح باطنی امور بھی انجام پا رہے ہیں، کس کے متعلق کیا کچھ فیصلہ ہو رہا ہے ہم کو کچھ نہیں معلوم، ﴿كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَأنٍ﴾ ہر دن وہ ایک شان میں ہے، کسی کو مفت سفت جنت میں پہنچا رہا ہے اور کسی کو جہنم میں۔

اسی لئے روایتوں میں آتا ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "ان الرجل لیکون له عند الله المنزلة فما یبلغها بعمله فما یزال الله یبتلیه بمایکره حتی یبلغها" [مجمع الزوائد ۲/۶] یعنی کسی شخص کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو طے ہے جب وہ اپنے عمل سے اس مرتبہ کو نہیں پہنچ پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس ناپسندیدہ حالات میں مبتلا کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ اس مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے۔

اسی طریقہ سے بعض کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ وہ شخص اچھی مجلسوں میں نہیں جانا چاہتا، اللہ تعالیٰ زبردستی اس کو اچھی مجلسوں میں بھیج دیتے ہیں جس کی وجہ سے اس کو جنت میں پہنچا دیتے ہیں۔

میرے دوستو! مصیبت وریاضت کا یہی طریق ہے، بس اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے نرمی وسہولت کا معاملہ فرمائے اور بیڑہ پار فرما دے، دعا تو اسی کی کرنا چاہئے (یعنی یسر اور عافیت کی) لیکن اگر ایسی سختی وپریشانی کی صورت پیدا ہو جائے تو پھر اس صورت میں صبر وتحمل کرنا چاہئے، قرآن پاک میں صبر کرنے والوں کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنی معیت کا وعدہ فرمایا ہے: ﴿يَاأَيُّهَا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ﴾ [سورۂ بقرہ: ۱۵۳] اے ایمان والو! مدد طلب کرو صبر اور نماز کے ذریعہ سے بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ سوچو کہ صبر کرنے والوں کیلئے یہ کتنی بڑی بشارت ہے۔

میرے دوستو! یہ طریق تو صبر کا طریق ہے، اس میں اگر کوئی پریشانی پیش آوے تو صبر سے کام لو اور یہ سوچو کہ

ہر چہ از دوست می رسد نکوست

یعنی جو کچھ دوست کی طرف سے پہنچے تو وہ سب ٹھیک ہی ہے۔

یہ سب سوچ کر صبر کرو، صبر نہ ہو سکے تو نماز کیلئے کھڑے ہو جاؤ، اللہ کے سامنے راز و نیاز کی باتیں کرو، مناجات کرو، اللہ صبر دے دیگا، یہ طریق صبر ہی کا ہے، ریاضت و مجاہدہ کا طریق ہے، ہر چیز کیلئے تیار ہو کر اس طریق میں آنا ہوگا، معمولی کھیل کود میں آدمی جان کی ہلاکت سے نہیں ڈرتا، کسی کا پیر ٹوٹ جاتا ہے اور وہ لنگڑا ہو جاتا ہے، کبھی گیند لگ جانے سے سر ہی ٹوٹ جاتا ہے، معلوم ہوا کہ ان کھیلوں میں سبھی اعضاء کے ضیاع کا احتمال ہے لیکن اس کی پرواہ نہیں کی جاتی، تو میرے دوستو! اللہ کے طریق میں اگر کچھ مشقت و پریشانی آجائے تو کیا بعید ہے۔ اس راہ الٰہی میں جان چلی جائے جب بھی گوارا کرنا چاہئے بلکہ اللہ کی رضا و خوشنودی کیلئے سب کچھ قربان کر دینا چاہئے حتی کہ جان کی قربانی دینی پڑی تو یہ سستا ہی سودا ہے۔ اسی کو کسی نے کیا خوب

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہا ہے ؎

عشق مولیٰ کے کم از لیلیٰ بود
گوئے گشتن بہر او اولیٰ بود

مولاناؒ کہتے ہیں کہ اللہ کا عشق لیلیٰ کے عشق سے کیسے کم ہوگا، اسلئے کہ عشق میں اپنے کو گیند بنا دینا زیادہ مناسب ہے یعنی مجنوں تو لیلیٰ کی راہ میں گیند بن گیا تھا اگر تم اللہ کے راستہ میں گیند بن جاؤ تو کیا حرج ہے، اس راستہ میں کچھ نہ کچھ محنت و مشقت تو ہے ہی، اور ہم تو کہتے ہیں کہ اسی راستہ کی کیا بات ہے بلکہ ہر راستہ میں محنت و مشقت لازمی چیز ہے، ایک داروغہ کے امتحان پاس کرنے کیلئے بھی مشقت برداشت کرنی پڑتی ہے، طرح طرح کی بامشقت مشق کراتے ہیں، تب کہیں جا کر داروغائی ملتی ہے، تو جب آپ اللہ کی جنت کے طالب ہیں تو کیا اس کیلئے کچھ نہیں کرنا پڑے گا؟ اللہ کی رضا کے طالب ہیں تو کیا وہ یونہی گھر بیٹھے مل جائیگی؟ کان کھول کر سن لو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان " اَلاَ اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ الْغَالِيَةَ "[ترمذی:۲/۳۵۳] اللہ کا سودا مہنگا سودا ہے، اس کیلئے کچھ محنت اور مشقت کرنی پڑے گی، اور یہ کونسی بڑی بات ہے، یہ بھی سستا ہی سودا ہے ؎

قیمت خود ہر دو عالم گفتۂ
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

آپ نے اپنی قیمت دونوں جہان کو رکھا ہے تو نرخ اور بڑھایئے اسلئے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہ ابھی یہ قیمت بہت کم ہے۔

میرے دوستو! دعا کرو کہ اللہ ہم سب لوگوں کے دلوں میں یہی داعیہ اور جذبہ پیدا کردے، بولنا تو آسان ہے، لیکن کوشش اس کی ہو کہ ہمارے اندر یہ کیفیت پیدا ہو جائے، اللہ کے راستہ میں چلنے کیلئے ہم لوگ آمادہ ہو جائیں، مستعد ہو جائیں، کمر بستہ ہو جائیں، اگر ہماری کوشش یہ رہی تو پھر اللہ تعالیٰ بھی آسانی پیدا فرمائے گا، سہولتیں پیدا فرمائیگا، لیکن شرط یہی ہے کہ ہم تیار ہوں، مستعد ہوں۔

مقام ناز

ایک بزرگ سے کسی نے کہا کہ حضرت! سیلاب آرہا ہے آپ دعا فرمائیے کہ سیلاب رک جائے، سیلاب روکنے کیلئے وہ اٹھے اور پھاوڑہ لے کر جو باندھ لوگ باندھ رہے تھے اسی کو کھودنے لگے، تو لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت اس سے تو پانی آبادی کی طرف آجائیگا اور آبادی کو برباد کردے گا، انہوں نے فرمایا کہ جدھر مولیٰ ادھر شاہ دولہ، مولیٰ چاہتا ہے کہ سیلاب کا پانی ادھر آوے تو میں کون روکنے والا ہوں، بس! اتنا کہنا تھا کہ پانی رک گیا، اللہ کے بندے ایسے بھی ہوتے ہیں۔ بات یہ تھی کہ وہ بزرگ مقام ناز اور محبوبیت میں تھے۔

حضرت آدم علیہ السلام کے جیسا ہی واقعہ حضرت یونس علیہ السلام کا بھی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے، اور بھی بہت سے واقعات قرآن کریم میں وارد ہوئے ہیں، ان واقعات میں بڑی عبرت ہے، ان میں اللہ تعالیٰ نے پورا طریق بیان کر دیا ہے، قرآن تو اللہ تک پہنچنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، اس کو حبل اللہ کہا گیا ہے، یعنی اللہ کی رسی، جیسے کسی بڑی اونچی عمارت پر پہنچنے کیلئے رسی لٹکا دی جاتی ہے تا کہ اسے پکڑ کر اوپر کی منزلوں تک پہنچ جائیں اسی طریقہ سے یہ قرآن اللہ تعالیٰ تک رسائی کیلئے رسی ہے، اسکے ذریعہ اللہ تک پہنچا جاتا ہے۔

تو میں نے شروع میں جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے اس میں حضرت یونس علیہ السلام کا واقعہ مذکور ہے، ایک دن میں نے اس پر بیان بھی کیا تھا لیکن دوبارہ بھی بیان ہو جائے تو کوئی حرج نہیں، ظاہر ہے کہ طرز بھی بدل جاتا ہے، عنوان بھی بدل جاتا ہے اسلئے اثر میں کوئی فرق نہیں ہوتا، آپ کو معلوم ہے کہ یونس علیہ السلام پیغمبر تھے، انہوں نے اپنی قوم کو بہت سمجھایا کہ دیکھو دین اختیار کرو، اسی میں دنیا و آخرت کی کامیابی ہے لیکن انہوں نے نہیں مانا، جب یونس علیہ السلام ان لوگوں سے مایوس ہو گئے تو پھر مناسب سمجھا کہ اب انہیں چھوڑ کر کہیں اور چلے جائیں، چنانچہ اپنی قوم کو چھوڑ کر رخصت ہو گئے، اس کے بعد انہیں عذاب الٰہی نے آگھیرا، اب قوم نے دیکھا کہ عذاب الٰہی آرہا ہے اور ہم تباہ و برباد ہو جائیں گے تو وہ لوگ بیتاب ہو کر اپنے رسول کی تلاش میں نکلے، ایک تو عذاب سامنے ہے اور پھر کوئی رہبر و رہنما نہیں، ہم کس سے مشورہ کریں، یہ بھی بہت بڑی بات ہوتی ہے کہ جب کوئی مصیبت آوے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور کوئی رہبر نہ ہو، کوئی رہنما نہ ہو، کوئی مشیر نہ ہو تو آدمی گھبرا جاتا ہے، اسلئے وہ لوگ بہت گھبرا گئے، انہوں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے نبی ہم سے ناراض ہوکر کہیں چلے گئے، اب تو کوئی چارۂ کار نہیں تھا، لہٰذا قوم کے تمام کے تمام لوگ صدق دل سے اللہ کی طرف متوجہ ہوئے، اور تمام ایسے کاموں کو فوراً ترک کردیا جو اللہ کے غضب کا باعث بنتے ہوں، یہاں تک کہ انہوں نے اپنے مکانات میں ناجائز طریقہ سے جو شہتیر لگے ہوئے تھے انہیں بھی نکال پھینکا، اس کے بعد بچوں کو ماؤں سے الگ کردیا، بچھڑوں کو گایوں سے الگ کردیا اور ایک کہرام مچ گیا، اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا پسند آ گئی اور ان کی توبہ کو قبول کرلیا، اور عذاب کو واپس کردیا، قرآن مجید میں ہے کہ سوائے قوم یونس علیہ السلام کے کسی قوم سے عذاب نہیں لوٹا، اللہ تعالیٰ کو ان کی گریہ وزاری اور عاجزی پسند آ گئی، اسی بنا پر آیا ہوا عذاب ٹل گیا۔

بہرحال وہ تو عذاب سے نجات پا گئے، ان کا معاملہ تو ٹھیک ہو گیا، حضرت یونس علیہ السلام ان سے رخصت ہوکر دریا کے کنارے پر پہنچے تھے اور پاس میں کشتی میں سوار ہونے کیلئے کوئی کرایہ نہیں تھا، مگر کسی کشتی والے کو رحم آ گیا اور سوار کرلیا۔ درمیان میں کشتی بھنور میں آ گئی، ملاح نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی عبد آبق یعنی بھاگا ہوا غلام اس کشتی میں موجود ہے جب تک اسے سمندر میں نہ ڈالا جائے گا کشتی بھنور میں سے نہیں نکلے گی، حضرت یونس علیہ السلام نے کہا کہ میں ہی اپنے رب سے بھاگا ہوا غلام ہوں، چنانچہ مجھے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دریا میں ڈال دو، امن میں ہوجاؤ گے ورنہ میری وجہ سے تم لوگوں کے اندر بھی سلامتی نہیں رہ جائیگی، تم سب ہلاک ہوجاؤ گے، کشتی والوں نے کہا کہ دیکھنے میں ایسی نورانی صورت، بظاہر نہیں معلوم ہوتا کہ بھاگے ہوئے غلام ہو، لہٰذا ہم تمہیں کیسے دریا کے سپرد کردیں، یونس علیہ السلام نے کہا کہ قرع اندازی کرلو جس کا نام آئیگا اس کو دریا میں ڈال دو۔ چنانچہ قرعہ اندازی کی گئی اور انہیں کا نام آیا، کشتی والوں نے پھر بھی انکار کیا کہ ہم ایسا نہیں کرسکتے کیونکہ آپ تو نیک آدمی معلوم ہوتے ہیں، ایک بار اور قرعہ اندازی کرلیتے ہیں، پھر قرعہ اندازی کی گئی پھر آپ ہی کا نام نکلا، یونس علیہ السلام نے کہا کہ بھائی مجھے دریا میں ڈال دو امن میں ہوجاؤ گے، چنانچہ انہیں دریا کے سپرد کردیا گیا، اور کشتی بھنور سے نکل گئی۔

اب دیکھئے! کہ ہم لوگوں سے کتنی غلطیاں ہوتی رہتی ہیں، کتنی کوتاہیاں ہوتی رہتی ہیں، لیکن ہمیں ذرّہ برابر احساس نہیں ہوتا، اور نہ ہماری فوراً گرفت ہی ہوتی مگر ایک نبی کی شان دیکھئے کیونکر گرفت ہوگئی، اسلئے کہ وہ لوگ اللہ کے مقربین ہوتے ہیں اور مقولہ مشہور ہے کہ:

مقرباں را بیش بود حیرانی

یعنی مقرب لوگوں کو بہت زیادہ پریشانی لاحق ہوتی ہے۔

بہرحال یونس علیہ السلام کو دریا میں ڈال دیا گیا، اللہ کی طرف سے ایک مچھلی کو حکم ہوا کہ انہیں نگل لے لیکن ان کو کوئی ضرر نہ پہنچے۔ مچھلی نے اللہ کے حکم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کی تعمیل کی اور انہیں نگل کر سمندر کی تہہ میں چلی گئی، وہاں یونس علیہ السلام نے تسبیح کی آواز سنی، دل میں خیال کیا کہ یہ کیسی آواز ہے، اللہ نے وحی بھیجی یہ آواز سمندری جانوروں کے تسبیح کرنے کی ہے، یہ جان کر آپ نے بھی مچھلی کے پیٹ کے اندر کہا ﴿ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰـنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰـلِمِيْنَ ﴾ کوئی معبود نہیں سوائے آپ کے بیشک میں ہی ظالمین میں سے ہوں، مچھلی کے پیٹ میں بھی وہی اللہ ہے، اور دریا میں بھی وہی اللہ ہے، آسمان اور زمین پر بھی وہی اللہ ہے، اللہ سے تم چھوٹ نہیں سکتے۔

ابھی کچھ دنوں پہلے امریکہ سے جو لوگ چاند پر گئے تھے وہاں پر جا کر کہنے لگے کہ ہم کو یہاں خدا نظر نہیں آیا، تو سنو! تم کو جب امریکہ کی زمین پر اللہ تعالیٰ نظر نہیں آیا تو چاند پر کیا نظر آئیگا، اور جس کو یہاں اللہ نظر آتا ہے اس کو ہر جگہ نظر آتا ہے، لندن میں بھی نظر آتا ہے اور امریکہ میں بھی، آسمان پر بھی اور چاند پر بھی، اللہ تو ہر جگہ موجود ہے، چاند پر تم گئے اور نظر نہیں آیا تو تمہاری آنکھ تو بالکل اندھی ہے، اِدھر سے اُدھر اڑ کر چاند پر پہنچ جانے سے کوئی فائدہ نہیں، آخرت کے سب سے بڑے خسارے میں یہ لوگ ہیں، جیسا کہ قرآن پاک میں ہے ﴿وتحشرون الی جهنم و بئس المهاد ﴾ [آل عمرآن ۱۱] تم جہنم کی طرف جمع کئے جاؤ گے جہنم بدترین ٹھکانا ہے۔ اوپر بھی آگ اور نیچے بھی آگ، قرآن کریم میں ہے: ﴿ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْئِدَةِ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ﴾ [سورۂ ہمزہ] ایسی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

آگ ہوگی کہ براہ راست قلب پر اس کی سوزش پہنچے گی، یہاں کوئی آگ ایسی نہیں ہے جو براہ راست قلب پر پہنچے، چمڑی کے راستہ سے قلب تک پہنچتی ہے، آگ کے بڑے بڑے ستون ہوں گے اس میں ڈال دیئے جائیں گے، ان کیلئے تو یہاں کی چند روزہ بہار ہے، پھر وہاں سب بہاریں ختم ہوجائیں گی، حضرت نظام الدین اولیاءؒ فرماتے ہیں:

امروز خوش است ولکن فردا خوش نیست

آج کا دن اچھا ہے کل کا دن اچھا نہیں ہے۔

میرے دوستو! اللہ تو ہر جگہ موجود ہے، مچھلی کے پیٹ میں بھی ہے، جہاز میں بھی، جس طریقہ سے مسجد میں معصیت کا دیکھنے والا اللہ موجود ہے، بازار میں بھی معصیت کا دیکھنے والا موجود ہے، ریل پر دیکھنے والا موجود ہے اور ہوائی جہاز میں بھی وہ موجود ہے، جہاں کوئی بھی تم کو جاننے والا موجود نہ ہوگا وہاں پر اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے، اسکی آنکھیں تمہیں دیکھ رہی ہیں، ﴿ یَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْیُنِ وَ مَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ﴾ [سورۂ مومن:۱۹] وہ خائن آنکھوں کو جانتا ہے اور سینوں میں جو چھپا ہوا ہے اس سے بھی باخبر ہیں۔ نیز ایک جگہ ارشاد ہے: ﴿ وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَ نَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ﴾ [سورۂ ق:۱۶] ہم نے انسان کو پیدا کیا اور اس کا نفس جو وسوسہ ڈالتا ہے اسے بھی ہم جانتے ہیں، ہم تو تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ میرے دوستو! یہ معمولی آیتیں نہیں ہیں، یہ آیتیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وہ ہیں جو اللہ کے راستہ میں مستعد اور کمر بستہ کرنے والی ہیں، تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے، آپ کسی ایسی جگہ چلے جائیں جہاں کوئی مسلمان نہ ہو، آپ کا شناسا نہ ہو اور شراب سامنے ہو، ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ کو مستحضر رکھ کر شراب سے بچ جانا ایمان کی بات ہے، آپ ہیں اور خوبصورت لڑکیاں سامنے ہیں، ٹی وی لگا ہوا ہے ایسی صورت میں اپنی آنکھوں کو محفوظ رکھنا ایمان کی بات ہے، حدیث شریف میں ہے: " اِتَّقِ اللّٰہَ حَیْثُ مَا کُنْتَ وَ أَتْبِعِ السَّیِّئَۃَ الْحَسَنَۃَ تَمْحُھَا وَ خَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ "[مشکوٰۃ:۴۳۲] جہاں بھی رہو اللہ سے ڈرتے رہو،، اللہ جب ہر جگہ ہے تو اللہ سے ڈرنا بھی ہر جگہ ہونا چاہئے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو نصیحتوں کا ترجمہ یہ ہے: بر بنائے بشریت اگر خطا ہو جائے تو کوئی نیکی کر لو تو وہ نیکی خطا کو مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

میرے دوستو! ہمیں اس بات کا استحضار نصیب ہو جائے کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے تو پھر ہمیں بہت بڑی دولت مل جائیگی، ہمیں احسان کا درجہ نصیب ہو جائیگا، دیکھئے! حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں بھی اس استحضار سے غافل نہیں ہوئے، اور اپنے آپ کو ظالمین میں شمار کیا، اپنے رب کو ناراض کرنے والا سمجھا، اور نہایت عاجزی اور انکساری کا مظاہرہ کیا، اور اس صدق دل سے ان تمام باتوں کا اعتراف کیا کہ اللہ تعالیٰ کو بھی ان کی یہ ادا پسند آ گئی، خود اللہ نے فرمایا: ﴿ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ ﴾ ہم نے ان کی تسبیح کو، ان کی دعا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کو قبول کرلیا، ان کے پناہ مانگنے کو اور گڑگڑانے کو پسند کرلیا، اور پھر ارشاد فرمایا: ﴿ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ ﴾ اور ہم نے غم سے ان کو نجات دے دی، اللہ کی جدائی کا اور اللہ کی ناراضگی کا اور مچھلی کے پیٹ میں رہنے کا اور اس کی تاریکی کا جو غم تھا ان سب سے اللہ تعالیٰ نے نجات عطا فرمادی ﴿ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ [سورۂ انبیاء: ۸۸] اور اسی طرح ہم مؤمنین کو نجات دیتے رہتے ہیں اور دیتے رہیں گے۔

میرے دوستو! یہ قیامت تک کیلئے ہمارے لئے علاج تجویز کردیا گیا ہے، چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دعوة ذو النون اذ دعا وهو فی بطن الحوت لا اله الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین فانه لم یدع بها رجل مسلم فی شیء قط الا استجاب الله" [ترمذی ۲/ ۵۰۴] کہ جو شخص کسی دکھ اور پریشانی میں لا اله الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین کو عمل میں لائیگا تو اللہ تعالیٰ اس دکھ سے اس کو نجات دیدیں گے، کتنے لوگ اپنی تکلیف اور مصیبت میں اس کو پڑھتے ہیں اور نجات پاتے ہیں، کوئی دوکان خالی کرانے کیلئے ایک لاکھ مرتبہ پڑھتا ہے تو کوئی کسی مقدمہ میں کامیابی کیلئے پڑھتا ہے۔ چنانچہ ہمارے یہاں فسادات ہورہے تھے اور مسلمانوں پر ظلم وستم کی چٹانیں توڑی جارہی تھیں اور بے دریغ کاٹے اور مارے جارہے تھے تو ہمارے یہاں یہ آیت کریمہ کا ورد جاری تھا اور میں بھی برابر اس کے پڑھنے کی تلقین کررہا تھا۔ الحمد للہ ہمارے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یہاں اس کا معمول اب بھی جاری ہے ۔مرشدی حضرت مولانا محمد احمد صاحبؒ کے یہاں اس کا بڑا اہتمام تھا، سونے سے پہلے اپنے پاس والوں کو اس تسبیح کی تلقین کرتے کہ تین سومرتبہ یہ تسبیح پڑھو، چارسومرتبہ یہ تسبیح پڑھو۔

بہرحال حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی کوتاہی کا اعتراف کیا اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کی کہ اللہ تعالیٰ تو مقدس ہیں، پاک وصاف ہیں، میں البتہ ظالمین میں سے ہوں ۔ میرے دوستو! ہر ایک کو ظالمین میں سے ہونے کا یقین ہونا چاہئے، یہ نہیں کہ بس سرسری طور سے اس کلمہ کو کہتے چلے جاؤ اور اپنے کو مقدس بھی سمجھتے جاؤ اور پارسا بھی تصور کرتے جاؤ، اس سے کام نہ بنے گا، یونس علیہ السلام کا تواضع وانکساری کا حال پیدا کرو تو کام بنے گا۔

دیکھئے! حضرتِ آدم علیہ السلام نے "ظلمنا" کہا اور حضرت یونس علیہ السلام نے "من الظلمین" کہا، آپ غور کریں کہ اپنے وقت کے نبی ہوکر اپنے آپ کو ظالم کہہ رہے ہیں، پس دونوں حضرات کے کہنے کا حاصل تو ایک ہی نکلا، وہ ہے اپنے ظلم و گناہ کا اعتراف، جس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی رضا کیلئے اس کا استحضار اور ظلم کا اعتراف ضروری ہے۔

میرے دوستو! کوئی تسبیح ایسی نہیں ہے کہ جس کے کہنے کے بعد نجات کا وعدہ کیا گیا ہو سوائے اس تسبیح کے: ﴿ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (اسی طرح ہم مؤمنین کو نجات دیتے رہیں گے)

ہمارے حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ آخر میں دو چیزوں کی اکثر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تعلیم وتلقین فرماتے تھے، چنانچہ جب کوئی آپ سے کچھ پڑھنے کیلئے دریافت کرتا تو اس کو ﴿ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ﴾ پڑھنے کی ترغیب دیتے اور دوسرے نمبر پر سید الاستغفار پڑھنے کی تلقین فرماتے جس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "من قالها من النهار موقناً بها فمات من يومه قبل ان يمسى فهو من اهل الجنة ومن قالها من الليل وهو موقن بها فمات قبل ان يصبح فهو من اهل الجنة "[مشکوۃ: ۲۰۴] جو شخص دن میں یقین کے ساتھ یہ تسبیح پڑھے اور شام ہونے سے پہلے مرجائے تو وہ اہل جنت میں سے ہے اور جو شخص رات میں یقین کے ساتھ یہ تسبیح پڑھے اور صبح ہونے سے پہلے مرجائے تو وہ اہل جنت میں سے ہے۔ سید الاستغفار یہ ہے "اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِکَ وَ وَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ ، اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَاصَنَعْتُ اَبُـوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَيَّ وَ اَبُـوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَایَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ" [مشکوۃ ر ۲۰۴] فرماتے تھے سید الاستغفار صبح شام کم از کم تین تین مرتبہ پڑھا کرو اس سے انشاء اللہ تمام مصیبتیں دور ہوں گی اور نجات پاؤ گے، جب ہم دل سے پڑھیں گے، اقرار واعتراف اور اعتقاد کے ساتھ پڑھیں گے تو انشاء اللہ العزیز اس کے برکات سے ہم مالامال ہوں گے۔ موت تو برحق ہے، مگر اس کے پڑھنے سے اللہ سے امید کے ساتھ مرنا نصیب ہوگا، حسن ظن کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ساتھ مروگے، یہ دل میں نہیں آئیگا کہ اللہ نے کیوں ہم کو اس مرض میں مبتلا کردیا، اللہ تعالیٰ ہم سب لوگوں کو دل سے اس کے پڑھنے کی توفیق دے۔ آمین۔ اپنی کوتاہیوں کا استحضار کرکے اپنی برائیوں کا استحضار کرکے اپنی لغزشوں کا استحضار کرکے ''مِنَ الظّٰلِمِیْنَ'' کہو، اپنے کو جب ظالمین میں سے سمجھوگے اور اللہ تعالیٰ کو ظلم سے بری سمجھوگے، نقص اور کوتاہی سے بری سمجھوگے اور اپنے کو گنہگار اور ظالم سمجھوگے تو اللہ کو یہ بات بہت پسند ہے۔ اللہ اپنی رضا سے مشرف فرمائیں گے اور مصائب سے نجات دیں گے۔

اس سے قبل میں نے بتلایا تھا کہ مولانا محمد یونس صاحب شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور نے لندن میں سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم کی تشریح کرتے ہوئے کہا تھا کہ جب آدمی اللہ کی تسبیح بیان کریگا اور اللہ کو عیوب سے پاک وصاف گردانے گا تو اللہ اپنے فضل سے اس کو اس کی برکت سے عیوب سے بری اور پاک وصاف کردیں گے، اور انشاء اللہ اس سے تزکیۂ نفس ہوجائیگا، اس بناپر اس کی بڑی اہمیت ہے۔

بہرحال حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت یونس علیہ السلام تک یہ اقرار واعتراف کا سلسلہ چلتا رہا ہے بلکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اعتراف ذنوب فرماتے تھے، دیکھئے نماز میں درود شریف کے بعد جو دعا پڑھی جاتی ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تو ہے آپ کتنے جامع اور واضح الفاظ میں اعتراف فرمارہے ہیں: '' اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْماً کَثِیْراً وَّ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لَایَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِکَ وَ ارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ" [مشکوٰۃ:۸۷] دیکھئے! یہ بھی تو وہی ظلم کا اقرار ہورہا ہے، دیکھئے تین تین نبیوں نے اپنے ظلم کا اقرار کیا، سب کو معلوم ہے کہ نماز کے اندر کی یہی دعا ہے، ہم روزانہ دن میں کتنی مرتبہ اسے پڑھتے ہیں، مگر اس کو سمجھتے نہیں اسلئے اس کی اہمیت نہیں ہے۔

بہرحال طریق کے بارے میں میں نے کہا کہ طریق خدا یہی ہے، انانیت کو چھوڑنا اور فنائیت کو اختیار کرنا، تکبر کو چھوڑنا اور عاجزی اختیار کرنا، اللہ تعالیٰ تکبر سے ہماری حفاظت فرمائے، بداخلاقیوں سے بچائے، آدمی جب اصلاح کا ارادہ کریگا تب ہی اصلاح ہوگی، کسی بزرگ کا لڑکا ہی کیوں نہ ہو جب تک وہ اصلاح کا ارادہ نہیں کریگا اصلاح نہیں ہوگی، کوئی شخص خواہ کسی خانقاہ میں رہتا ہے جب تک ارادہ نہیں کریگا اصلاح نہیں ہوگی، مثلاً کوئی شخص بیمار ہے اور صرف اسپتال میں آتا جاتا رہے تو کیا صرف اس کے آنے جانے سے اس کی بیماری ختم ہوجائیگی؟ ہر وقت اسپتال کے اردگرد گھومتا رہے اور علاج نہ کراوے تو کیا صرف گھومنے اور چکر لگانے سے وہ صحتیاب ہوجائیگا؟ اس کی بیماری دور ہوجائیگی؟ ہرگز نہیں، بڑی بیماری تو کیا سردی زکام سے بھی چھٹکارا نہیں ملے گا۔ پس جب تک کہ دوا علاج نہ ہو، پرہیز نہ ہو اس وقت تک ظاہری مرض سے شفا نہیں ہوتی تو میرے دوستو! باطنی امراض جیسے کبر، حسد، طمع، حرص وغیرہ سے بغیر علاج اور پرہیز کے کس طرح شفا مل سکتی ہے، یہ کوئی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

معمولی امراض نہیں ہیں۔

ابھی افطار کے بعد ٹیلی فون آیا، اس پر ہمارے ایک خاص آدمی نے اپنے خاص رشتہ دار کا حال سنایا کہ اس نے اپنے سگے ماموں کا مکان بیچ دیا، اور اس کی خبر اس طرح ہوئی کہ جب وہ اپنے مکان میں گئے تو دیکھا کہ کوئی اور قبضہ کئے ہوئے ہیں، ان سے پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ میں نے تو فلاں سے خریدا ہے، دیکھئے! یہ حالات ہیں خواص کی اولاد کے، غور فرمایئے کہ جب خواص کی اولاد کے یہ حالات ہوں گے تو کیا دین بڑھے گا!؟ لوگ کیا حسن ظن رکھیں گے!؟ اسلام کی طرف کیا رجوع ہوں گے؟ ہمارے اندر جب بددیانتی ہوگی، خیانت ہوگی، گالی گلوچ ہوگی تو ہم لوگ اسلام سے بدظن کرنے والے ہوں گے، العیاذ باللہ تعالیٰ۔ آج بھی اگر ہم اپنے اخلاق کا صحیح مظاہرہ کریں گے تو بہت سے لوگ دائرۂ اسلام میں داخل ہو جائیں گے انشاء اللہ۔

ہمارے بزرگان سلفؒ نے سب سے پہلے ۱۵ھ میں اپنی فوج لئے ہوئے سواحل گجرات پر قدم رکھا۔ یا یوں کہا جائے کہ ہندوستان کی سرزمین میں سب سے پہلے گجرات کو یہ شرف حاصل ہوا کہ خدائے وحدہ پر ایمان لانے والوں کا اور اسی ایک ہستی کو وحدہ لاشریک لہ جاننے اور اسی کو قادر مطلق اور متصرف الامور ماننے والوں کا پاک قدم پہلے اسی سرزمین پر پڑا اور اسی سرزمین کے دشت وجبل ہندوستان میں سب سے پہلے اللہ اکبر کے نعروں سے گونجے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور خاص طور سے ضلع بھروچ کو اس میں اولیت وفوقیت کا شرف حاصل ہے، مولانا علی میاں صاحب ندویؒ کے والد محترم مولانا حکیم سید عبدالحی صاحب رائے بریلویؒ نے یادایام میں لکھا ہے کہ ان فدائیان اسلام کی قدسی صورتیں اس سرزمین کے آغوش محبت میں گنج بے رنج کی طرح مدفون ہوئیں۔ اگرچہ ہم کو اس کنز مخفی کا پتہ نہیں ہے مگر یہ یقینی ہے کہ بمبئی اور بھروچ کے گردونواح میں یہ خزانہ سپرد خاک ہوا ہوگا۔ اسلئے یہ معمولی جگہ نہیں ہے، میں تو اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ابتداء میں مجھ کو کام کرنے کی جگہ اور محنت کا میدان بھروچ ہی کو دیا۔

۱۶۰ھ میں ربیع بن صبیح السعدی البصریؒ (جن کو تابعی ہونے کا شرف حاصل ہے) یہاں ایک فوج کے ساتھ باربد (شہر بھروچ سے کئی میل کے فاصلہ پر موضع ہے) تشریف لائے، ان کے متعلق کشف الظنون میں لکھا ہے کہ: "أولُّ مَنْ صَنَّفَ فِي الْإِسْلَامِ رَبِيْعُ بْنُ الصَّبِيْحِ" اسلام میں سب سے پہلے جس نے تصنیف کیا ہے وہ ربیع بن صبیح ہیں، ان کا مزار یہاں باربد میں موجود ہے، دریائے نربدا میں جس کا نشان نہیں ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ وہاں حاضری کی سعادت نصیب ہوتی رہتی ہے، ابھی اگرچہ مزار نظر نہیں آتا، نرمدا ندی کا پاٹ کشادہ ہونے کی وجہ سے مزار پانی کے بیچ آ گیا ہے، وہ مستقل جہاد کیلئے آئے تھے فتح یاب بھی ہوگئے تھے مگر دریائے نربدا میں زیادہ پانی ہونے کی وجہ سے چند روز قیام کرنا مناسب سمجھا۔ چنانچہ اسی دوران ہوا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں عفونت پیدا ہوگئی اور ایک ہزار آدمی اس وباء کے شکار ہوگئے۔ ربیع ابن صبیح کا بھی اسی بیماری میں انجام بخیر ہوگیا۔

میرے دوستو! یہ بہت متبرک جگہ ہے، اسی بنا پر میں نے ایک دن کہہ بھی دیا تھا کہ یہ علاقہ خطۂ عرب معلوم ہوتا ہے، کچھ مزاج و حالات عربوں جیسے محسوس ہوتے ہیں۔

میرے دوستو بزرگو! ان بزرگوں کی جو تعلیمات، ارشادات اور خصوصیات ہیں ان کو ہمیں جاری رکھنا ہے، باقی رکھنا ہے، نیک ناموں کے بدنام کرنے والوں کی فہرست میں نام درج نہیں کرانا ہے، اس کی مذمت کرتے ہوئے کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے ؎

در کسوت خاص آمده ایں عامے چند
نا رفتہ رہ صدق و صفا گامے چند
بدنام کنندۂ نکو نامے چند

کہ صدق وصفا کے چار قدم بھی نہیں چلے لیکن خواص کے لباس میں آکر خواص کو بدنام کرنے والے بن گئے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ اس بلا سے ہم کو نکالے، اس آفت سے نکالے اور صحیح دین ہمارے اندر پیدا فرمائے، اصلاح کی فکر پیدا فرمائے، طریق کی سوجھ بوجھ پیدا فرمائے، اس کی خدمت کا جذبہ اور داعیہ پیدا فرمائے، ہمیں اسلام کی اشاعت وترویج کا ذریعہ بنائے، اخلاق نبوی سے آراستہ و پیراستہ فرمائے،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ان سب چیزوں کو اپنے گھروں میں جاری کرنے کی کوشش کریں، پڑوسیوں میں جاری کرنے کی کوشش کریں، انشاء اللہ اس کا فائدہ ضرور ہوگا، ہم الٰہ آباد میں بھی ہم اس کا اہتمام کرتے ہیں، رمضان میں بھی عورتوں کیلئے عام مجلس ہوتی ہے اور عام دنوں میں جمعرات کے روز ہوتی ہے، مرد بھی شریک ہوتے ہیں۔ شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد احمد صاحبؒ بھی اس میں شرکت فرمایا کرتے تھے، باقاعدہ وعظ بھی کرتے تھے۔ اب رمضان میں جب سے میں یہاں آگیا ہوں تو وہ مجلس رمضان میں اتوار کو ہوتی ہے، ابھی وہاں سے فون آیا تھا، میں نے اپنی اہلیہ سے پوچھا کہ مجلس برابر ہورہی ہے؟ مولوی محبوب سلمہ نے بیان کیسا کیا؟ کہنے لگیں مجلس مسلسل جاری ہے، مولوی محبوب سلمہ بیان بہت اچھا کرتے ہیں، کبھی مولانا صابر علی صاحب بیان کرتے ہیں اور کبھی مولوی محبوب سلمہ، یہاں کی عورتیں کہتی ہیں کہ ہم لوگ بھروچ والوں پر نالش کردیں گے کہ مولانا کو وہاں لے کر چلے گئے اور ہم لوگ محروم ہوگئے، وہاں الحمدللہ سالہا سال سے مجلس کا اہتمام کرتا ہوں، بہت عورتیں آتی ہیں، اب بھی عورتوں میں بہت طلب ہے، گرمی کے موسم میں سخت لُو چلتی ہوتی ہے اس میں بھی برابر آتی ہیں بلکہ اس وقت زیادہ تعداد میں آتی ہیں، میں کہتا ہوں کہ یا اللہ! اتنی سخت گرمی اور لُو میں مرد تو گھروں میں چلے گئے اور بیچاری عورتیں دین کی باتیں سننے کیلئے چلی آئیں، دین کی طلب اور دین کی تڑپ اور اس سے محبت ہوگی تو پھر انسان کسی چیز کو خاطر میں نہیں لاتا، حالانکہ بیچاری

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

رکشا کر کے آتی ہیں، پانچ دس روپیہ کرایہ لگتا ہے، بہرحال یہ ان کی دین سے محبت اور تعلق کی بات ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

اور دین کو اختیار کرنے اور دین کی باتوں کو پہنچانے کی ضرورت ہے۔

اب بھی انشاء اللہ نفع ہوگا۔ کیا خوب حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا ہے ؎

کامیابی تو کام سے ہوگی　　نہ کہ حسن کلام سے ہوگی
ذکر کے التزام سے ہوگی　　فکر کے اہتمام سے ہوگی

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق مرحمت فرمائے۔

و آخر دعوانا أن الحمد للّٰه رب العالمین ،

دعا کیجئے:

الحمدللہ رب العالمین ، والصلاۃ و السلام علیٰ سید الاولین والاٰخرین وعلیٰ اٰله واصحابه اجمعین ،

اللھم صل علی سیدنا و مولانا وعلی آل سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم ،

اللھم الف بین قلوبنا واصلح ذات بیننا ، واھدنا سبل السلام ونجنا من الظلمات الی النور و جنبنا الفواحش ماظھر منھا و مابطن ، اللھم بارک لنا فی اسماعنا و ابصارنا وقلوبنا و ازواجنا و ذریاتنا و تب علینا انک انت التواب الرحیم .

یا اللہ ! ہم سب لوگوں کی اصلاح فرما اور اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مرحمت فرما، یا اللہ! سنت والی زندگی ہم کو نصیب فرما، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور کامل اطاعت کی توفیق مرحمت فرما، یا اللہ! ہمارے بزرگوں کے طریق اور اسوہ کو اختیار کرنے کی توفیق مرحمت فرما، یا اللہ! کتاب وسنت کو پیشوا اور پیش رو بنانے کی توفیق مرحمت فرما، یا اللہ! ان آیات پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرما، انبیاء و اولیاء کا جو طریقہ تواضع، انکساری اور عاجزی کا رہا ہے اس کو اختیار کرنے کی توفیق مرحمت فرما، یا اللہ! ہماری لغزشوں کو معاف فرما، کوتاہیوں کو معاف فرما، رمضان شریف میں بھی کوتاہیاں ہو رہی ہیں، یا اللہ! تلاوت میں، روزہ میں، تراویح میں اور دیگر تمام اعمال میں کوتاہی ہو رہی ہے، ہمیں اس کا اعتراف ہے، یا اللہ! ان کوتاہیوں کو اپنے فضل وکرم سے معاف فرما، ہماری دعاؤں کو قبول فرما، تمام مسلمانوں کو ہدایت عطا فرما، تمام مسلمانوں کو دین حق پر قائم ودائم فرما، یا اللہ! ہمارے ہی قصور ہیں جن کی بنا پر یہ بلائیں آرہی ہیں، یا اللہ! ہمارے ان قصوروں اور کوتاہیوں کو دور فرما۔ آمین

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم ، سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمدللہ رب العالمین ،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1